(خلیفہ ومجاز حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم ادریس حبان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ)

خلیفہ ومجاز حاذق الامت حضرت مولانا حکیم ذکی الدین احمد صاحب نور اللہ مرقدہ بہ نامبٹی

(خلیفہ ومجاز مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمۃ اللہ علیہ)

(خلیفہ ومجاز حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

ناشر: خانقاہِ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور دربھنگہ (بہار)

طبع اوّل 1439ھ- 2017ء

نام کتاب : اصلاح کا تیر بہدف نسخہ

افادات : حکیم الامتؒ

مرتب : علاء الدین قاسمی

کمپوزنگ : عبداللہ علاء الدین قاسمی

صفحات : ۴۷۰

قیمت :

ناشر : خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشام پور

﴿ ملنے کے پتے ﴾

ناشر: خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور دربھنگہ (بہار)

مولانا عبدالمجید صاحب قاسمی

صدر: دارالعلوم محمودیہ اے ۱۱۴- بی ہری انکلیو، فیس، اکراڑی سلیمان نگر (دہلی)

محمد وزیر ناگلوئی، مبارک پور (دہلی)

KHANQUAH ASHRAFIA

Maktaba Rahmat E Alam Rahmani Chowk Pali.

Dist:Darbhanga(Bihar)

Phone:+91 7631355267

فہرست مضامین

رشحاتِ قلم حضرت حبیب الامت

شیخ الطریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی (حفظہ اللّٰہ)

خلیفہ ومجاز حاذق الامت حضرت مولانا ذکی الدین احمد صاحبؒ پرنامبٹی

(خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامتؒ جلال آبادی)

مکرمی ومحترمی عالی جناب حضرت مولانا علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی کا اکابر علماء کرام ومتقدمین اولیائے عظام سے ایسا دلی لگاؤ اور محبت والفت ہے کہ آپ کی ہر ملاقات مصلحین امت کے متعلق گفتگو سے خالی نہیں گذرتی، میں نے بارہا آپ کی اس ادائے دلربائی کا مظاہرہ دیکھا ہے۔ آپ جہاں خود مستند وجید عالم دین ہیں وہیں آپ کی اس ادائے وارفتگی نے آپ میں خصوصی امتیاز پیدا کردیا ہے۔ سالکِ حق کی بڑی پہچان اس کے اخلاق وعادات اور خلوص وللّٰہیت سے کی جاتی ہے۔ اپنے شیوخ ومرشدین کے بتائے اور سکھائے ہوئے طرق پر چلنا ہی تزکیہ کی پہلی منزل ہے۔ مفہومِ حدیث کے مطابق علمائے کرام سے محبت اوران کی نقول بعض مرتبہ سببِ مغفرت قرار دے دی جاتی ہیں۔ زمانۂ طالبِ علمی سے مولانا موصوف کو سلوک وتزکیہ کی چاشنی نے صحبتِ اولیاء اللہ میں لا کھڑا کیا، آپ کو جہاں اور جس مے خانہ سے موقع ملا تشنگی بجھانے میں عار محسوس نہ کی۔ حضرت مسیح الامتؒ کے خلیفۂ اجل حضرت حاذق الامت حکیم زکی الدین احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے فیوض وبرکات کا

ثمرہ بھی آپ کے حصہ میں اس طرح آیا کہ ناکارہ نے مولانا موصوف کو اجازت وخلافت کے ساتھ بیعت وتلقین کے لئے بھی منتخب کیا نیز میرے دادا پیر حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے دستر خوان و مے خانہ سے وہ چند دانے اور قطرات جو اس حقیر کے دامن میں اللہ رب العزت نے اپنے فضل وکرم سے ڈال دیئے انہیں امانت سمجھتے ہوئے آنے والی نسلوں کی سیرابی کے لئے میں نے حضرت مولانا علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ کو پیش کردیئے۔ حکیم الامتؒ کے وہ فیوض وبرکات جو ایک عرصہ سے مولانا کے دل نشیں تھے اب پروان چڑھ کر آپ کی قلمی کاوش کا سبب بنے ہیں۔ علم وحکمت اور فضل وکمال حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی اجلہ شخصیت کا امتیاز ہے۔ آپ کے پردہ فرمانے کے بعد بھی مخلوق آپ کے عطا کردہ گوہرِ نایاب اور شیرِ شیریں سے استفادہ کررہی ہے۔

زیر نظر کتاب ''اصلاح کا تیر بہدف نسخہ'' حکیم الامت حضرت مولانا مفتی اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کے وہ چیدہ چیدہ مختلف کتب سے ماخوذ ملفوظات ہیں جنہیں حضرت مولانا نے طویل عرصہ سے ایک ایک دو دو کر کے جمع کئے ہوئے تھے۔ حضرت مولانا علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ کی یہ کاوش ان کی اپنی محنتوں کا ثمرہ ہے، اس مجموعہ کا مقصد اپنے نفس کی اصلاح ہے، جس کی آج سخت ضرورت ہے، ہر آدمی دوسرے کے گریبان میں جھانک رہا ہے، اپنے گریبان میں کوئی منہ نہیں ڈالتا۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے شر انگیزی کی مبتدی رگ پر نشتر رکھ کر اس کی جراحت تجویز

فرمادی، ارشاد فرماتے ہیں: ''وہ ذرا سی بات جو حاصل ہے تصوف کا یہ ہے کہ جس طاعت میں سستی ہو، سستی کا مقابلہ کر کے اس اطاعت کو کرے۔ اور جس گناہ کا تقاضا ہو، تقاضے کا مقابلہ کر کے اس گناہ سے بچے۔ جس کو یہ بات حاصل ہوگئی اس کو پھر کچھ بھی ضرورت نہیں کیوں کہ یہی بات ''تعلق مع اللہ'' پیدا کرنے والی ہے اور یہی اس کی محافظ ہے اور یہی اس کو بڑھانے والی ہے۔''

اسی کو شاعر نے کہا ہے۔ ؎

یہ ذکرِ نیم شبی، یہ مراقبے، یہ سرور
تری خودی کے نگہباں نہیں تو کچھ بھی نہیں

مجھے امید ہے کہ گذشتہ کتب کی طرح جس عزم و خلوص کے ساتھ یہ کتاب ترتیب دی گئی ہے اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں اسے قبول فرما کر مقبولِ عام و تام فرمائیں گے اور ذریعۂ نجات و فلاح بنائیں گے، آمین یارب العالمین!

خاکروب آستانۂ حضرت حاذق الامتؒ
(مولانا حکیم) محمد ادریس حبان رحیمی
خانقاہِ رحیمی احاطہ دار العلوم محمدیہ گنگونڈنا ہلی بنگلور
۹؍جنوری ۲۰۱۸ء بروز چہار شنبہ

تقریظ عالی

فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی (مدظلہ العالی) جنرل سکریٹری آل انڈیا فقہ اکیڈمی وسیکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

دعوت واصلاح کے مختلف طریقے اور متعدد منہج ہیں، وعظ وتقریر، تحریر وتصنیف، خطوط ومکاتیب وغیرہ، ان میں سے ایک اہم طریقہ مجلسی گفتگو کا ہے، بعض اعتبار سے اس کی اہمیت دوسری صورتوں سے بڑھ کر ہے، وعظ وتقریر میں واعظ، تصنیف وتالیف میں مصنف اورمکاتیب میں مکتوب نویس اپنی سوچ اپنی رائے اوراپنی بات کولکھتا ہے، اس سے قطع نظر کہ مخاطب کی کیا ضرورت ہے اورمخاطب کے ذہن میں کیا سوال ہے؟ لیکن مجلس میں مخاطب کواپنے سوالات پیش کرنے کا موقع ملتا ہے، اگرکوئی بات دل میں کھٹکتی ہے تو وہ اس بارے میں پوچھتا ہے، اگر دل میں شک وشبہ کا کوئی کانٹا چبھ رہا ہوتو اپنے استاذ، اپنے شیخ، اوراپنے مصلح کے ذریعہ اس کونکالنے میں کامیابی حاصل کرتا ہے، نیز مجلس میں بے تکلفی کا ماحول ہوتا ہے، جو باتیں مجمع عام میں نہیں کہی جاسکتیں وہ مجلس میں کہی جاتی ہیں، جن کمزوریوں کا علاج بڑی محفلوں میں نہیں پوچھا جاسکتا مجلس میں ان کو بھی دریافت کیا جاسکتا ہے، ایسی مجلسوں میں بہت دفعہ مزاح وخوش طبعی کے انداز پر ایسی باتیں کہہ دی جاتی ہیں، جو بڑے بڑے مسائل کو حل کرتی ہیں؛ اسی لئے سلف صالحین کے یہاں مجالس کومرتب کرنے کا رواج رہا ہے، اور یہ بہت سے لوگوں کے لئے اصلاح کا ذریعہ بنا ہے۔

ماضی قریب کے علماء میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی شخصیت علم وفکر، دعوت واصلاح اور تذکیر واحسان کا گلدستہ ہے، جس میں نوع بہ نوع خوش رنگ، دیدہ زیب اور عطر بیز پھول جمع تھے، علوم اسلامی میں سے جس علم میں دیکھئے اور دعوت دین کی جس جہت سے جائزہ لیجئے، آپ کی شخصیت امتیازی حیثیت کی حامل تھی، اور گہرائی و گیرائی آپ کا امتیاز ہے، احسان وتصوف کے باب میں تو آپ کو ایک مجتہد اور مجدد کا درجہ حاصل تھا، آپ کے دامن تربیت سے وابستہ ہوکر وقت کے بڑے بڑے علماء نے تزکیۂ نفس کی منزلیں طے کی ہیں، اور لوگوں کے لئے مشعل راہ بن گئے، یوں تو تفسیر، حدیث، عقیدہ، فقہ، سیرت وغیرہ ہر میدان میں آپ کی تالیفات نہایت اہمیت کی حامل ہیں؛ لیکن خاص کر آپ کے ملفوظات میں علم وفکر کا ایک سمندر چھپا ہوا ہے، جس میں ہر طبقہ اور ہر گروہ کو اپنی حیثیت اور ضرورت کے مطابق لعل و گہر مل جاتا ہے، اور راہ سلوک کے مسافروں کو تو ایسا لگتا ہے کہ جیسے کسی حکیم دانا نے دکھتی ہوئی رگ پر انگلی رکھ دی ہو؛ اسی لئے حضرت تھانویؒ کے ملفوظات کو مختلف اہل علم نے جمع کیا ہے، اللہ تعالی جزائے خیر عطا فرمائے محبی فی اللہ حضرت مولانا الحاج علاء الدین صاحب قاسمی ۔ بارک اللہ فی حیاتہ وجھودہ ۔ کو، کہ انہوں نے خاص طور پر ان ملفوظات کا مجموعہ مرتب کیا ہے، جو احسان وسلوک سے متعلق ہیں، اس میں فضائل اخلاق اور رزائل اخلاق کے علاوہ تصوف کی اہم اصطلاحات کی وضاحت بھی شامل ہے، اور مؤلف نے کوشش کی ہے کہ ملفوظات کا خلاصہ تحریر کرنے

پر اکتفاء کیا جائے؛ تاکہ جو بات مقصود ہو، وہ کم وقت میں سامنے آجائے؛ چونکہ کتاب ابھی مطبوعہ شکل میں نہیں ہے؛ اس لئے پوری کتاب سے تو استفادہ نہیں کرسکا؛ لیکن بہت سے مقامات کے مطالعہ کی سعادت حاصل ہوئی اور جہاں پڑھا ایسی دلچسپی پیدا ہوئی کہ گویا پوری کتاب پڑھ ڈالوں، واقعہ ہے کہ یہ کتاب بہت مفید ہے، علماء، عوام، خواص، طلبہ اور مسافران راہ دعوت سبھی حضرات کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے، ان شاء اللہ بڑے نفع کا باعث ہوگا، انہوں نے اس کا نام "اصلاح کا تیر بہ ہدف نسخہ" رکھا ہے، اور واقعی یہ کتاب اسم بامسمی ہے۔

مؤلف کتاب موفق عالم دین ہیں، ان کی متعدد تحریریں طبع ہوچکی ہیں، جنہیں اہل ذوق نے شوق کے ہاتھوں لیا ہے، اور زیادہ تر یہ تربیت واصلاح کے موضوع پر ہیں، علوم اسلامی کی چند کتابوں کا درس بھی دیا ہے، حجاز مقدس میں بھی وقت گزارا ہے، اب زیادہ توجہ احسان وسلوک کی جہت سے خدمت دین پر مرکوز ہے، اور اسی مناسبت سے اپنے وطن میں خانقاہ اشرفیہ و "مکتبہ رحمت عالم" قائم کیا ہے، کہ اس سے لوح قرطاس پر تصنیف وتالیف کی خدمات انجام دی جائے، اور لوحِ قلب پر اللہ تعالی کی محبت رقم کی جائے، اللہ تعالی اس کوشش کو قبول فرمائے۔ ربنا تقبل منا إنک انت السمیع العلیم۔

۹ ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ خالد سیف اللہ

رحمانی ۲۸ دسمبر ۲۰۱۷ء (خادم: المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد)

تقریظ دلپذیر

مفسر قرآن حضرت مولانا عبد السبحان صاحب مدظلہ العالی ندوی مدنی (بھٹکلی)

نائب مہتمم واستاذ تفسیر مدرسہ ضیاء العلوم میدان پور (دائرہ شاہ علم اللہ) تکیہ کلاں رائے بریلی (یوپی)

چودھوی صدی ہجری اور بیسوی صدی عیسوی کا علمی اُفق جن آفتاب و ماہتاب سے درخشاں رہا اُن میں ایک انتہائی نمایا نام حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ ایک ایسے دور میں آپ منصۂ عالم پر جلوہ گر ہوئے، جب انگریزی استعمار اپنے عروج پر تھا، اور سلطنت مغلیہ کا چراغ گُل ہو چکا تھا، ہر طرف مایوسی وافسردگی کی لہر چھائی ہوئی تھی، سیاسی زبوں حالی تو تھی ہی دینی لحاظ سے بھی بے کیفی طاری تھی، ہمت دم توڑ رہی تھی، اور طاقت جواب دے رہے تھے، ایسے حوصلہ شکن بلکہ پژمردہ حالات میں آپ نے خاموش انقلابی کام انجام دیا، نعروں اور احتجاج کی سیاست سے دور رہتے ہوئے ایک گوشہ میں بیٹھ کر ایسے کارہائے نمایاں انجام دئے، جسے ہندوستان کی اسلامی تاریخ کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔ مسلمانوں کے اصل مرض کو پہچان کر اُسے ختم کرنے کیلئے وہ اقدامات کئے جنہیں ممکن نہیں کہ نظر انداز کیا جاسکے، دین بیزاری اور دنیا طلبی کا مرض جو طوفانی شکل اختیار کرتا جارہا تھا، بلکہ ایک ناسور بن رہا تھا آپ نے اپنی بے مثال حکیمانہ صلاحیت کے ذریعہ اس کا علاج فرمایا، اور بجا طور پر حکیم الامت قرار پائے۔ میری نظر میں آپ کا سب سے بڑا

کارنامہ یہ ہے کہ دین بیزاری واحساس کمتری کے دور میں آپ نے دین اوراہل دین کا وقار لوگوں کے دلوں پر نقش کر دیا، جس کسی نے آپ کی تحریریں ملاحظہ کی ہیں وہ اس کی گواہی دے گا کہ سطر سطر اعتماد سے لبریز ہے، اور لفظ لفظ دین اوراہل دین کے وقار کا گواہ ہے۔ ناداں دوستوں اور جاہل دشمنوں کی طرف سے دین پر کئے جانے والے اعتراضات کے عام فہم اور بے ساختہ جوابات آپ نے دئے ہیں وہ بس آپ ہی کا حصہ ہیں۔ حفاظت دین حقیقت میں اشاعت دین کی بنیاد ہے۔ حفاظت کے بغیر اشاعت کا کوئی تصور نہیں آپ کے ذریعہ یہ دونوں عظیم الشان کام انجام پائے ۔ بالخصوص حفاظت دین کے تعلق سے آپ کے کارہائے نمایاں اظہر من الشّمس ہیں ، دین کی بنیادی شعبوں میں آپ کی خدمات بڑی خاموش ٹھوس اور گہری ہیں، عقیدہ واخلاق، عبادات ومعاملات، اصلاح وتربیت، دعوت وارشاد اور عملی احتساب کے جس میدان میں نگاہ دوڑائے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف یہ کہ صف اول میں نظر آئیں گے بلکہ قائدانہ کردار ادا کرتے ہوئے دکھائی دیں گے۔ تصوف پر عجمیت اوراشراقیت کا پردہ پڑا تھا اُسے آپ نے پھاڑا اور شریعت کی تابناک کرنوں سے اُسے منور کیا جن بد باطن صوفیاء نے طریقت کے نام پر ایک متوازی شریعت قائم کی تھی آپ نے اس تصور کے پرخچے اڑائے، اور طریقت کو دین شریعت بنایا، قرآن کریم کی تفسیر لکھ کر فہم قرآن کے ذوق کو عام کیا، متعدد معاشرتی رسومات کا خاتمہ کرنے کی کامیاب کوشش کی، جو دین میں بگاڑ کا سبب بن رہی تھیں، اعلاء السُنن جیسی انتہائی

مفید کتاب لکھوا کر یہ ثابت کیا کہ فقہ حنفی مکمل طور پر کتاب وسنت سے ماخوز ہے۔ بہشتی زیور کے ذریعہ گھر گھر دین اسلام کو عام فہم انداز میں پہنچایا، روزمرہ کی مثالوں کے ذریعہ بڑی بڑی گتھیاں سلجھائیں، اور لوگوں کے ذہن کو دین شریعت کے تعلق سے صاف کیا، فقہ وفتاوی کے ذریعہ انفرادی واجتماعی دونوں طرح کے مسائل حل فرمائے، صحیح تصوف کو پیش فرمایا، براہ راست خود اور اپنے لائق وفائق خلفاء کے ذریعہ تزکیہ واحسان کی فضاء قائم فرمائی، معاملات کی صفائی کو انتہائی اہمیت دے کر دیانت داری اور سچی ایمانداری کو فروغ دیا، اور معاملات کو دین سے الگ کرنے کی جاہلیت زدہ سوچ کا خاتمہ کیا، آپ کی ذات سے لوگوں کو یہ نمونہ بھی ملا کہ جو شخص لوگوں سے بے نیاز ہو کر اللہ کے دین کیلئے وقف ہو جاتا ہے وہ ایک گوشہ میں بیٹھ کر بھی زبردست انقلابی کام انجام دے سکتا ہے، اور عالمی سطح پر اپنا لوہا منوا سکتا ہے۔ غرض آپ کی شخصیت ہشت پہل ہیرے کی طرح ہے جس کا ہر پہلو اپنی مثال آپ ہے۔

میں مبارکباد دیتا ہوں حضرت الحاج مولانا علاء الدین صاحب قاسمی کو کہ آپ نے بڑی محنت وعرق ریزی سے حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کے ملفوظات جمع فرمائے اور حکمت ودانش بلکہ صحیح الفاظ میں ایمان واخلاق کے ان موتیوں کو بڑے اچھے انداز میں ایک لڑی میں پروکر لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عمل کو قبول فرمائے اور بہت مفید بنائے، یہ مبارک ملفوظات قاری کیلئے فہم دین کا ذریعہ بنیں، ان ملفوظات کے مطلوبہ نتائج برآمد کرے، جو خود حضرت تھانویؒ کے پیش نظر تھے۔ اور

فاضل مؤلف کے بھی پیش نظر ہیں۔ وَمَاذَالِکَ عَلَی اللہِ بِعَزِیُز۔

(مولانا) عبدالسبحان ندوی

مدرسہ ضیاء العلوم میدان پور (دائرہ شاہ علم اللہ) تکیہ کلاں رائے بریلی

بروز بدھ ۱۹ جمادی الآخر ۱۴۳۹ھ

۷ مارچ ۲۰۱۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا سید بلال عبد الحی حسنی ندوی صاحب مدظلہ العالی

(جنرل سکریٹری آل انڈیا پیام انسانیت فورم لکھنؤ)

خانوادۂ سید احمد شہیدؒ کے مبارک چشم و چراغ، دور اخیر کے عرب وعجم کے اولیاء وصلحاء کے گل سرسبد حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ کے نبیرۂ محترم گوہر شب چراغ، حضرت مولانا سید بلال عبدالحی حسنی ندوی کے.......**بابرکت کلمات:**

تزکیہ واحسان ہر صاحب ایمان کی بنیادی ضرورت اور دین کا ایک اہم حصہ ہے، جس کو اصطلاح میں ''تصوف'' بھی کہا جاتا ہے، بلکہ یہ کہنا حق بجانب ہوگا کہ یہ ایمانیات اور اسلام کے باب میں دین کا مغز اور دین کی روح ہے، واقعہ یہ ہے کہ جب تک انسان راہِ سلوک طے نہ کرلے اور اپنی اصلاح نہ کرے اور اس کے اندر احسان کی کیفیت پیدا نہ ہو، اس وقت تک وہ آگے نہیں بڑھ سکتا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں تزکیہ کا لفظ جابجا استعمال فرمایا ہے اور نبوت ورسالت کے مقاصد میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

﴿هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِىْ الْأُمِّيِّيْنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (الجمعة: ٢)

(وہی ذات ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت سکھاتا ہے)

آیت میں فرمایا گیا کہ نبی مرسل کے تین کام ہیں: تلاوت کتاب، تزکیہ نفس، تعلیم کتاب وحکمت، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تلاوت کتاب تو بچپن کی بات ہے کہ بچہ پڑھنے لکھنے کے قابل ہوا تو آپ پہلے مرحلہ میں تلاوت کتاب کا عمل کرتے ہیں، اس کے سامنے قرآن مجید رکھا جاتا ہے، اس کے حروف کی تصحیح کرائی جاتی ہے، اس کو تجوید سکھائی جاتی ہے، سنت کے مطابق پڑھنا بتایا جاتا ہے، اس کے بعد کا جو مرحلہ ہے اگر یہ بات کہی جائے تو غلط نہیں ہوگا کہ پھر اس کے بعد تعلیم کتاب وحکمت اور تزکیہ ان دونوں کو ساتھ لے کر چلنے کی ضرورت ہے، اس لیے کہ اگر صرف تعلیم کتاب وحکمت کا عمل ہوا اور تزکیہ کا عمل نہیں ہوا، تو آپ کا برتن صاف نہیں ہوگا اور جب برتن صاف نہیں ہوگا تو اس پر آپ کتنی ہی قیمتی چیز ڈال دیں وہ بھی گندی ہو جائے گی، اس لیے کہ برتن گندا ہے۔

حاصل بحث یہ کہ تصوف کا علم ہماری ایک ضرورت ہے، اس کے بغیر احسان کی کیفیت پیدا نہیں ہوسکتی، اور یہی نتیجہ ہے کہ آج مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ایسی نظر آتی ہے جن کے علم میں گہرائی ہے اور وہ بڑی حد تک علوم کے ماہر ہیں، لیکن ان کے اندر تزکیہ کی کیفیت پیدا نہیں ہوئی ہے اور انہوں نے اپنے نفس کو آراستہ نہیں کیا ہے، جس کے نتیجہ میں ہر طرف لڑائی جھگڑے ہیں اور ایک شور و ہنگامہ ہے، اور اپنی بات پر بے ضرورت جمنا اور اڑنا اور انانیت کا پیدا ہونا ہے، یہ سب اسی بات کا نتیجہ ہے کہ علم تو آ گیا لیکن اس کے اندر کی جو روح ہے اور ایمان کی جو اصل طاقت ہے وہ

طاقت پیدا نہیں ہوئی، نفس کا وہ تزکیہ نہیں ہوا جس کا مطالبہ تھا، اسی لیے علم سے جو صحیح فائدہ اٹھایا جا سکتا تھا وہ فائدہ نہیں اٹھایا جا سکا، لہٰذا احسان کی کیفیت کو پیدا کرنے کی سخت ضرورت ہے، دل کو دل بنانے کی ضرورت ہے، اپنے آپ کو اصلاح کے جوہر سے آراستہ کرنے کی ضرورت ہے۔

نفس کی اصلاح کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسان کے اندر حضوری کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، طمع و حرص اس کے ضمیر میں باقی نہیں رہتا، اور یہی تزکیہ کا معیار ہے، آدمی جب نفس کو سنوارتا ہے اور حضوری کی کیفیت پیدا ہوتی ہے تو پھر آدمی تمام عادات رذیلہ سے پاک ہو جاتا ہے، لیکن اس کے لیے ذکر کی ضرورت ہے، اہل علم سے پوچھنے کی ضرورت ہے، نیک صحبت کی ضرورت ہے، اللہ والوں کے ساتھ رہنے کی ضرورت ہے، اور یہ ہمارے دین کا ایک اہم حصہ ہے، اس کے بغیر گویا جسم ہے لیکن جان نہیں، اس کو جسد بلا روح کہہ سکتے ہیں کہ جسم ہے روح نہیں ہے اور جب تک روح نہ ہو تو ظاہر ہے جسم کی کوئی قیمت نہیں، جسم کے اندر روح نہ ہو وہ تو سڑنے بھی لگتا ہے، گلنے بھی لگتا ہے، جب تک جان ہے وہ سلامت ہے اور جب جان نہیں تو کہا جاتا ہے کہ وہ مٹی ہو گیا، یعنی روح نکل گئی اور جسم مٹی ہو گیا، اسی طرح ہمارے کاموں کا حال ہے کہ اگر ہمارے کاموں میں روح نہ ہو، ایمان نہ ہو، اخلاص نہ ہو، اللہ کے سامنے حاضر ہونے کا اور حاضر رہنے کا جذبہ اور حضوری کا خیال نہ ہو تو واقعہ یہ ہے کہ وہ کام ایسے ہیں کہ مٹی کہلانے کے مستحق ہیں، اللہ کے یہاں پتہ نہیں قبول ہوں

گے یا نہیں، یہ ایک ضروری امر ہے اس کے بغیر ہماری زندگی ادھوری ہے، ہمارے کام ادھورے ہیں، ہمارا مشن ادھورا ہے، اور اس کے نتیجہ میں امت اسلامیہ میں انتشار ہے اور طرح طرح کی خرافات پیدا ہو رہی ہیں۔

پیش نظر کتاب ''اصلاح کا تیر بہدف نسخہ'' درحقیقت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے دلآویز ملفوظات کا مجموعہ ہے، جس کی جمع و ترتیب کی سعادت محترمی مولانا علاء الدین صاحب قاسمی کو حاصل ہوئی ہے، اس کتاب میں انہوں نے عام فہم اسلوب میں عادات رذیلہ سے خلاصی اور اوصاف حمیدہ کے حصول کے حکیمانہ نسخوں کا ذکر کیا ہے، اور تصوف کے دیگر مباحث کو بھی بڑی خوش اسلوبی سے بیان کیا ہے۔

بلاشبہ مادیت پرستی کے اس دور میں اصلاح نفس کا مزاج عنقا ہوتا جارہا ہے، اور ہر طبقہ میں اس کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے، اس لحاظ سے اصلاح کا یہ آسان نسخہ ایک بیش قیمت رہنما رسالہ ہے، جس سے کام کرنے والوں کو بھی مدد ملے گی، بنیادی اصول معلوم ہوں گے اور عام لوگوں کو بھی اس کی طرف توجہ ہوگی، میں مؤلف کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے اپنے وقت کے ایک حاذق حکیم اور صاحب بصیرت عالم ربانی کے افادات کو اس موضوع پر یکجا کر کے لوگوں کے لیے آسانی پیدا کردی، حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ کو اللہ تعالیٰ نے تصوف و سلوک کا امام بنایا تھا، حضرت کے مواعظ و ملفوظات خاص طور پر علماء کے لیے اور

سالکین راہ کے لیے انتہائی بیش بہا تحفہ ہیں، اس کا یہ انتخاب بے حد مفید اور راہ نما ہے، اللہ تعالیٰ ان کے اس کام کو قبول فرمائے اور مفید بنائے، اور ان کلمات کے ذریعہ اس گنہ گار کو بھی اس کار خیر میں شامل فرمائے۔

بلال عبدالحی حسنی ندوی

مرکز الامام أبي الحسن الندوی دارعرفات، رائے بریلی

بروز بدھ ۲۵ جمادی الآخر ۱۴۳۹ھ

۱۴ مارچ ۲۰۱۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ علماء دیوبند کے میر کارواں، پیرھدی، اور طریقت کے لاثانی امام تھے۔آپ اپنے ہم عہد علماء ومشائخ اور سلاسل اربعہ کے اکابر واصاغر اولیاء کرام کے عظیم قائد وراہبر تسلیم کئے جاتے تھے ۔مشائخ میں کوئی شیخ الاسلام، کوئی حجۃ الاسلام، اور کوئی حبیب الامت تھے، تو حضرت تھانویؒ کو اللہ نے حکیم الامت اور مجدد وقت کے القاب سے نوازا۔آپ کی یہ صفات علمی وعملی دونوں زندگیوں پر پورے طور پر منطبق ہیں جس کا اظہار آپ کی ہر کتاب کی سطر سطر سے ہوتا ہے ۔اللہ تعالی نے آپ کو علوم ظاہرہ وباطنہ کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر بنا دیا تھا۔جس میں تیراکی ہر کہہ ومہہ کے بس کی بات نہیں ۔قرآن وسنت کی روشنی میں آپ نے دین اسلام کی جو مجددانہ، محققانہ، منصفانہ، اور ملہمانہ، ترجمانی کی ہے ۔اسلامیان ہند کی تاریخ میں اور بالخصوص علماء دیوبند کے ماضی وحال کی تاریخ میں اس کی کہیں نظیر نہیں ملتی۔آپ کے بیشتر علوم الہامات ربانیہ کے چشمۂ فیاض سے صادر وجاری ہوکر سارے عالم کو روشنی کا سامان پہنچا رہے ہیں۔مبدأ فیاض کے علوم وحکم کے حامل اس بحر نا پیدا کنار نے ایک جہان تشنہ کو سیراب کیا۔آپ کے مبارک وزریں عہد میں ہی بڑے بڑے ائمہ اور مجتہدین وقت آپ کے حلقۂ تعلیم وتربیت میں

رہ کر آپ سے فیوض پا چکے ہیں ۔حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ مولانا عبدالماجد دریابادیؒ منطق وفلسفہ کے امام مولانا عبدالباری ندویؒ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مفتی شفیع صاحب عثمانیؒ وحضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب الہ آبادیؒ جیسی تصوف وسلوک اور علوم ومعارف کی مشہور و یگانۂ روزگار ہستیاں آپ ہی کی تعلیم وتربیت سے محبوبان عالم اور مقبولانِ بارگاہ الٰہی کی فہرست میں شمار کی جاتی ہیں۔ان حضرات کے علاوہ ہزاروں علماء ومشائخ نے آپ سے اصلاح پائی اور آپ کے اصلاحی علوم وکارناموں کی وقت کے تمام اساطین امت نے تائید کی ۔راقم السطور دیوبند کے تعلیمی زمانہ سے حضرت تھانویؒ کی مبارک شخصیت اور آپ کے علوم کا میخوار ومداح اور حامی ومعتقد رہا۔مگر تعلیمی مصروفیات نے اس طرف خاطر خواہ توجہ صرف کرنے سے قاصر رکھیں ۔شہر گلستاں بنگلور میں رمضان المبارک کے بابرکت لمحات میں حبیب الامت حضرت مولانا حکیم ادریس حبان رحیمی چرتھاوَلی ادام اللہ فیوضہم کینور آگیں نظر التفات پڑی تو احقر کے اندرون کا تھانویؒ ذوق دو آتشہ وسہ آتشہ ہونے لگا اور پھر حضرت حبیب الامت کے حکم واشارہ پر لبیک کہتا ہوا طریقت کے لامتناہی وغیر محدود سفر پر روانہ ہونے کیلئے کمر ہمت باندھ لی ۔حضرت تھانویؒ کی کتاب (شریعت وطریقت) کا بالاستیعاب مطالعہ کیا پھر بتدریج ذوق وشوق نے مہمیز کرنا شروع کیا تو آپ کے بعض ملفوظات کے مطالعہ کا آغاز کیا ۔سلوک وتصوف کی اس مبارک وادی میں قدم رکھا تو معلوم ہوا کہ حضرت حکیم الامتؒ

تصوف وسلوک کا ایک کوہ ہمالہ ہیں جس کی طویل وعریض وادی میں بحر ذخار جاری ہے کیوں نہ یہاں سے سلوک وطریقت کے چند موتیاں ہم بھی نکال کر اپنی اور سالکین وطالبین کی سوئی ہوئی قسمت کو سنوارنے کی سعی کریں ، چنانچہ آپ کے ارشادات وملفوظات کے وسیع ذخیرے سے دل کو چھو جانے والے کچھ نہایت ہی مفید در بے بہا چن لئے اور قلم کی قید میں لاکر زیب قرطاس کر دیا تاکہ مستقبل میں ہم جیسے نااہلوں کی تربیت اور روشنی کا اس سے سامان ہو سکے۔ اور راہ طریقت کے مسافروں کیلئے مختصر وقت میں سلوک وطریقت کی کچھ ضروری رہنمائیاں حاصل ہو جائیں۔

خیال رہے کہ قارئین کے مزید استفادہ کی غرض سے دیگر مشائخ واولیاء کرام کے بھی کچھ اہم ملفوظات ومضامین بعض بعض مقامات پر ذکر کئے گئے ہیں تاکہ انبساط طبع کی روح پرور محفلوں کا سالک کو نفع اور مشاہدہ ہو۔ تمام اکابر ومشائخ ہر عہد میں حضرت حکیم الامتؒ کے ملفوظات وارشادات سے فیض اٹھانے کی تلقین فرماتے رہے ہیں اور آج بھی امت کے ہر خاص وعام کی کما حقہ رہنمائی اور اصلاح اسی سے ہوگی۔ حضرت حکیم الامتؒ نے خود فرمایا تھا: گو مجھ سے کوئی بیعت نہ ہو لیکن عقیدت کے ساتھ میری کتاب لے کر کونے میں بیٹھ جائے انشاء اللہ واصل الی المقصود ہوگا۔

اللہ تعالی اس حقیر کوشش سے امت کو نفع پہنچائے اور اسے راقم کی مغفرت ونجات کا ذریعہ بنائے۔

علاء الدین قاسمی

۹ ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ

خانقاہ :اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور دربھنگہ (بہار)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آغازِ کتاب:

ملفوظ (۱) فرمایا: قرآن کا ایک نام فرقان ہے جس کا مطلب ہے حق و باطل میں فصل کرنے والا لہذا اہل حق کو اہل باطل سے فصل اور جدا ہی رہنا حفاظت دین کیلئے محمود ہے۔

ملفوظ (۲) فرمایا: حال پیدا ہوتا ہے دوام عمل سے اور کسی قدر ذکر اور معیت کاملین سے اور قلندر وہ ہے جو عمل اور محبت پر گامزن ہو۔

ملفوظ (۲) فرمایا: تصوف میں تو وہ آئے جس کے پاس کشتی ہو یا اسے تیرنا آتا ہے یعنی صاحب حال۔

ملفوظ (۳) فرمایا: ذکر بے لذت پر بھی مداومت کرنے سے معیت حق کا انکشاف اور قلب کو صحت حاصل ہوتی ہے جس کے سامنے ساری لذتیں گرد ہیں۔

ملفوظ (۴) فرمایا: کہ جس کو جوانی میں لذت روحانی حاصل ہو چکی ہوتی ہے بڑھاپے میں اس کی لذت کم نہیں ہوتی جیسے پرانی جورو سے انس میں زیادتی ہوتی ہے۔

ملفوظ (۵) فرمایا: غذا کے بعد جو شکر کا حکم کیا گیا ہے تو درحقیقت اسی غذا کے ہضم کے واسطے چورن بتلایا گیا ہے تاکہ پھر بھی غذا کھا سکے کیوں کہ شکر سے نعمتیں بڑھتی ہیں جس طرح چورن سے دوسرے وقت زیادہ کھا سکے گا اور ناشکری سے سلب ہو جاتی ہے۔

ملفوظ (٦) فرمایا: مصنوع سے بھی صانع کا دیدار ہوجاتا ہے چنانچہ زیب النساء کا شعر ہے اورنگ زیب کی بیٹی کہتی ہے۔

درسخن مخفی منم چوں بوئے گل در برگ گل * ہر کہ دیدن میل دارد در سخن بیند مرا

ملفوظ (٧) فرمایا: بندہ رسوخ کا مکلّف نہیں صرف عمل کا مکلّف ہے حتی کے اگر عمر بھی رسوخ نہ ہو تو مقصود میں کوئی خلل نہیں کمال عبادت اور قرب میں ذرا کمی نہ ہوگی بشرطیکہ عمل میں کمی نہ کرے تمام حدیث کے تتبع سے یہی معلوم ہوتا ہے۔

ملفوظ (٨) فرمایا: تمام اخلاق کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی کو دوسرے سے تکلیف نہ ہو۔

ملفوظ (٩) فرمایا: میری نظر ملاقاتیوں کے ہنر پر رہتی ہے اور متعلقین کے عیوب پر۔

ملفوظ (١٠) صوفیہ کا مقولہ ہے زِلَّاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ رِفْعَةٌ لِمَقَامِهِمْ مقربین کی لغزش رفع درجات کیلئے ہوجاتی ہے۔

ملفوظ (١١) فرمایا: ہدیہ دینے والا قاری کو مجلس قراءت میں ہدیہ نہ دے اور اگر مجلس قراءت ہی میں دے دے تو قاری کو اس مجلس میں ہدیہ قبول نہ کرنا چاہئے۔

ملفوظ (١٢) فرمایا: کہ ہمارے حاجی صاحبؒ فرماتے تھے کہ دنیا کی مثال آخرت کے ساتھ ایسی ہے جیسے پرندہ اور سایہ۔ آخرت پرندہ ہے اور دنیا سایہ ہے۔ تم پرندہ کو پکڑلو سایہ خود بخود اس کے ساتھ چلا آئیگا اور اگر سایہ کو پکڑو گے تو نہ وہ قبضہ میں آوے گا نہ یہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ طالب آخرت کے پاس مال زیادہ آجاتا ہے نہیں بلکہ حق تعالی شانہ اپنے چاہنے والے کو بادشاہ سے زیادہ راحت وچین اور انشراح قلب

عطا کردیتے ہیں چاہے ان کے پاس مال ودولت کچھ نہ ہو۔

استفاضہ

استفاضہ کا طریقہ اہل سلوک سب کیلئے یہ ہے کہ قبر کے قریب بیٹھ کر اپنی اور میت کی روح کا تصور کرے اور دونوں میں اتصال کا تصور کرے اور یہ تصور کرلے کہ اس اتصال سے فلاں کیفیت مثلاً محبت یا خشیت وغیرہ میت کی روح سے میری روح پر فائض ہورہی ہے اگر اول جی نہ لگے تو تنگ نہ ہو۔

ملفوظ (۱۳) فرمایا: جس طرح نماز میں قراءت عربی زبان میں پڑھانا امر تعبدی ہے اسی طرح خطبہ کا عربی زبان میں پڑھانا بھی امر تعبدی ہے کیوں کہ حق تعالیٰ شانہ نے خطبہ کو ذکر اللہ فرمایا ہے نہ کہ۔تَذَكُّرُ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰه۔

اتباع

ملفوظ (۱۴) فرمایا: کہ ہمارے بھائیوں کی تباہی اور بربادی کی وجہ یہ ہے کہ ان میں اتباع کا مادہ نہیں اگر دین کامل نہ ہو تو یہ مادہ تو ہو کہ کسی کا اتباع کریں۔

ملفوظ (۱۵) فرمایا: کفر سے سلطنت کو زوال نہیں ہوتا ظلم سے زوال ہوتا ہے۔

ملفوظ (۱۶) فرمایا: سالکین مراتب میں مجذوبین سے افضل ہوتے ہیں مجذوب جو حواس سلیم سے کام کرتے ہیں جن میں عقل نہیں ہوتی وہ مثل بچے کے ہوتے ہیں ان کو بھی اپنے کام میں عقل کی ضرورت نہیں ہوتی۔

ملفوظ (۱۷) فرمایا: غم سے نفس کو تکلیف ضرور ہوتی ہے مگر روح میں نور پیدا ہوتا ہے۔

ملفوظ (۱۸) فرمایا : ہمت سے کام لے اگر انسان تو کوئی بھی کام مشکل نہیں اور یہ ہمت پیدا ہوتی ہے کسی کامل کی صحبت میں رہنے سے یا اس سے تعلق پیدا کرنے سے۔

طریقت

ملفوظ (۱۹) فرمایا: طریقت میں اصل مقصود نفس کی اصلاح اور اعمال کی خبر گیری ہے، تصوف ہوّا نہیں ہے۔

لوگوں نے اس کو معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ہوّا بنا رکھا ہے حالانکہ تصوف صرف ایک مسئلہ پر ختم ہے۔(۱) عمل اختیاری (۲) غیر اختیاری۔ اختیاری کو لے لو اور غیر اختیاری کے در پے نہ رہو۔

اصلاح سے مصائب دور

ملفوظ (۲۰) فرمایا؛ کہ اگر مسلمان اصلاح کر لیں اور دین میں راسخ ہو جائیں تو دنیوی مسائل کا بھی انشاءاللہ چند ہی روز میں کایا پلٹ ہو جائے۔

اصلاح مسہل ہے

ملفوظ (۲۱) فرمایا: اصلاح عین مسہل ہے اور ذکر و شغل معین ہیں اگر اصلاح نہ ہو تو ذکر و شغل بیکار ہے۔

کامل یکسوئی

ملفوظ (۲۲) فرمایا: کامل یکسوئی کا انتظار فضول ہے یہ تو دنیا میں پھنس کر ہو نہیں

سکتا اس کے حصول کا طریقہ صرف یہ ہے کہ اسی پریشانی کی حالت میں تعلق مع اللہ کا سلسلہ شروع کردے پھر رفتہ رفتہ اطمینان کلی نصیب ہوجائیگا ورنہ عمریوں ہی ختم ہوجائیگی اور یکسوئی نصیب نہ ہوگی۔

شیطان کو گمراہ کرنے والا

ملفوظ (۲۳) فرمایا: شیطان کو گمراہ کرنے کو دوسرا شیطان نہیں آیا تھا بلکہ یہ نفس ہی تھا جس نے اسکو ابلیس بنادیا ورنہ تو یہ عزازیل تھا پس نفس کو مغلوب کرنا کفار کو مغلوب کرنے سے اہم ہے اسی واسطے مجاہدۂ نفس کو جہاد اکبر کہا گیا ہے۔

شرارت کا مادہ

ملفوظ (۲۴) فرمایا: جو اولاد کو حرام کھلاتا ہے وہ ان کے اندر شرارت کا مادہ پیدا کرتا ہے،

ایذاء شیخ کا وبال

ملفوظ (۲۵) فرمایا: ایذاء شیخ بلا قصد بھی وبال سے خالی نہیں ہوتی۔

کامیابی کی گاڑی

ملفوظ (۲۶) فرمایا: کامیابی کی گاڑی کے دو پہیئے ہیں ایک اپنی ہمت دوسرے بزرگوں کی دعاء ان دونوں پہیوں سے گاڑی کو چلاؤ ایک پہیہ کافی نہیں۔

قبر میں منہ قبلہ سے پھرنا

ملفوظ (۲۷) فرمایا: حضرت مولانا گنگوہیؒ فرماتے تھے جو لوگ علماء دین کی توہین

اور طعن و تشنیع کرتے ہیں قبر میں ان کا منہ قبلہ سے پھر جاتا ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے۔

اظہار علم

ملفوظ (۲۸) فرمایا: مدعی کی اصلاح کیلئے اظہار علم بھی جائز ہے۔

تہجد

ملفوظ (۲۹) فرمایا: اللہ تعالی اپنے خاص بندوں کو جو تہجد کے عادی ہیں وقت پر جگا کر اپنے ساتھ ہمکلام ہونے کا شرف دیتے ہیں اسلئے بجائے ناز کے نیاز و شکر ہونا چاہئے۔

محبت حق

ملفوظ (۳۰) فرمایا: کہ محبت کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ محبت والوں کے پاس بیٹھنا شروع کردو۔

عمامہ باندھنا

فرمایا: یہ سنن مقصود نہیں پھر دوسری طرف تواضع بھی مسنون ہے جس کے بعض افراد واجب بھی ہیں تو مقصودیت کی شان تواضع میں زیادہ ہے بنسبت عمامہ کے۔

ملفوظ (۳۱) فرمایا: لَایَقْضِیَنَّ قَاضٍ بَیْنَ اِثْنَیْنِ وَھُوَ غَضْبَان.

ترجمہ: فیصلہ کرنے والا بحالت غضب دو شخصوں کے درمیان فیصلہ نہ کرے۔

یہاں قاضی سے مراد ہر وہ شخص ہے جس کو دو آدمیوں پر حکومت ہو اس میں معلم اور

استاذ اور گھر کا مالک بھی شامل ہے۔

ملفوظ (۳۲) فرمایا: طبیب ناواقف اور جاہل فیصلہ کرنے والا دونوں جہنم میں ہیں گوان کی نیت درست ہو، مگر نری خوش نیتی سے کام نہیں چلتا علم ضروری ہے۔

ملفوظ (۳۳) فرمایا: عدل فقط نرمی کا نام نہیں بلکہ جہاں سختی کی ضرورت ہو وہاں سختی کرنا بھی عدل ہے اس موقع پر نرمی کرنا ظلم ہے۔

ملفوظ (۳۴) فرمایا: عقل باندی ہے اور شریعت سلطان ہے بس عقل کی تائید سے شریعت کی بات ماننا ایسا ہے جیسے غلام کے جی ہاں جی ہاں کو سنکر بادشاہ کی بات مانی جائے اور اس کا حماقت ہونا ظاہر ہے بادشاہ کی بات خود حجت ہے غلام کی تصدیق سے اس کو محبت سمجھنا سراسر حماقت ہے۔

ملفوظ (۳۵) فرمایا: اصلاح اور صلح کا طریقہ یہ ہے کہ جو ناحق پر ہو اس کو دبایا جائے کیونکہ صاحب حق کو دبایا جانا اضرار ہے اور غیر صاحب حق کو دبایا جانا اضرار نہیں ہے بلکہ اس میں تو اس کو اضرار سے روکنا ہے۔

ملفوظ (۳۶) فرمایا: جیسے تمام قرآن شرح ہے صرف تین مضمون کی توحید، رسالت، معاد۔ اسی طرح حضرت حاجی صاحبؒ نے ساری مثنوی کا خلاصہ نکالا تھا کہ تمام مثنوی میں دو مضمون اصل مقصود ہیں۔ ایک توحید خالص، دوسرے حقوق شیخ۔

ملفوظ (۳۷) فرمایا: کہ کثرت سے ذکر کا طریقہ یہ ہے کہ چلتے پھرتے لاالہ الا اللہ کا ورد کرتے رہو کام کے وقت کسی قدر زبان سے ذکر جہر کرتے رہو تا کہ یاد رہے اور

خالی وقت میں تسبیح ہاتھ میں رکھو یہ مُذَکِّرَہْ ہے ذکر یاد رہتا ہے۔

ملفوظ (۳۸) فرمایا: کہ اعمال میں کوتاہی کا سبب حب دنیا اور عدم اہتمام آخرت ہے۔

ملفوظ (۳۹) فرمایا: اہل اللہ کے واقعات اس پر شاہد ہیں کہ ان حضرات نے اپنے کو جتنا مٹایا خدا تعالی نے ان کو اتنا ہی چمکایا تواضع میں جذب وکشش کی خاصیت ہے۔

ملفوظ (۴۰) فرمایا: انسان جب تک زندہ ہے لوازم بشریہ اس سے چھوٹ نہیں سکتے چنانچہ انسان کیسا ہی کامل ہو جائے میلان معصیت کبھی کچھ نہ کچھ وسوسہ یا خیال معصیت آہی جاتا ہے۔ چنانچہ حکیم ترمذیؒ کی جوانی میں ان پر ایک عورت عاشق ہوئی تھی اور ہر وقت ان کی تلاش وجستجو میں رہتی تھی آخر کار ایک دن باغ میں ان کو دیکھا اور وہ باغ چاروں طرف سے چہار دیواری کی وجہ سے بند تھا وہاں پہنچ کر ان سے مطلب برآری کی درخواست کی یہ گھبرائے اور گناہ سے بچنے کی غرض سے بھاگ کر دیوار سے کود پڑے۔ اس قصہ کے بعد بڑھاپے میں ایک روز وسوسہ کے طور پر خیال ہوا کہ اگر میں اس عورت کی دل شکنی نہ کرتا اور اس کا مطلب پورا کر دیتا اور پھر توبہ کر لیتا تو یہ گناہ بھی معاف ہو جاتا اور اسکی دل شکنی بھی نہ ہوتی۔ اس وسوسہ کا آنا تھا کہ بہت پریشان ہوئے اور روئے اس پر قلق ہوا کہ جوانی میں تو اس گناہ سے اس کوشش سے بچا اور آج بڑھاپے میں یہ حال ہے اور یہ سمجھے کہ جو بھی میں نے اعمال واشغال کئے ہیں وہ سب غارت واکارت گئے اس پر حکیم موصوف نے رسول مقبول ﷺ کو

خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اے حکیم کیوں غم کرتا ہے تمہارا درجہ وہی ہے اور جو کچھ تم نے کیا وہ ضائع نہیں ہوا۔

تعشق کا علاج

ملفوظ (۴۱) فرمایا: تعشق کا علاج تزوج ہے اگر خاص معشوقہ سے ہو تو بہت بہتر ہے ورنہ غیر جگہ نکاح کرنے سے دوسرے سے تعشق میں کمی ضرور آ جاتی ہے باقی تھوڑا بہت میلان تو تمام عمر رہتا ہے اگر اس کے مقتضاء پر عمل نہ ہو تو اس کی فکر نہ کرنا چاہئے۔

ملفوظ (۴۲) فرمایا: ایک صاحب نے لکھا کہ قلب میں قوت انفعالیہ کا نام ونشان نہیں صحبت مجلس سے بھی حالت میں کوئی تغیر نہیں ہوتا اس لئے سخت خطرہ ہے کہ کہیں قَـائِلِيْنَ قُلُوْبُنَا غُلْف یا ارشاد لَایُـجَاوِزُحَنَا جِرَهُمْ (الحدیث) کا مصداق تو نہیں ہو گیا۔

ملفوظ (۴۳) فرمایا: کہ جو لوگ اس کا مصداق ہوتے ہیں ان کو اس کے مصداق ہونے کا احتمال تک نہیں ہوتا یہی دلیل ہے اس کے مصداق نہ ہونے کا۔

ملفوظ (۴۴) فرمایا: کہ حصول کیفیات کے لئے دعاء کرنا بھی جائز ہے۔

ملفوظ (۴۵) فرمایا: تم شریعت پر چل کر دیکھو انشااللہ سب تمہاری عزت کریں گے جس کی بیّن دلیل یہ ہے کہ جو پکے مسلمان ہیں انگریز، ہندو، پارسی وغیرہ سب ان کی عزت کرتے ہیں تم دین پر قائم رہو ساری قومیں تمہاری مسخر ہو جاویں گی۔ فلسفہ کا

اصول ہے جس قوت سے جتنا زیادہ کام لیا جائے اتنا ہی وہ قوت زور پکڑتی ہے اور راسخ ہوجاتی ہے ۔پس نگاہ بد کرنے سے نگاہ کو سکون نہ ہو گا بلکہ اسکی جڑ مضبوط ہوگی ۔جیسے تمبا کو ایک بار کھا لینے کے بعد کچھ دیر سکون ہوجاتا ہے لیکن طلب زیادہ ہوجاتی ہے ۔جیسے درخت کی جڑ میں پانی دیا جاتا ہے تو تھوڑی دیر کیلئے غائب ہوجاتا ہے مگر واقع میں غائب نہیں ہوتا بلکہ اب وہ شاخوں میں اور پتیوں میں رطوبت بڑھا کر ظاہر ہوگا اور پتے سے زیادہ جڑ کو مضبوط کریگا پس جو لوگ مقتضائے تقاضا پر عمل کرتے ہیں وہ حقیقت میں تقاضہ کو کم نہیں کرتے بلکہ اس کی آبیاری کرتے ہیں۔

ملفوظ ((۴۶) فرمایا: صاحبو! نور اسی میں ہے کہ تم کو گناہ کا تقاضہ ہو اور تم تقاضہ کا مقابلہ کرو اس تقاضے سے ہی تو تقوی کا حمام روشن اور تقوی کا کمال ظاہر ہوگا ۔مقاومت تقاضہ سے یہ تقاضہ زائل گو نہ ہوگا مگر ضعیف ضرور ہوجائیگا جس کے بعد پھر مقاومت سہل ہوجائیگی اور یہ بھی بڑا نفع ہیکہ دشمن ضعیف ہوجائے۔

ملفوظ)(۴۷) فرمایا: اصلاح کی کوئی منتہا نہیں اسلئے جب ایسا خیال ہو کہ اب میری اصلاح ہوچکی ہے اور اس پر اطمینان بھی ہو تو یہ غلط ہے۔

ملفوظ (۴۸) فرمایا: معصیت کا علاج قبل صدور؛ ہمت؛ اور بعد صدور؛ توبہ ہے۔

ملفوظ (۴۹) فرمایا: کام میں لگنا چاہئے کیفیات دیکھنے کی ضرورت نہیں جیسے رات کو پسنہاری آٹا پیستی ہے مگر اس پیسنے والی کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آٹا گر

رہا ہے یا نہیں چکی سے۔اور نہ یہ خبر ہوتی ہیکہ کس قدر جمع ہوتا ہے صبح کو دیکھتی ہے تو چکی کے گرد آٹا جمع ہے اگر رات میں چکی کا ایک ایک چکر اٹھا کر دیکھتی تو پیس نہیں پاتی۔

ملفوظ(۵۰) فرمایا: اس طریق میں سب سے زیادہ جو چیز مضر ہے وہ معلم پر اعتراض ہے اس کا ہمیشہ خیال رکھا جائے۔

ملفوظ(۵۱) فرمایا: وہمی کا بڑا اعلاج اور بڑی دوا حلال غذا کا کھانا ہے کیوں کہ وہ باطن کو منور کرتی ہے اور جب باطن منور ہو جاتا ہے آدمی حق و باطل کی تمیز کرتا ہے۔

ملفوظ(۵۲) فرمایا: خشوع وتواضع کے آثار یہ ہیں کہ جب چلے گردن جھکا کر چلے بات چیت میں معاملات میں سختی نہ کرے غصہ اور غضب میں آپے سے باہر نہ ہو وغیرہ وغیرہ۔

ملفوظ(۵۳) فرمایا: محققین تمام اعمال میں عبادات عادات میں اعتدال کی رعایت رکھتے ہیں اور اسی پر دوام کی امید ہو سکتی ہے جو دین میں مطلوب ہے باقی غلو سے ملال اور کلال پیدا ہوتا ہے اور اس سے کبھی ترک عمل کی نوبت آجاتی ہے۔

ملفوظ(۵۴) فرمایا: حدیث میں ہے تقدیر پر ایمان رکھنا تمام افکار وغموم کو دور کرتا ہے

ملفوظ(۵۵) فرمایا: اخلاق کی حقیقت یہ ہے کہ کسی کو کسی قسم کی ایذائے ظاہری یا باطنی حضور یا غیبت میں نہ پہونچے۔

ملفوظ(۵۶) فرمایا: حکم شرعی یہ ہے کہ اگر تقوی کے کسی خاص درجہ پر عمل کرنے سے

دوسرے کی دل شکنی ہوتو فتوی پر عمل کرنا چاہئے۔

ملفوظ (۵۷) فرمایا: ارے میاں قیامت کے دن انبیاء کا پتّہ پانی ہوجائے گا پیر بیچار ے کی کیا ہستی۔

ملفوظ (۵۸) فرمایا: عورتوں میں ذکراللہ کا رواج بہت کم ہے حالانکہ ان کی طبیعتوں کو ذکراللہ سے بہت مناسبت ہوتی ہے کیونکہ ذکراللہ کا اثر ان پر زیادہ ہوتا ہے جن کے قلوب میں سکون ویکسوئی کی حالت ہواور عورتوں کو پردہ کی برکت سے یہ زیادہ حاصل ہے۔

عورتوں کو علوم جدید کی تعلیم دینا

ملفوظ (۵۹) فرمایا: عورتوں کو علوم جدید کی تعلیم دینا ان کو تباہ و برباد کرنا ہے پس ان کو تو قرآن شریف اور بقدر ضرورت مسائل دینیہ کی تعلیم دینا چاہئے۔

عورت کا مراقبہ

ملفوظ (٦٠) فرمایا: عورتوں کیلئے ذکراللہ کے ساتھ مراقبہ موت کا بیحد مفید ہے۔

منتہی اور کامل

ملفوظ (٦١) فرمایا: منتہی اور کامل کی تعریف یہ ہے کہ اس کو ایسا ملکہ عطاء ہوجاوے کہ جس کی وجہ سے نفس کو مغلوب رکھنے پر قادر ہوجائے اور شیطان اس کو از جارفتہ نہ کرسکے اور نہ خود بینی میں مبتلا ہو۔

مدارات

ملفوظ (۶۲) فرمایا: مدارات کا حاصل یہ ہے کہ اہل جہل کے ساتھ نرمی کرنا تا کہ وہ دین کی طرف آ جائے اور اہل شر کے ساتھ نرمی کرنا تا کہ انسان کے شر سے حفاظت رہے اور یہ دونوں امر مطلوب ہیں اول تو خود دین میں مقصود ہے اور ثانی مقصود میں معین ہے۔

سادگی

ملفوظ۶۳۔فرمایا: حدیث شریف میں ہے اَلسَّذَاذَۃُ مِنَ الْاِیْمَانِ۔یعنی ترک زینت ایمان کے شعبوں میں سے ہے۔

خلاصہ: ایسی زینت جو دین کیلئے مخل ہو۔اور توجہ الی الآخرۃ میں حارج ہو۔

ملفوظ (۶۴) فرمایا: محققین نے کہا ہے کہ اس شخص سے زیادہ کوئی احمق نہیں جو طالب جاہ ہو کیوں کہ یہ کمال محض وہمی انتزاعی ہے اور انتزاعی بھی ایسا جو اس شخص کے ساتھ خود قائم نہیں بلکہ دوسرے کے خیال کیساتھ قائم ہے۔کیوں کہ جاہ نام ہے دوسروں کی نظر میں معزز ہونے کا جس کا مدار محض دوسرے کے خیال پر ہے وہ جب چاہے بدل دے تو ساری جگہ خاک میں مل جاتی ہے مگر طالب جاہ خوش ہے کہ آہ لوگ مجھے اچھا کہتے ہیں جیسے چوہا خوش ہوتا ہے کہ بنئے کی دکان میں میرے واسطے غلہ آیا ہے۔

عیوب پر نظر

ملفوظ (۶۵) فرمایا: بزرگوں کی صحبت سے اگر اصلاح کامل نہ بھی ہو تو کم از کم اپنے

عیوب پر ہی نظر ہونے لگتی ہے یہی کافی ہے اور مفتاح طریق ہے۔

ملفوظ (٦٦) فرمایا: نورفہم کسی باقی باللہ فانی فی اللہ کی صحبت کے بدون حاصل نہیں ہوتا اس کے بدون علم ایسا حاصل ہوتا ہے کہ جیسے طوطے کو بعض لوگ قرآن پاک کی صورتیں فارسی میں یاد کراتے ہیں۔

گائے شعار اسلام

ملفوظ (٦٧) فرمایا: مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَاوَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَاوَاَكَلَ ذِبِيْحَتَنَا فَهٰذَامِنَ الَّذِیْ لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ ۔اس حدیث سے ثبوت ذبیحہ گاؤ کے شعار اسلام ہونے کا اس طرح ہوتا ہے کہ ذَبِيْحَتَنَا میں اضافت تخصیص ہے وہ ذبیحہ جو اسلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ظاہر ہے کہ بجز ذبیحہ گاؤ کے اور کوئی نہیں تو پھر اس کے شعار اسلام ہونے میں کیا شبہ رہا۔

ملفوظ (٦٨) فرمایا: حضور ﷺ کے بال کی تعظیم صحابہ کرامؓ کے درمیان محبت کے طور پر تھی نہ کہ عظمت کے طور پر ایسے ہی حجر اسود کا بوسہ محبت کے طور پر ہے۔

جہاد

ملفوظ (٦٩) فرمایا : جہاد حفاظت اسلام کیلئے ہوا ہے نہ کہ اشاعت اسلام کیلئے جہاد کی مثال آپریشن کے ہے کیونکہ مادے دوقسم کے ہوتے ہیں ایک متعدی دوسرے غیر متعدی۔غیر متعدی پر مرہم لگا دیا دب گیا اور متعدی مادے کیلئے آپریشن کیا جاتا ہے اور اس کو چیر کر نکال پھینکا جاتا ہے۔دشمنان اسلام دوطرح کے ہوتے

ہیں ایک صلح کرنے والے جن سے صلح کر لیتے ہیں دوسرے مفسد اور موذی ہوتے ہیں جو صلح پر آمادہ نہیں ہوتے یہ مادہ متعدیہ ہے ان کے واسطے آپریشن کی ضرورت ہے اسی کام نام جہاد ہے پس جہاد سے لوگوں کو مسلمان بنانا مقصود نہیں بلکہ مسلمانوں کی حفاظت مقصود ہے۔

ملفوظ (۷۰) فرمایا: سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: اگر قطاۃ پرندہ کے گھونسلہ کے برابر بھی کوئی مسجد بنادے تو اس کیلئے جنت میں گھر بنے گا یعنی تھوڑا پیسہ دے۔

ملفوظ (۷۱) فرمایا: حدیث قدسی میں ہے کہ مجھے اپنے مقبول بندوں کے چھیڑنے پر ایسا غصہ آتا ہے جیسے شیر کے بچے کو چھیڑنے پر شیر کو۔

نفس مکار

ملفوظ (۷۲) فرمایا: نفس مکار شیطان سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ اس کو بھی نفس ہی نے تو خرابی میں ڈالا تھا وہ بالذات تو بدذات نہ تھا نفس ہی کے کید میں آکر بدذات ہوا تو یہ نفس شیطان کا بھی باپ ہوا۔

سوءظن

ملفوظ (۷۳) فرمایا: کہ اَلْحَزْمُ سُوْءِ الظَّنِّ اس کی تفسیر میں حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ دانائی واحتیاط یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس سے سوءظن رکھے کسی وقت مطمئن نہ رہے ہمیشہ کھٹکتا رہے اگرچہ حکماء اس کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ ہر شخص سے بدگمان رہے حتی کہ وہ مخلص دوست ہی ہو معاملہ کے اعتبار سے یہ بھی صحیح

ہے مگر عارفین کہتے ہیں دوسرے سے حسن ظن رکھے اور اپنے نفس سے سوء ظن رکھے۔

موجب نجات

ملفوظ (۷۴) فرمایا: کہ حضرت حاجی صاحبؒ فرماتے تھے کہ میرے پاس جو لوگ آتے ہیں ان کے قدموں کی زیارت کو موجب نجات جانتا ہوں کیونکہ وہ یقیناً اچھے ہیں اور ان کے اچھے ہونیکی میرے پاس دلیل یہ ہے کہ وہ میرے ساتھ باوجود میرے ناچیز ہونے کے حسن ظن رکھتے ہیں۔

مٹاؤ

ملفوظ (۷۵) فرمایا: اپنے آپ کو مٹانا جس کو تواضع کہتے ہیں بڑے کام کی اور نفع کی چیز ہے یہ مٹانا وہ چیز ہے جس کے حاصل کرنے کے واسطے بندگان خدا نے سلطنتیں چھوڑ دیں دنیا بھر کی پرواہ نہ کی کوئی بات تو تھی جسکی بدولت دنیا بھر سے اس کو ترجیح دیتے ہیں۔

ملفوظ (۷۶) فرمایا: عورتوں کی اصلاح خاوند سے بہ نسبت پیر کے زیادہ ہوسکتی ہے۔

ملفوظ (۷۷) فرمایا: بعض شخص خوب عبادت کر کے اس کے ثمرات کا انتظار کرتا رہتا ہے اور جب ثمرہ مرتب نہ ہوا تو وسوسہ ہونے لگتا ہے کہ میں نے اس قدر عمل کیے پھر بھی اثرات مرتب نہ ہوئے گویا اس کو اپنے عمل کثیر پر ناز ہو گیا، جو عین کبر ہے،

ملفوظ (۷۸) فرمایا: طالب کی نیت تو رہبر بننے کی بھی نہیں ہونی چاہئے بلکہ یہ نیت ہو کہ ہمیں راستہ نظر آجائے اور رہبر بننے کی نیت شرک فی الطریقت ہے۔ بلکہ بزرگ

بننے کی بھی نیت نہیں ہونی چاہئے اگر یہ نیت ہے تو وہ شخص غیر حق کا طالب ہے خود کچھ تجویز نہ کرے۔

فناء

ملفوظ (۷۹) فرمایا: فناء یہ ہے کہ بزرگی ہوکر وہ بھی مٹ جاوے۔ جس کی علامت یہ ہے کہ بزرگ ہوکر اپنے کو بزرگ نہ سمجھے۔

ملفوظ (۸۰) فرمایا: ایک بار حضرت مولانا گنگوہیؒ نے فرمایا کسی سے کسی قسم کی توقع مت رکھو چنانچہ مجھ سے بھی مت رکھو یہ بات دین و دنیا کا گر ہے جس شخص کی یہ حالت ہوگی وہ افکار و ہموم سے نجات پائے گا۔

ملفوظ (۸۱) فرمایا: کہ شیخ وہ ہے کہ مصلح ہو نرا صالح ہونا کافی نہیں۔ ولی کیلئے صالح ہونے کی ضرورت ہے مصلح ہو یا نہ ہو۔ اور شیخ ولی ہونے کیلئے دونوں کے جمع ہونے کی ضرورت ہے کہ صالح بھی اور مصلح بھی ہو۔ مصلح اگر صالح اور متقی نہ ہو تو ایسوں کے راستہ بتلانے میں برکت نہیں ہوگی عادۃ اللہ ہے کہ جو ایسوں سے رجوع کرتے ہیں ان کو طریق پر آمادگی نہیں ہوتی۔ شیخ کو چاہئے کہ اپنے لئے خلوت کا بھی کچھ نہ کچھ وقت تجویز کرے اس سے بھی برکت ہوتی ہے۔

ملفوظ (۸۲) فرمایا: ہندوستان کو غیر دارالاسلام کہنا چاہئے۔ پھر اس کی دو قسمیں ہیں ایک دارالامن دوسرے دارالخوف۔ دارالخوف وہ ہے جہاں مسلمان خوفناک ہوں اور دارالامن وہ ہے جہاں خوفناک نہ ہوں۔ سو ہندوستان دارالامن ہے۔ کیونکہ

باوجود غیر مسلم کے پورے تسلط کے مسلمان خوفناک نہیں ۔اور حرب بھی درست نہیں کیونکہ باہم معاہدہ ہے۔کسی نے کہا شاہ عبدالعزیز غیر دارالاسلام میں عقد ربٰو،کو جائز لکھتے ہیں دلیل یہ ہے کہ لا ربوٰ بَیْنَ الْمُسْلِمِ وَالْحَرْبِیْ۔حضرت نے فرمایا کہ میری تحقیق یہ ہے کہ عقد جائز نہیں ۔ہمارے بعض اکابر جائز فرماتے تھے۔اس پر مجھ پر اعتراض ہوا تھا کہ آپ نے اپنے بڑوں کی مخالفت کی ۔میں نے جواب دیا کہ یہ مخالفت نہیں خلاف تو جب ہوتا ہے کہ وہ ناجائز کہتے اور میں جائز کہتا میں نے تو احتیاط کو لیا۔اگر کوئی اختیار کرے تو ان کا کیا حرج ۔احتیاط تو اور اچھی ہے۔وہ بھی یہی فرماتے کہ احتیاط پر عمل کرنے میں کیا حرج ہے۔اور وہ حضرات واجب کو نہیں کہتے کہ لینا واجب ہے ربٰو کو۔جائز کہتے ہیں ۔میں نے جو رسالہ لکھا ہے وہ حضرت مولانا گنگوہیؒ کو دکھایا تھا اس کی تعریف کی مگر خلاف مشہور ہونے کے سبب دستخط نہیں فرمائے اسی کا نام تحذیر الاخوان فی تَحْقِیْق الربٰو فی الھند وستان ہے۔

ملفوظ(۸۳) فرمایا: ایک شخص نے دریافت کیا کہ وقار اور تکبر میں کیا فرق ہے؟ فرمایا کہ کہاں تکبر کہاں وقار۔تکبر کہتے ہیں اپنے کو بڑا سمجھنا اور دوسروں کو کمتر۔وقار کے معنی ہیں کہ ایسی حرکتیں نہ کرنا جو واقع میں خفیف ہوں اور وقار میں یہ نہیں کہ اوروں کو کمتر سمجھے بلکہ وقار تو تواضع کا شعبہ ہے جس قدر انکسار بڑھتا جاویگا سکون وشان بڑھتی جاویگی۔تواضع کیلئے وقار لازم ہے اور تواضع تکبر کی ضد ہے۔

رجاء

ملفوظ (۸۴) فرمایا: رجاء وہ معتبر ہوتا ہے جس میں اسباب بھی جمع ہوں اور جس میں اسباب جمع نہ ہوں وہ غرور ہے۔ مثلاً جو شخص کھیتی کرتا ہے اور اس کے تمام اسباب کو جمع کر کے پھر امید وار ہو کہ حق تعالیٰ مجھ کو دے تو یہ رجاء معتبر ہے۔ اور ایک شخص وہ ہے جس نے اسباب جمع نہ کئے۔ اور امید وار ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو غلہ دیں گے تو یہ غرور ہے بعض اہل لطائف نے بیان کیا ہے کہ رجاء مستلزم ہے عمل کو اگر عمل نہ ہو تو رجاء کا تحقق نہ ہوگا۔

حق پر ہونے کی دو حالتیں

ملفوظ (۸۵) فرمایا: جو شخص حق پر ہو تو بھی اس میں لوگوں کی دو حالتیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ اس کو نعمت سمجھ کر اس پر شکر کرے یہ مطلوب ہے اور ایک یہ ہے کہ اس پر ناز ہو اور یہ جہل ہے مثلاً ایک شئی ہے کہ دو شخص اس پر قابض ہیں مگر ایک تو مالک ہے اور دوسرا محض تحویلدار سو مالک تو ناز کر سکتا ہے مگر تحویلدار نہیں کر سکتا بلکہ اس کو یہی اندیشہ رہے گا کہ کہیں مجھ سے چھین نہ لے۔ اسی طرح کسی نعمت پر بندہ میں کسی خوف کی کیفیت ہے کہ کہیں مالک حقیقی اس نعمت کو سلب نہ کر لے تو یہ شکر ہے کہ یوں سمجھ رہا ہے کہ یہ اللہ کا عطیہ ہے ورنہ کبر ہے۔ پس اہل حق کو چاہیئے کہ ترساں ولرزاں رہے اہل باطل کو حقیر اور اپنے کو بڑا نہ سمجھے۔

ملفوظ (۸۶) فرمایا: انبیاء کرام علیہم لسلام کے علوم میں سے ایک علم امثلہ بھی ہے

جو عارفین کو بھی مرحمت ہوتا ہے اسلئے احادیث میں امثلہ بہت ہیں۔حضرت علیؓ سے ایک ملحد نے سوال کیا کہ انسان میں اختیار و جبر کیسے جمع ہو سکتے ہیں؟ آپ نے ڈیڑھ بات میں اس کو سمجھایا۔وہ کھڑا تھا اس سے کہا کہ اپنا پاؤں اٹھاؤ اس نے اٹھالیا آپ نے فرمایا کہ دوسرا بھی اٹھاؤ وہ نہیں اٹھاسکا آپ نے فرمایا کہ بس اتنا مجبور ہے اور اتنا مختار۔اختیار بھی ہے اور جبر بھی۔ایک ملحد نے آپ سے سوال کیا معاد کے بارے میں جس کا وہ منکر تھا آپ نے فرمایا: کہ کم از کم حشر اجساد محتمل تو ہے تو احوط یہی ہے کہ اس کے وقوع کا اعتقاد رکھے کیونکہ اگر حشر نہ ہوا اور اس کے قائل رہے تب تو کوئی پوچھنے والا نہیں کہ اس کے کیوں قائل ہوئے تھے اور اگر حشر ہوا اور تم منکر ہوئے تو پھر باز پرس ہوگی۔

ملفوظ (۸۷) فرمایا: آدمی کو چاہئے کہ اپنی حقیقت میں غور کیا کرے اور سوچا کرے کہ جو برائیاں لوگ کرتے ہیں میں تو اس سے بھی زیادہ برا ہوں یہ خدا کا فضل ہے کہ اس نے اصل عیوب کو چھپالیا میرے عیوب تو اس سے زیادہ تھے پھر برا کیوں مانے جیسے اندھے کو کوئی کانا کہہ دے تو اس کو شکر گزار ہونا چاہئے اگر خوش بھی نہ ہو تو اس اہتمام میں تو نہ پڑے کہ مجھے کیوں برا کہا اور کون کون اس میں شامل تھا اور کیا معنی برا کہنے کا اور اس کا دفعیہ کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

ملفوظ (۸۸) فرمایا: علامت اخلاص کی یہ ہے کہ اگر دوسرا شخص وہی کام کرنے کو آجاوے تو یہ شخص کام کرنا چھوڑ دے بشرطیکہ وہ اہل بھی ہو اب تو یہ حالت ہے کہ اگر

کوئی مدرسہ پہلے سے ہوتو دوسرااور ہوجائے اور یہ معلوم ہو کہ یہ اچھا کام کر رہا ہےتواس کے اکھاڑنے کی فکر کرتے ہیں کیونکہ دنیا کی منفعت جاتی ہے(کہ چندہ کم ہوجائیگا)

ملفوظ (۸۹) فرمایا: آدمی قناعت اور اکتفاء اور ضروری سامان کے ساتھ رہے تو تھوڑی آمدنی میں بھی رہ سکتا ہےاورفرض منصبی کوبھی ایسا ہی تقوی والا ادا کرسکتا ہے،

ملفوظ)(۹۰) فرمایا: بعض اہل کشف نے جہنم کے بارے میں کہا کہ اس کی شکل اژدہے کی سی ہےاس کے پیٹ میں سانپ بچھو کھنکھجورے وغیرہ ہیں اس سے ایک حدیث کے معنی بلاتاویل کے سمجھ میں آجاویں گے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جہنم میدان قیامت میں لائی جائیگی جس کی ستر ہزار باگیں ہوں گی اور ہر باگ کوستر ہزارفرشتے پکڑے ہوئے ہوں گے مگر پھر بھی قابو سے نکل جاتی ہوگی اور کڑکتی ہوگی اورهل من مزيد پکارتی ہوگی۔

ملفوظ(۹۱) فرمایا: غم کا علاج یہ ہے کہ سوچومت خیال مت کروتذکرہ مت کرو اس صورت میں غم تو ہوگا مگر معتدل غم ہوگا اور وہ مضرنہیں بلکہ مفید ہے کیونکہ اگرغم نہ ہوتو تمدن نہ ہورحمدلی کیسے ہوتی اور جب اس کا ہیجان نہ ہوتا تو اس کا وہ مادہ جاتا رہتا اور بدون رحمدلی کے تعاون نہیں ہوسکتا اور بدون تعاون کے تمدن نہیں ہوسکتا۔

ملفوظ(۹۲) فرمایا: حد سے زیادہ غم کرنا گناہ ہےاور گناہ بھی بےلذت اورعلاج کرنا واجب ہوگا چنانچہ اس آیت میں ایسے غم کا علاج ہے۔مَاعِنۡدَكُمۡ يَنفَدُ وَمَاعِنۡدَاللّٰهِ بَاقٍ ۔اور یہ بیان ایک مقدمہ پرموقوف ہے وہ یہ کہ اگرایک شئی مرغوب کے جاتے

رہنے سے غم لاحق ہومگر کسی ایسی دوسری چیز کا پتہ ہمیں مل جائے اوراس کے ملنے کا یقین ہوجائے جواس شئ مرغوب سے ہزار درجہ بڑھی ہوئی ہوتو پہلی چیز کا غم نہیں ہونا چاہئے جیسے کسی کے ہاتھ میں ایک پیسہ ہواور دوسرا شخص اس سے چھین کرایک روپیہ اسے دیدے تو ظاہر ہے پیسہ کا غم اسے بالکل نہ رہے گا۔

ملفوظ (۹۳) فرمایا: یادرکھو قبراس گڑھے کا نام نہیں ہے یہ تو صورت قبر ہے اور حقیقت میں قبر عالم برزخ کا نام ہے وہاں سب جمع ہوتے ہیں۔اور وہ پاکیزہ لوگوں کا مجمع ہے ۔دنیا میں تو جدا ہوسکتے ہیں اور وہاں کی یکجائی ختم نہیں ہوتی۔

ملفوظ (۹۳) فرمایا: لوگ عام طور سے یہ سمجھتے ہیں کہ جب انسان مرجاتا ہے قبر میں اس کوڈال آتے ہیں وہاں وحشت کدہ میں تنہا پڑا رہتا ہے اور ایسی حیات مثل عدم حیات کے ہے۔

صاحبو! یہ نہیں بلکہ مسلمان کیلئے وہاں بڑی راحت ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ ارواح اس کا استقبال کرتی ہیں یعنی اس کے عزیز وقریب جواس سے پہلے چلے گئے ہوں وہ اس سے ملتے ہیں اور وہ اس سے مل کر متعلقین کی نسبت دریافت کرتی ہیں اگر یہ کہتا کہ فلاں شخص تو مرگیا تو کہتے ہیں افسوس وہ دوزخ میں گیا ہے ورنہ ہم سے ضرور ملتا۔اوراس سے ان کو غم ہوتا ہے غرض موت کے بعد مردے اس طرح خوش ہوکر ملتے جلتے ہیں۔

ملفوظ (۹۴) فرمایا: دنیا کی مثال آخرت کے سامنے ماں کے رحم کی سی ہے جب تک

ماں کی رحم میں رہتا ہے اسی کو سب کچھ سمجھتا ہے۔

ملفوظ(۹۵) فرمایا: حدیث میں آیا ہے کہ دنیا میں جتنی محبت تمام جانوروں آدمیوں کی ماؤں کو اپنے بچے سے ہے کل مجموعی محبت سے بڑھ کر حق تعالیٰ شانہ کو اپنے بندہ سے۔

ملفوظ(۹۶) فرمایا: ادب اور تقوی کو زیادہ دخل ہے استفاضہ علم میں۔

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں ہمارے یہاں کا ایک بھنگی دیوبند کا قصہ کہتا تھا جب مولانا قاسم نانوتویؒ کے پاس گیا تو مولانا نے مجلس سے فارغ ہوکر پوچھا تم کہاں سے آئے ہو میں نے کہا تھانہ بھون سے یہ سنکر گھبرا گئے اور کہا بے ادبی ہوئی وہ تو میرے پیر کا وطن ہے آپ آئے میں بیٹھا رہا مجھ کو معاف کیجئے۔ بھنگی کہتا تھا کہ مولانا کی اس حالت کو دیکھ کر میں شرم سے مرا جا رہا تھا۔

ملفوظ(۹۷) فرمایا: بیعت میں جلدی اچھی نہیں جب خوب محبت ہو جائے اس وقت بیعت زیادہ نافع ہے۔ اس کی ایک مثال ہے اور ہے تو فحش مگر بیان کئے دیتا ہوں ایک تو ہے نکاح کرنے کے بعد بیوی پر عاشق ہونا کہ ماں باپ نے نکاح کر دیا اس کے بعد محبت ہو جاتی ہے۔ اور ایک ہے عاشق ہو کر نکاح کرنا دونوں صورتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے جیسی قدر دوسری صورت میں ہوتی ہے پہلی صورت میں عشر عشیر بھی نہیں کیوں کہ دوسری صورت میں مدتوں پیچھے پھر کر تکالیف اٹھا کر نکاح ہوگا تو وہ شخص جیسی بیوی کی قدر کریگا پہلی صورت والا نہیں کرسکتا اسی طرح بیعت بھی ہے کہ ایک تو وہ شخص ہو کہ آتے ہی بیعت ہو جائے اور ایک وہ کہ عاشق ہو کر بیعت ہو پوری

قدر اسی کو ہوگی بیعت کی۔

ملفوظ (۹۸) فرمایا: ابتداء میں (اسم ذات) کی کثرت دوسرے اشغال واذکار سے زیادہ مناسب ہے۔

ملفوظ (۹۹) فرمایا: ایک صاحب نے لکھا کہ میرے بچہ کا حافظہ بہت خراب ہے جو یاد کرتا ہے بھول جاتا ہے۔

ملفوظ (۱۰۰) فرمایا: بعد نماز صبح ایک بسکٹ پر سورہ الحمد شریف لکھ کر روزانہ اس کو کھلانا چاہئے۔

ملفوظ (۱۰۱) فرمایا: ایسے شخص کو ستانا جو دوسروں کو نہ ستاتا ہو باطن کے برباد کرنے میں سخت مؤثر ہے۔ خاص کر جس کو اپنے دعوی میں اپنا شیخ سمجھتا ہو اس کو ایذاء دینا بالکل خدا اور رسول کو ایذاء دینا ہے۔

ملفوظ (۱۰۲) فرمایا: معمولات کا جاری رہنا یہ خود ایسا حال رفیع ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے کسی امر جدید کا نہ ہونا مضر نہیں کیونکہ اس جاری رہنے کو استقامت کہا جاتا ہے جو تبصریح اکابر فوق الکرامه ہے۔

ملفوظ (۱۰۳) فرمایا: نفع باطنی کا دارومدار مناسبت طبیعت پر ہے اور اس کو خود صاحب معاملہ ہی جان سکتا ہے جب تک دو طبیعتوں میں موافقت نہ ہوگی نفع نہ ہوگا۔ مرید تو شیخ کو یہی سمجھتا ہے کہ میرے لئے بس جو کچھ ہیں یہی ہیں چاہے وہ کچھ بھی نہ ہو۔

ملفوظ (۱۰۴) فرمایا: عورتوں کو دینی کتابیں پڑھ کر سنائیں یا ان کو پڑھنے کہیں اسی سے ان کو نفع ہوگا۔

ملفوظ (۱۰۵) فرمایا: دنیا کو آدمی جس قدر مختصر لے اسی قدر راحت ہے۔

ملفوظ (۱۰۶) فرمایا: کبر، حسد، ریاء، کو اول ہی سے مٹانے کی ضرورت ہے بڑے سخت مرض ہیں مشائخ تک ان میں مبتلا ہیں علماء تو فنائے نفس کا دعوی بھی نہیں کرتے اور مشائخ تو فنائے نفس کے دعوی پر بھی اس سے خالی نہیں سخت تعجب ہے۔

استغفار

ملفوظ (۱۰۷) فرمایا: دین اور دنیا کی حاجتوں کے برآنے کا طریقہ وذریعہ استغفار ہے۔

فیوض کا بند ہونا

ملفوظ (۱۰۸) فرمایا: اگر شیخ سے تعلق قطع کردے تو سب فیوض بند ہوجاویں اور رسول اللہ ﷺ سے تعلق کم کر کے پھر واردات وفیوض کچھ بھی نہیں رہیں گے۔

ملفوظ (۱۰۹) فرمایا: وساوس کا علاج واللہ بے التفاتی ہے حدیث شریف میں جو تھوکارنا آیا ہے اس سے مراد اعراض اور ترک التفات ہے۔

ملفوظ (۱۱۰) دوران درس مثنویؒ فرمایا کہ اہل اللہ کی معیت رسول اللہ ﷺ کی معیت ہے۔

ملفوظ (۱۱۱) فرمایا: جب تک نسبت راسخ نہ ہوجائے مختلف بزرگوں سے ملنا اچھا نہیں

کسی کے پاس بقصد استفادہ و برکت نہ جائے۔
مزارات پر بھی اس مقصد سے نہ جائے اور بعد رسوخ نسبت خود ہی جانے کو دل نہ چاہیگا۔ وہ عورت فاحشہ ہے جو اپنے خاوند کے سوا دوسرے پر نظر کرے شیخ کے ساتھ جو تعلق ہے وہ بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ خاوند اور بیوی کا شیخ کو سمجھے کہ میرے لئے سب سے انفع ہے اس کو وحدت مطلب کہتے ہیں ۔البتہ نسبت راسخ ہو جانے کے بعد جہاں چاہے جائے جہاں چاہے اٹھے جہاں چاہے بیٹھے۔

تقوی کا مراقبہ

ملفوظ (۱۱۲) فرمایا: اللہ تعالی کے قہر و عتاب کو یاد کرنا اور سوچنا تقوی کا مراقبہ ہے۔

تواضع

ملفوظ (۱۱۳) فرمایا: تواضع میں جذب اور کشش کی خاصیت ہے متواضع کی طرف خود انجذاب ہوتا ہے بشرطیکہ صحیح تواضع ہو۔

دعاء

ملفوظ (۱۱۴) فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص کو دعاء کی توفیق ہو گئی اس کیلئے قبولیت کے دروازے کھل گئے ۔اور ارشاد فرمایا: کہ قضاء کو صرف دعا ہی ہٹاتی ہے احتیاط اور تدبیر سے نہیں ٹلتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (اَلدُّعَاءُ یَرُدُّ الْبَلاءَ) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جس کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالی سختیوں کے وقت اس کی دعاء قبول کرے اس کو چاہئے کہ خوشی اور عیش کے وقت کثرت سے دعاء مانگا کرے۔

اور ارشاد فرمایا: دعاء مسلمان کا ہتھیار ہے اوردین کا ستون اور آسمان کا نور ہے۔حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں دعاء میں خاصیت یہ ہے کہ تدبیر ضعیف بھی قوی ہو جاتی ہے۔عاء کرنے سے بندہ کوحق تعالی سے خاص تعلق ہوجاتا ہے جس وقت آدمی دعاء کرتا ہےاس وقت غور کرکے ہر شخص دیکھ لےاس کواللہ تعالی سے خاص تعلق محسوس ہوگا بغیر اس کے خاص تعلق نہیں ہوگا بلکہ صرف ہوائی ہوتا ہے۔اپنی سب حاجت صرف اللہ تعالی سےطلب کرے اورمخلوق پربھروسہ نہ کرے۔دعاء کے آخر میں آمین کہہ کر دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لے قبولیت دعاء میں جلدی نہ کرے یعنی یہ نہ کہے کہ میں نے دعاء کی تھی قبول نہ ہوئی معمولی چیز بھی خدا سے مانگے اور یہ نہ سمجھے کہ چھوٹی مانگنے سے حق تعالی ناخوش ہوں گے کیونکہ حق تعالی کے نزدیک ہر بڑی چیز چھوٹی ہےان کےنزدیک عرش اورنمک کی ڈلی برابر ہے۔

طریق تحصیل

ملفوظ(۱۱۵) فرمایا:اپنی احتیاجوں اوراللہ تعالی کی عنایتوں کوسوچنااوراس پرغور کرنا ۔حدیث پاک میں ہے۔اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُلِحِّیْنَ فِی الدُّعَاءِ ۔وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَرَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ قَالَ اُدْعُو اللّٰہَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَۃِ وَاعْلَمُوْااَنَّ اللّٰہَ لَایَسْتَجِیْبُ دُعَاءً عَنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاہٍ.

ترجمہ: بلاشبہ سر ہوکر دعاء مانگنے والے کواللہ تعالی پسند فرماتے ہیں ۔حضرت ابوہریرۃؓ

سے روایت ہے نبی پاک ﷺ نے فرمایا اللہ سے قبولیت کے یقین کے ساتھ مانگو اور جان لو کہ اللہ تعالی غافل اور لاپرواہ دل والے کی دعاء قبول نہیں فرماتے۔

صبر

ملفوظ (۱۱۶) فرمایا: صبر نام ہے حَبْسُ النَّفْسِ عَلٰی مَاتَکْرَہُ کا۔ ناگواری کے اسباب پر صبر کی تین قسمیں ہیں (۱) صبر علی العمل (۲) صبر فی العمل (۳) صبر عن العمل۔ صبر علی العمل یہ ہے کہ نفس کو کسی عمل پر روکنا اس پر جم جانا قائم رہنا مثلاً نماز، زکوۃ، وغیرہ کی پابندی کرنا اس کو بلا ناغہ ادا کرتے رہنا۔

صبر فی العمل

یہ ہیکہ عمل کے وقت نفس کو دوسری طرف التفات کرنے سے روکنا طاعات بجالانے کے وقت ان کے حقوق وآداب کو سکون واطمینان سے ادا کرنا اور ہمہ تن متوجہ ہوکر کام کو بجالانا۔ مثلاً نماز پڑھنے کھڑے ہوئے یا ذکر میں مشغول ہوئے تو نفس کو یہ سمجھاوے کہ تم اتنی دیر تک سوائے نماز یا ذکر کے اور کوئی کام نہیں کر سکتے پھر دوسرے کاموں کی طرف توجہ کرنا فضول ہے اتنی دیر تک تجھے نماز یا ذکر ہی کی طرف متوجہ رہنا چاہئے۔

تیسری قسم ہے (صبر عن العمل) کا یعنی نفس کو۔ مَانَھَی اللّٰہُ عَنْہُ. جن باتوں سے اللہ تعالی نے روکا ہے ان سے روکنا اور شریعت نے جن چیزوں سے منع کیا ہے ان سے رکنا اس کے علاوہ ہر ممنوع امر سے رکنے کو صبر ہی کہا جائیگا مثلاً صبر عن الشھوت میں

شہوت رجال ونساء شہوت لباس وشہوت طعام وشہوت کلام وغیرہ بھی داخل ہے اسی طرح تمام معاصی سے روکنا یہ بھی صبر ہے۔اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اِنْ اَصَابَتْہُ سَرَّاءَ شَکَرَوَاِنْ اَصَابَتْہُ ضَرَّاءَ صَبَرَ فَکَانَ خَیْرًا لَہُ۔اگر اس کو راحت پہنچتی ہے شکر کرتا ہے اور اگر تکلیف پہونچتی ہے صبر کرتا ہے پس اس کیلئے بہتر ہے اللہ تعالی فرماتا ہے وَالصَّابِرِیْنَ فِی الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِیْنَ الْبُأس. بأس سے مراد فقر وتنگ دستی ہے۔اور ضَرَّاءَ سے مراد مطلق بیماری ہے۔اور بَأْسَا سے مراد مطلق شدت ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔اَلصَّبْرُ نِصْفُ الْاِیْمَان ۔صبر آدھا ایمان ہے۔مصیبت کی دو قسمیں ہیں: ایک حقیقت مصیبت، ایک صورت مصیبت،جس مصیبت سے انقباض بڑھے اور پریشانی بڑھے وہ تو گناہوں کی وجہ سے ہے اور حقیقت میں مصیبت ہے اور جس سے تعلق مع اللہ میں ترقی وتسلیم ورضا زیادہ ہو وہ حقیقت میں مصیبت نہیں گو صورت اس کی ہو،محبت کی تین وجہیں ہیں۔محسن۔حسین۔کمال۔اللہ تعالی تینوں میں مکمل ہے اللہ سے حب عقلی مطلوب ہے حب طبعی نہیں لہذا جب عقل کو حب طبعی پر غالب رکھتے ہیں کاملین تو حب طبعی وعقلی دونوں کے جامع ہوتے ہیں مگر ان میں غلبہ عقلی کو ہوتا ہے اور ناقصین میں حب طبعی کا غلبہ ہوتا ہے اور یہ گو کمال مطلوب نہیں مگر محمود ضرور ہے اور جو دونوں سے کورا ہے وہ خطرے میں ہے۔

محبت کا مراقبہ

یہ مراقبہ کریں کہ اللہ تعالی مجھ سے محبت کرتے ہیں مجھے چاہتے ہیں اس سے بندہ کے قلب میں محبت پیدا ہوگی اور بندہ خواہ کیسی ہی مصیبت و پریشانی میں ہومگر جہاں یہ مراقبہ کیا ساری پریشانی رفو چکر کیونکہ یہ یقین کرے گا کہ جب اللہ تعالی کو مجھ سے محبت ہے تو اس مصیبت میں ضرور میرا کچھ فائدہ ہی ہوگا ورنہ محبت میں محبوب کو کون تکلیف دیگا ۔

سات سو درجات

امام غزالیؒ فرماتے ہیں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں : کہ دوسرے مومنین کے مقابلہ میں اہل علم کے سات سو درجات زیادہ ہوں گے اور دو درجوں کے درمیانی مسافت پانچ سو برس کی مسافت کے برابر ہوگی رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت معاذؓ کو یمن بھیجا تو ان سے ارشاد فرمایا کہ تیرے ذریعے کسی ایک آدمی کو اللہ ہدایت دے تو وہ تیرے لئے دنیاوَمَافِیْهَا سے بہتر ہے۔قال رسول اللہ ﷺ لَاَنْ یَّھْدِیَ اللّٰہُ بِکَ رَجُلًا وَاحِدًا خَیْرٌ لَکَ مِنَ الدُّنْیَا وَمَافِیْھَا۔حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جوشخص لوگوں کو خیر کی بات بتلاتا ہے دنیا کی تمام چیزیں حتی کہ سمندر کی مچھلیاں بھی اس کیلئے مغفرت کی دعائیں کرتی ہیں ۔

علم مکاشفہ

ایک نور کا نام ہے جب دل برائیوں سے پاک صاف ہوجاتا ہے تو یہ نور ظاہر ہوتا

ہے اس نور سے آدمی پر بہت سی ایسی باتیں منکشف ہوتی ہیں جن کا وہ پہلے نام سنا کرتا تھا۔ان کے کچھ مجمل اور غیر واضح معنی وضع کرلیا کرتا تھا علم مکاشفہ سے وہی علم مراد ہے جس کی مدد سے یہ امور منکشف ہوجائیں اور حق واضح ہوجائے اتنا واضح ہوجائے گویا آنکھوں سے مشاہدہ کیا جارہا ہو شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی ہی نہ رہے انسان کے جوہر میں ایسا ہونا ممکن ہے لیکن یہ اسی وقت ہے جب کہ اس کے آئینہ خانۂ دل پر دنیاوی آلائشوں کے زنگ کی تہیں نہ جمی ہوئی ہوں ۔امام غزالیؒ فرماتے ہیں: بعض علوم ہیئت مکنون کی طرح ہوتے ہیں جنہیں صرف اہل معرفت ہی جانتے ہیں۔

صالحین کی علماء پر فضیلت

صحابہ کرامؓ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا۔ کَیْفَ نَفْعَلُ اِذَاجَاءَ اَمْرٌلَمْ نَجِدْ ہُ فِی کِتَابٍ وَلَاسُنَّةٍ فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَلُوا لصَّالِحِیْنَ وَاجْعَلُوْہُ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ.

ترجمہ: جب کوئی امر پیش آئے گا جس کو ہم کتاب اللہ اور سنت رسولؐ میں نہیں پائیں گے تو کیا کریں گے آپ ﷺ نے فرمایا: نیک لوگوں سے پوچھنا اور مشورہ طلب کرنا۔

کرامت

جیسے حضرت مریمؑ کا بے موسم پھل لینا یا حضرت عمرؓ کا خط دریائے نیل کے نام۔

مشاہدہ

جیسے حضرت حنظلہؓ کی روایت ہے کہ یارسول اللہ ﷺ جب آپ جنت اور جہنم کو ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں تو گویا لگتا ہے ہم ان کو دیکھ رہے ہیں۔

کشف

عالم غیب کے اشیاء کا منکشف ہونا جیسے حضرت انس بن نضر کا قول مروی ہے انہوں نے فرمایا: میں جبل احد کے پیچھے سے جنت کی خوشبو پاتا ہوں جیسے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ میں نے احد کے دن رسول اللہ ﷺ کے دائیں بائیں دو شخص دیکھے جن پر سفید کپڑے تھے اور بہت سخت لڑائی کررہے تھے میں نے ان کو نہ اس سے پہلے دیکھا تھا اور نہ بعد میں دیکھا یعنی وہ دونوں شخص جبرئیلؑ ومیکائیلؑ تھے۔ یہ ہے کشف ملائکہ، کشف بزرگوں کے اختیار میں نہیں ہے۔ کرامت اور کشف کافر بھی محنت کرے تو اس کو بھی ہوسکتا ہے یہ کوئی کمال نہیں ہے بڑا، کشف والہام سے علم ظنی حاصل ہوتا ہے۔ اگر قواعد شرعیہ کے موافق ہے قابل عمل ورنہ واجب الترک۔

مخلوقات کی ترتیب

مخلوقات کی ترتیب میں روح پہلے ہوئی پھر عالم، امثال، پھر عالم، اجسام، اور عالم اجسام میں سب سے آخر انسان پیدا ہوا۔

ابدال

چالیس ہوتے ہیں ۲۲ یا ۱۲ شام میں اور ۱۸ یا ۲۸ عراق میں رہتے ہیں۔

قطب العالم

ایک ہوتا ہے۔عالم غیب میں اس کا نام عبداللہ ہوتا ہے اس کے دو وزیر ہوتے ہیں جو امین کہلاتے ہیں۔وزیر یمین کا نام عبدالملک اور وزیر یسار کا نام عبدالرب ہوتا ہے اور بارہ قطب اور ہوتے ہیں سات تو سات اقلیم میں رہتے ہیں یہ عدد تو اقطاب معینہ کا ہے اور غیر معین ہر شہر اور قریہ میں ایک ایک قطب ہوتا ہے ۔

غوث

ایک ہوتا ہے۔بعض نے کہا قطب الاقطاب کو غوث کہتے ہیں۔

نجباء

ستر ہوتے ہیں اور مصر میں رہتے ہیں سب کا نام حسن ہے۔

نقباء

تین سو ہوتے ہیں ملک مغرب میں رہتے ہیں سب کا نام علی ہوتا ہے۔

ابدال

حضرت علیؓ سے بعض حضرات نے کہا کہ اہل شام پر لعنت کیجئے آپؓ نے فرمایا نہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے شام میں ابدال رہتے ہیں اور وہ چالیس ہوتے ہیں ایک ان میں سے مرجاتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا پیدا ہوتا ہے۔
اللہ تعالی ان کی برکت سے بارش عطاء کرتے ہیں اعداء پر غلبہ اور اہل شام کو عذاب

سے بچاتے ہیں۔

قلندر

جو اللہ سے غافل نہ رہے ہر وقت اس کا قلب ذکر میں رہتا ہو مخلوق سے آزاد رہے دل سادہ و پاک رہے۔ اعمال ظاہرہ خواہ کم ہوں مگر اعمال قلبی زیادہ ہوں۔

مجذوب

مجذوب سے نہ دین کا فائدہ ہوتا ہے نہ دنیا کا اسلئے کہ وہ تعلیم و نصیحت پر موقوف ہے اور تعلیم و نصیحت اس سے حاصل نہیں ہوتی جیسا کہ ظاہر ہے۔ اور دنیا کا اسلئے کہ وہ دعاء سے ہوتا ہے اور وہ دعاء کرتے نہیں کیونکہ وہ لوگ صاحب کشف ہوتے ہیں بطور پیشین گوئی کہ کچھ کہہ دیتے ہیں فلاں معاملہ اس طرح ہوگا سو اگر وہ نہ کہیں تب بھی اسی طرح ہوتا اسی طرح ہو جانا اس کی وجہ سے نہیں ہوا۔ بلکہ امر الٰہی ہے۔ غرض مجذوب معذور ہے اس سے کسی طرح کا نفع نہیں ہوتا۔ مجذوب مکلّف نہ ہونے کے سبب شریعت کی پیروی نہیں کرتے اسلئے ان کے چکر میں نہیں پڑنا چاہئے اہل عقل کو۔ کیونکہ مجذوب کی عقل جاتی رہتی ہے اسلئے وہ معذور ہے۔ البتہ ان کو برا نہ کہیں۔ مجذوب گو مقبول ہیں مگر کامل نہیں۔ کیونکہ وہ اعمال سے محروم ہیں اور ترقی اعمال سے ہوتی ہے۔ ابن الوقت (مغلوب الحال) ابو الوقت۔ (غالب الحال)

تذکیہ

نفس کا امراض باطنہ سے پاک کرنا۔ اور یہی مدار فلاح ہے۔

تمثل

کوئی ذات باوجود بقاء اپنی حالت وصفت کے کسی دوسری صورت میں ظہور کرے اس دوسری صورت کو صورت مثالی کہتے ہیں جیسے حضرت جبرئیلؑ صورت بشریہ میں تمثل ہوتے تھے یہ نہ تھا کہ فرشتہ سے آدمی بن جاتے تھے ورنہ تمثل نہ ہوتا۔استحالہ اور انقلاب ہوتا۔خواب ومکاشفات میں حق تعالی شانہ کو صورت مثالیہ میں دیکھ سکتے ہیں ۔اور حضرت موسیٰؑ نے اسی تجلی مثالی سے نور الہی کو دیکھا ذات خداوندی کو نہیں دیکھا ورنہ طالب دیدار نہیں ہوتے پس اللہ تعالی مثل سے پاک ہے۔مگر مثال خود اللہ تعالی نے اپنے نور کی بیان کی ہے۔کیونکہ دو چیزوں میں صفات مشترک ہوں ان میں سے ایک کو دوسری کی مثال کہتے ہیں ۔مثلا حسین آدمی کو چاند سے تشبیہ دیں تو وہ آدمی چاند نہیں ہو گیا۔مگر صفت حسن میں اشتراک ہونے سے چاند کو آدمی کی مثال کہیں گے اور اس کی شناخت سے حسن انسانی کی شناخت کسی قدر ہو جائیگی گو کامل شناخت نہ ہو ۔اس میں غور نہ کرنے سے کفر والحاد لازم آتا ہے۔

حال

سالک کے قلب پر جو کیفیت غیب سے نازل ہو جس میں اس کا کچھ اختیار نہیں اس کو حال کہتے ہیں ۔اور جس مرتبۂ سلوک میں اس نے پختگی واستقامت حاصل کی ہو وہ مقام ہے۔

مقامات سالک کے وہی اعمال باطن ہیں جن کی تحصیل کا شریعت نے امر کیا ہے اورر

ہر مسلمان خصوصاً سالک ہمیشہ ان کو طے کرنے میں مشغول ہے کسی وقت توقف نہیں ہوتا مقام تو سالک کے ماتحت ہوتا ہے اور حال کے تحت میں سالک ہوتا ہے۔

لا کی تلوار

غیر اللہ پر لا کی تلوار چلا پھر دیکھ لا کے بعد کیا رہتا ہے۔ بس اِلا اللّٰہ رہ جائیگا باقی سب ختم ہو جائیگا۔

خاطر

قلب پر جو خطاب وارد ہوتا ہے وہ خاطر ہے اسکی چار قسمیں ہیں ایک اللہ کے طرف سے دوسرا فرشتہ کے طرف سے تیسرا نفس کے طرف سے چوتھا شیطان کے طرف سے ۔اول کو خاطر حق دوسرے کو الہام ۔تیسرے کو ہواجس چوتھے کو وسواس کہتے ہیں ۔ پہچان یہ ہے کہ اگر نیک بات دل میں آوے اور اس کے خلاف پر عمل کر سکے تو الہام اور اگر خلاف پر عمل نہ کر سکے تو خاطر حق ہے اور اگر بری بات دل میں آئے تو اگر شہوت وغضب وتکبر وغیرہ صفات نفس کی طرف رغبت ہوتی ہوتو ہواجس ہے اور کسی گناہ کی طرف میلان ہوتو وسواس ہے۔

خلع بدن

کوئی روح اپنا بدن حالت حیات میں چھوڑ کر دوسرے مردہ بدن میں چلی جائے۔ یہ بات دریافت سے حاصل ہوتی ہے۔

خلوت درانجمن

یہ ہے کہ ظاہر میں مخلوق کے ساتھ اور باطن میں بواسطۂ ذکرحق تعالی شانہ کے ساتھ اور ذکر سے مراد ذکر زبانی اور قلبی ہے ۔یعنی غفلت کوحق تعالی کے ذکر سے دور کرنا۔

دلبر

دلبر۔صفت قبض کو کہتے ہیں۔(دلدار) صفت بسط کو کہتے ہیں۔

رجعت

وصول کے مقام سے بسبب قہر بصورت انقطاع لوٹنے کو رجعت کہتے ہیں۔

زلف

حقیقت کے غائب ہونے کو کہتے ہیں ۔(زنار) یک رنگی اور یکجہتی کی علامت کو کہتے ہیں۔

ساغرو پیانہ

جوشخص غیبی انوار کا مشاہدہ اور مقامات کا ادراک کرے۔

ساقی ومطرب

معنوی فیض پہونچانے والے کو کہتے ہیں (سفر دروطن) یہ ہے کہ سالک طبیعت بشر یہ سے سفر کرے ۔یعنی صفات ذمیمہ چھوڑ کر صفات حمیدہ اختیار کرے جو

تَخَلَّقُوْا بِأَخْلَاقِ اللّٰهِ کا مفہوم ہے (سمع) نور اللہ را گویند۔

سیر الی اللہ سیر فی اللہ

سیر الی اللہ کا مطلب معالجۂ امراض سے واقف ہو گئے نفس کی اصلاح ہو گئی اخلاق رذیلہ زائل ہو گئے۔

اخلاق حمیدہ اور انوار ذکر سے قلب آراستہ ہو گیا اعمال صالحہ کی رغبت طبیعت ثانیہ بن گئی اعمال وعبادت میں سہولت ہو گئی نسبت وتعلق مع اللہ حاصل ہو گیا تو سیر الی اللہ ختم ہو گیا۔ اس کے بعد سیر فی اللہ ہے جو غیر محدود ہے اس کا دور شروع ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات وذات کا حسب استعداد انکشاف ہوتا ہے تعلق سابق میں ترقی ہوئی اور اسرار وحالات کا ورود ہونے لگا۔

شاہد

جو چیز قلب پر غالب ہو وہ شاہد ہے (صوفی) باطل زہاد سے امتیاز کیلئے اہل حق نے صوفی کا لفظ دوسری صدی میں اختیار کیا (طریق باطن) مداومت ذکر واطاعت احکام وملکات باطنہ مثل توکل رضا وشکر وغیرہ کا نام ہے۔

طریق جذب وطریق سلوک

تربیت کے دو طریق ہیں ایک جذب دوسرا سلوک جذب یہ ہے کہ طالب پر ذکر وفکر کے ذریعے سے محبت کا غلبہ کیا جائے۔ اور اعمال زائدہ میں کم لگایا جائے۔ اور اس طریق محبت کے ذریعہ سے اس کو مقصود تک پہونچایا جائے دوسرا طریق سلوک وہ یہ

ہے کہ تلاوت قرآن مجید اور نوافل وغیرہ میں زیادہ مشغول کیا جائے

مادیات کو عالم خلق اور مجردات کو عالم امر اور عالم مثال انہی دونوں عالم کے بین بین ہے۔

لطائف ستہ

لطائف کا نام	نفس	قلب	روح	سر	خفی	اخفی
غذا یا فعل	غفلت	ذکر	حضور	مکاشفۂ ملکوت	مشاہدۂ فناء	معائنۂ فناء الفناء
مقام	زیر ناف	زیر پستان چپ	زیر پستان راست	مابین قلب روح	مابین دوابرو	ام الدماغ
رنگ	زرد	سرخ	سفید	سبز	نیلا	سیاہ

ان کو لطائف ستہ کہتے ہیں۔ بجز نفس کے کہ وہ عالم خلق سے ہے۔ باقی سب عالم امر سے ہیں۔

محاضرہ، مکاشفہ، مشاہدہ۔

محاضرہ تجلی افعال، مکاشفہ تجلی صفات، مشاہدہ تجلی ذات، محاضرہ قلب سے ہوتا ہے، مکاشفہ سر سے اور مشاہدہ روح سے۔

مدارات و مداہنت

مدارات اہل جہل کے ساتھ نرمی کرنا کہ وہ دین کی طرف آجائے اور اہل شر کے ساتھ نرمی کرنا تا کہ ان کے شر سے محفوظ رہے اور یہ دونوں امر مطلوب ہیں اول تو خود

دین میں مقصود ہے ثانی مقصود میں معین ہے۔ کیونکہ کسی شریر کی ایذاء میں مبتلا ہونے سے احیانا طاعت میں اور اکثر تبلیغ میں بھی خلل پڑتا ہے (مداہنت) بد دینوں کے ساتھ نرمی کرنا ہے تاکہ ان سے مال وجاہ کا نفع حاصل کرے۔ اور یہ ناجائز اور حرام ہے۔ اور مدارات حضرات صوفیہ کے خاص اخلاق ہیں۔

مکہ ومدینہ

مکہ کی حقیقت تجلی الوہیت، اور مدینہ کی حقیقت تجلی عبدیت ہے، اور عارف ہر وقت اپنے اندر تجلی الوہیت اور تجلی عبدیت کا مشاہدہ کرتا ہے۔ وہ جہاں بیٹھے گا مکہ ومدینہ اس کے ساتھ ہے مگر جو محقق ہے وہ صورت کو بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتا بلکہ حتی الامکان صورت ومعنی دونوں کو جمع کرنے کا اہتمام کرتا ہے۔

نسبت

نسبت کے لغوی معنی لگاؤ اور تعلق اور اصطلاحی معنی ہیں بندہ کا حق تعالی کے ساتھ خاص قسم کا تعلق یعنی قبول ورضا۔ جیسا عاشق مطیع اور وفادار معشوق میں ہوتا ہے۔ جب ذکر اللہ کی مواظبت اور ریاضات ومجاہدات کی کثرت سے ظلمات نفسانیہ و کدورات طبیعیہ کا ازالہ ہوجاتا ہے تو قلب وروح کو حق تعالی کے ساتھ ایک مخصوص تعلق پیدا ہوجاتا ہے اس کو نسبت سے تعبیر کرتے ہیں اور اسی نسبت کے پیدا ہوجانے کا نام وصول ہے۔ نسبت تعلق طرفین کا نام ہے یک طرفہ تعلق کو نسبت نہیں کہا کرتے پس بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ ان کو خدا تعالی کے ساتھ محض یاد کا تعلق ہے اور یہ تعلق

یک طرفہ ہے تعلق دوطرفہ عمل واطاعت سے ہوتا ہے جب انسان عمل اور اطاعت کا اہتمام کرتا ہے تو اس وقت حق تعالی کو بھی اس سے تعلق ہوجاتا ہے اور اس کا القاء ایک دم سے نہیں ہوتا بلکہ رفتہ رفتہ ہوتا ہے البتہ اس کی ظاہری علامت یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تمام افعال واقوال وحرکات میں زیادہ تشبیہ ہو ہر ہر بات میں حضور اکرم ﷺ کے اتباع کی کوشش کی جائے اور یہ اتباع عادت ہوجائے کہ بے تکلف سنت کے موافق افعال صادر ہونے لگیں۔

نظر برقدم

یعنی نظر برقدم یہ ہے کہ آمدورفت میں جہاں کہیں ہو نظر اپنے پاؤں پر رکھو تا کہ نظر منتشر نہ ہو۔ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ سالک کی نظر جس مقام پر ختم ہو سالک اپنا قدم اس مقام پر رکھے۔

نفس

نفس انسان کے اندر ایک قوت ہے جس سے کسی چیز کی خواہش کرتا ہے خواہ خواہش خیر ہو یا خواہش شر اکثر شر کی خواہش کرے اور نادم بھی نہ ہو اس وقت امارہ کہلاتا ہے اور اسی مرتبہ کی خواہش کا نام ہوا ہے اور کبھی کبھی اس میں خیر کی بھی خواہش پیدا ہوجانا اس مفہوم کے منافی نہیں کیونکہ کثیر الامر کا دائم الامر ہونا لازم نہیں اور اگر نادم بھی ہونے لگے تو لوامہ ہے اور اکثر خواہش خیر کی کرے اس وقت مطمئنہ کہلاتا ہے بمعنی سَاكِنٌ اِلَى الْخَيْرِ۔نیکی پر ٹھہرنے والا نفس مکار شیطان سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ

اس کو بھی نفس ہی نے خرابی میں ڈالا تھا تو یہ نفس شیطان کا بھی باپ ہوا پس نفس کا مغلوب کرنا کفار کے مغلوب کرنے سے بھی اہم ہے اسی واسطے مجاہدۂ نفس کو جہاد اکبر کہا گیا ہے۔

وارد

وارد تمام کیفیات کو کہتے ہیں جیسے حزن وسرور بسط قبض۔

وصل

اللہ تعالی کے ساتھ ایک ذوقی حضور وتعلق قائم ہو جائے اور غیر سے غفلت وذہول۔ جب یہ نسبت متصل ہو جائے اس کو وصل کہتے ہیں۔

وفاء

وفاء عنایت ازلی کو کہتے ہیں۔

وقوف قلبی

یہ ہے کہ ذاکر حق تعالی کا واقف ہو اس طرح کے دل متواتر غیر اللہ سے متعلق نہ ہو۔

ہمت

قلب کو کسی طرف اس طرح مجتمع کرنا اور یکسو کرنا کہ دوسری چیز کا خطرہ نہ آوے ہمت ہے۔اس ہمت سے بڑے بڑے کام بنتے ہیں آج کل اس کو توجہ کہتے ہیں۔

ہوش دردم

یعنی اپنے نفس پر ہمیشہ ہوشیار رہے اور اس پر آگاہ رہے تا کہ کوئی سانس غفلت میں نہ گزرے اور یہ شغل نفس کے انتشار کو دفع کرنے والا ہے۔

ہیبت

قبض میں جب اور ترقی ہوتی ہے تو ہیبت کہتے ہیں۔

یقین کے مراتب

علم الیقین ۔عین الیقین ۔حق االیقین۔

علم الیقین کا مرتبہ یہ ہے کہ کوئی کسی شئی کو اعتقاد جازم کے ساتھ جان لے جیسے کسی کو یہ علم ہو جائے کہ آگ جلاتی ہے۔

عین الیقین یہ ہے کہ اس کے ساتھ مشاہدہ بھی ہو جائے مثلاً آنکھ سے دیکھ لے کہ آگ کسی شئی کو جلا رہی ہے۔

حق الیقین یہ ہے کہ اس کے ساتھ اتصاف بھی ہو جائے مثلاً کوئی شخص اپنا ہاتھ آگ میں ڈال کر دیکھ لے اور ہاتھ جل جائے۔

دوسرے شیوخ

شیخ کے ماسوی دوسرے شیخ کی خدمت میں دو شرطوں کے ساتھ جا سکتا ہے ایک تو یہ ہے کہ اس کا مذاق اپنے شیخ کے خلاف نہ ہو۔دوسرے یہ ہے کہ اس سے تعلیم وتربیت میں سوال نہ کرے۔

فیض

مولانا رومؒ نے اپنے شعر میں اشارہ کیا ہے کہ اگر پیر سے محبت کامل ہو تو ظاہری دوری مانع فیض نہیں حدیث اس کی مؤید ہے یہی محبت معیت روحانی ہے۔(اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ) مگر یہ اس شخص کیلئے ہے جس کو تعلیم کی حاجت نہیں رہی ہو۔

اللہ کا ظہور مخلوق میں

حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا۔اَتَانِیْ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ ۔حق تعالیٰ بلا اپنی ذات وصفات کے خلق میں ظہور فرماتے ہیں جس طرح کاتب کا ظہور مکتوب میں اور متکلم کا ظہور کلام میں ہوتا ہے پس خلق مظہر اور حق ظاہر ہے۔

نور اور ظلمت

ذکر وطاعت کے آثار انوار ہیں،اور غفلت ومعصیت کے آثار ظلمات ہیں۔

خلافت

حضرت عمرؓ نے فرمایا: اس عہدۂ خلافت کو ایسے شخص کے حوالہ نہیں کرتا جو اس کا اہل نہ ہو البتہ ایسے شخص کیلئے تجویز کرتا ہوں جس کی رغبت اہل اسلام کی توقیر کی طرف ہو۔

تیز مزاجی

حضرت انسؓ سے روایت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تیز مزاجی جو لطافت

طبیعت کی وجہ سے ہو صرف میری امت کے صلحاء وابرار میں ہوتی ہے۔بعض بزرگ زیادہ لطیف المزاج ہوتے ہیں اوراس لطافت کے سبب ان کو نامناسب امور زیادہ ناگوار ہوتے ہیں۔

چلہ

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص چالیس روز تک اللہ کیلئے خلوص کے ساتھ عبادت کرے علم کے چشمے اس کے قلب سے جوش زن ہوکراس کی زبان سے ظاہر ہوتے ہیں۔

اکثر بزرگوں سے چلہ نشینی کا اہتمام منقول ہے یہ حدیث اس کی اصل ہے۔

شیطان سے کسی کو امن نہیں

حضرت ابو درداؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: دشمن خدا ابلیس آگ کا ایک شعلہ لایا تا کہ اس کو میرے منھ میں لگائے مگر اللہ تعالی نے آپ کو اس سے محفوظ رکھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خواہ کوئی کتنا ہی بڑا کامل نہ ہو جائے مگر اس کو شیطان سے بے فکر نہ ہونا چاہئے۔

فکر اصلاح خود

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک تیز گرمی کے دن میں بقیع کی طرف چلے اور لوگ آپؐ کے پیچھے چلتے تھے جب آپ نے جوتیوں کی آواز سنی تو آپؐ کے قلب پر یہ امر گراں گزرا پس آپؐ بیٹھ گئے یہاں تک کہ لوگوں کو اپنے آگے

کر دیا تا کہ کوئی اثر برائی کا آپؐ کے قلب میں نہ واقع ہو۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی نصیحت اپنے بیٹے کو

لوگوں سے ایسے بھاگ جیسے شیر سے بھاگتا ہے۔سفر کر کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ سفر کیا کرو تندرست رہو گے اور مال غنیمت ہاتھ آئیگا۔

شریعت بغیر طریقت کے

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ نے فرمایا: شریعت بغیر طریقت کے نرا فلسفہ ہے اور طریقت بغیر شریعت کے زندقہ والحاد ہے۔حضرت قاضی ثناءاللہ پانی پتیؒ نے فرمایا: جس شخص کا ظاہر پاک نہ ہو اس کا باطن پاک ہو ہی نہیں سکتا ظاہر سے مراد اعمال ظاہرہ کی پابندی ہے جو علم فقہ میں بیان کی جاتی ہے اور باطن پاک ہونے سے مراد اعمال باطنہ کی پابندی ہے جن کا بیان علم تصوف وسلوک میں ہوتا ہے۔

حضرت تھانویؒ ہمارے راہبر

ملفوظ (۱۱۹) فرمایا: میری کتابیں ایسے وقت کام دیں گی جب کوئی راہبر بھی کام نہ دے سکے گا۔

الوہیت

حضور ﷺ کا طائف واحد میں شہید ہونا۔زخمی ہونا۔گھوڑے سے گرنا۔مصلحتاً تھا ۔تا کہ الوہیت کا شبہ نہ ہو۔

ملفوظ (۱۲۰) فرمایا: اعزا و احباب محبت نہ رکھیں تو اس سے راحت ہونا چاہئے کہ اللہ

تعالیٰ نے غیر اللہ سے دل برداشتہ ہونے کا سامان پیدا کردیا بعض اوقات سب جواب دے جاتے ہیں تاکہ آدمی جانے کہ محبت کے لائق صرف اللہ کی ذات ہے۔

استغفار کا ذریعہ کامیابی ہونا

ملفوظ (۱۲۱) فرمایا: کہ دین اور دنیا کی حاجتوں کو برآنے کا ذریعہ استغفار ہے۔

کسی عمل کو حقیر نہ سمجھو

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کسی نیک عمل کو حقیر نہ سمجھنا ہر نیک عمل میں خاصیت مغفرت کی ہے اسی طرح ہر گناہ میں خاصیت عذاب کی ہے چھوٹا ہو یا بڑا۔

کام کرنے سے راستہ ملتا ہے

ملفوظ (۲۲) فرمایا: کہ کام کرنے سے راستہ کھلتا ہے انتظار میں نہ رہے کہ پہلے سے راستہ نظر آئے تو آگے قدم رکھے اس کی مثال ایسی ہے کہ بڑی سڑک پر جس کے دونوں طرف درخت لگے ہوں سیدھی جارہی ہو اگر کھڑے ہو کر دیکھو گے تو کچھ دور کے بعد درخت باہم ملے ہوئے نظر آئیں گے لیکن جوں جوں آگے بڑھو گے راستہ کھلتا نظر آئیگا۔

خطرات منکرہ

ملفوظ (۱۲۳) فرمایا: سالک کو خطرات منکرہ کی بناء پر اپنے کو مردود نہیں سمجھنا چاہیے کیونکہ ان خطرات کو تو شیطان قلب میں ڈالتا ہے لہذا سالک کا کیا قصور بلکہ اس کو جو ناگواری کی وجہ سے اذیت ہو رہی ہے اس کو اجر ملے گا۔

مشاہدہ جمال حق

ملفوظ (۱۲۴) فرمایا: یادرکھو کہ خدا کی نافرمانی کے ساتھ مشاہدہ جمال حق کبھی نہیں ہوسکتا دل اور روح کی آنکھیں اس وقت کھلتی ہیں جب نفس کی شہوت اور لذت کو حرام کی جگہ سے روکا جائے۔

محبت پیدا کرنے کا طریقہ

ملفوظ (۱۲۵) فرمایا: محبت حق پیدا کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ محبت والوں کے پاس بیٹھنا شروع کردے۔

قلب کا اثر

ملفوظ (۱۲۶) فرمایا : قلب کا اثر انسان کے کلام اور لباس تک میں ظاہر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اہل اللہ کے تبرکات میں اثر ہوتا ہے اور صحبت میں اس سے زیادہ اثر ہوتا ہے۔

صحبت کا کم ازکم اثر

ملفوظ (۱۲۷) فرمایا : بزرگوں کی صحبت سے اگر اصلاح کامل نہ بھی ہوتو کم ازکم اپنے عیوب پر ہی نظر ہونے لگتی ہے یہ بھی کافی ہے اور مفتاح طریق ہے۔

رات کی التجاء

ملفوظ (۱۲۸) فرمایا: حدیث میں ہے جو شخص رات کو اٹھ کر التجاء کرتا ہے تو اللہ تعالی

فرماتا ہے: میں اس سے بہت خوش ہوتا ہوں اسلئے کہ میری وجہ سے اپنی بیوی اور گرم بستر کو چھوڑا۔

نظر توجہ

ملفوظ (۱۲۹) فرمایا: جو منازل بعض لوگوں کی نظر توجہ سے دنوں میں طے کئے جا سکتے ہیں ہ مجاہدات اور ریاضات سے برسوں میں بھی طے ہونا محال ہے۔

شیخ کا غصہ

حضرت تھانویؒ کے یہاں ہر شخص یہ محسوس کرتا کہ حضرت کے غصہ سے دل روشن ہو جاتا ہے اور حضرت کے ساتھ محبت اور عقیدت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

شیخ اور ولی میں فرق

کسی بزرگ کو شیخ کہنا جائز ہے کیونکہ اس کے معنی طریق تربیت باطن سے یہ واقف ہے البتہ ولی کہنا جائز نہیں کیونکہ اس کے معنی ہیں مقبول عند اللہ یہ اخروی حکم ہے پہلا کا سبب دنیوی تھا۔

ناشکری

ملفوظ (۱۳۰) فرمایا: ناشکری یہ ہے کہ انسان مقصود کی طرف نظر کرتا ہے موجود کی طرف نظر نہیں کرتا ہے۔

شریعت کا خلاصہ

صحابی نے حضورﷺ سے عرض کیا کہ: احکام اسلام مجھ پر بہت ہو گئے کوئی ایسی بات بتلا دیں جسے میں یاد کرلوں۔ فرمایا: قُلْ آمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ استقِمْ حضور ﷺ نے ساری شریعت اس میں جمع کردی آمنت باللہ میں اجمالاً اعتقادات کو بیان فرمایا ثم استقم میں اعمال کے اندر استقامت کی تعلیم دی۔

امراء وغرباء مرید

بعض جگہ اس کی کوشش ہے کہ امراء کو کھینچا جائے حالانکہ خاک نشینوں کا مرید ہونا علامت ہے شیخ کے کامل ہونے کی اور دنیادار امراء کا متوجہ ہونا علامت ہے شیخ کے دنیا دار ہونے کی کیوں کہ۔ اَلْجِنْسُ یَمِیْلُ اِلَی الْجِنْسِ۔ اور اگر اہل حق کے یہاں امراء آتے ہیں تو مٹ کر آتے ہیں لہذا وہ بھی غرباء ہی رہے بڑا ہو کر چھوٹا ہو جائے یہ ہے کمال یہ باتیں ہیں سمجھنے کی۔

لعنت یزید کا مسئلہ

ملفوظ (۱۳۱) فرمایا: مجھ سے ایک شخص نے کہا کہ یزید پر لعنت کرنا کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں اس شخص کا جائز ہے جس کو یقین ہو جائے کہ میں اس سے بہتر ہو کر مروں گا اس نے کہا کہ یہ مرنے سے پہلے کیسے ہوسکتا ہے میں نے کہا کہ پس مرنے کے بعد جائز ہوگا۔

صاحب کیفیت کا معاملہ

ایک صاحب کیفیت نے قبلہ کی طرف تھوک دیا اس بے ادبی کی وجہ سے سب کیفیت سلب ہوگئی واقعی بے ادبی بہت بری چیز ہے۔

دین و دنیا

ملفوظ (۱۳۲) فرمایا: دین میں محنت کم ہے اور ثمرہ زیادہ ہے برخلاف اس کے کہ دنیا میں محنت زیادہ اور ثمرہ کم۔

نفس کا علاج

ملفوظ (۱۳۳) فرمایا: حزن اور غم علاج ہے نفس کا اگر انسان پر غم نہ ہو تو فرعون ہو جائے بڑی نعمت ہے خدا تعالی کی حزن و غم۔ تربیت میں بڑا دخل ہے حزن و غم کو۔

حرام نوکری

ملفوظ (۱۳۴) فرمایا: بعض مشائخ حرام نوکری کے ترک کا اسلئے مشورہ نہیں دیتے کہ بعض اوقات گناہ کفر کا وقایہ ہو جاتا ہے مگر گناہ کو برا سمجھے گناہ چھوڑ کر کفر میں مبتلا نہ ہو جائے۔

ممنوع سلام

فقہاء نے تین موقع پر سلام سے منع کیا ہے جب طاعت میں کوئی مشغول ہو معصیت میں مشغول ہو یا حاجت بشریہ میں مشغول ہو۔

ڈاڑھی مونڈوں کوسلام

ملفوظ(۱۳۵) فرمایا: ڈاڑھی مونڈوں کیلئے طریق یہ ہے کہ ان کوسلام نہ کرے اور علاج یہ ہے کہ اگر اپنے آپ کو ان سے اچھا خیال کرے تو سلام کرنا واجب ہے ۔ (بغرض علاج)۔

تصور شیخ

کسی نے حضرت کو خط لکھا کہ اگر آپ کی صورت کا تصور کرلوں تو نماز میں جی لگتا ہے۔فرمایا: جائز ہے دو شرط سے ایک یہ کہ اعتقاد میں مجھے حاضر نہ سمجھے دوسری شرط یہ کہ اس کی کسی کو اطلاع نہ دے اس سے توجہ اور یکسوئی الی اللہ ہوگی پس مقصود کا مقدمہ ہے خود مقصود نہیں۔

دعاء

ملفوظ(۱۳۶) فرمایا: اب تو مسلمانوں کو چاہئے کہ سب لگ لپٹ کر اللہ تعالی سے دعاء کریں مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہوگیا ہے کہ اللہ میاں دعاء قبول نہیں کرتے اور یہ محض خلاف واقعہ ہے۔مسلمانوں کی دعاء تو درکنار اللہ تعالی نے تو شیطان کی دعاء کو بھی رد نہیں فرمایا: منظور فرمائی۔اور ایسی حالت میں جب کہ وہ مردود کیا جارہا تھا۔قَالَ اَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ قَالَ اِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْن ۔اور پھر دعاء بھی اتنی بڑی کی کسی نبی نے بھی آج تک نہیں کی۔

قبر پر قرآن پڑھنا

ملفوظ(۱۳۷) فرمایا :قبر پہ قرآن شریف پڑھنے سے مردہ کوانس ہوتا ہے۔

زیارت قبور کا قصد

قبور کی زیارت سے یہ قصد ہونا چاہئے کہ موت یاد آتی ہے اور یہ کہ میری دعاء سے اہل قبور کو فائدہ پہونچے گا۔

تلاوت کا جامع ادب

ملفوظ(۱۳۸) فرمایا: آداب تلاوت تو بہت ہیں مگر میں ایک ہی ادب بیان کرتا ہوں جس میں سب آجائیں یوں خیال کرے اللہ تعالی نے مجھ سے فرمائش فرمائی ہے کہ تم پڑھو ہم سنتے ہیں،سنوار کر پڑھے۔

بڑا بننے کا طریقہ

ملفوظ(۱۳۹) فرمایا: بڑا بننے کا طریقہ یہ ہے کہ چھوٹا بنے پھر خود بخود اس اثر سے بڑا بن جائیگا ذلت کی حقیقت صرف عرض حاجت ہے بوجھ اٹھانا گاڑھا پہننا ذلت نہیں۔

سفید جھوٹ

ملفوظ(۱۴۰) فرمایا: جھوٹ تو سیاہ ہوتا ہے خدا جانے اس محاورہ کی کیا وجہ ہے کہ یہ سفید جھوٹ ہے۔ کیونکہ معاصی سب ظلمات ہیں۔

صوفی کی حقیقت

صوفی کی حقیقت عالم باعمل ہے۔ بڑی جامع تفسیر ہے۔

تصوف کا بگڑنا

ملفوظ (۱۴۱) فرمایا: تصوف جب بگڑتا ہے تو یا جنون ہوجاتا ہے یا زندقہ بن جاتا ہے کوئی لطیف شئ جب بگڑتی ہے تو اتنی ہی زیادہ خراب اور فاسد ہوجاتی ہے۔

طبیعت میں گرمی

میری طبیعت میں گرمی ہے اور یہ گرمی انجن کا کام دیتی ہے ہر وقت تقاضہ ہوتا ہے کہ جلدی کرو جلدی کرو کام کو ختم کرو جب میں کسی کام کو شروع کرتا ہوں تو اسی وقت سے تقاضہ شروع ہوتا ہے کہ کام کو ختم کرو اور ختم کے قریب تو میرا حال یہ ہوتا ہے کہ ساری رات لکھتا رہتا ہوں ایک منٹ بھی نہیں سوتا کام ختم کر کے ہی دم لیتا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

ملفوظ (۱۴۲) فرمایا: کہ اگر شیخ سے قطع تعلق کر دے تو سب فیوض بند ہوجائیں اور رسول اللہ ﷺ سے کم تعلقی کر کے تو پھر بالکل واردات و فیوض کچھ بھی نہ رہیں گے۔

توحید تام

ملفوظ (۱۴۳) فرمایا: میں توجہ متعارف کو حرام نہیں کہتا مگر مجھے تو اس سے غیرت آتی ہے کہ جو توجہ تام حق تعالی کا حق ہے وہ اور کی طرف کی جائے۔

غیبت گناہ سے کیوں اشد ہے

ملفوظ (۱۴۴) فرمایا: کہ حضرت حاجی صاحبؒ نے (اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا) کی وجہ میں فرمایا کہ زنا گناہ باہی ہے اور غیبت گناہ جاہی اور کبر شہوت سے اشد ہے۔

جائز اور ناجائز محبت

ملفوظ (۱۴۵) فرمایا: جو حب مطابق سنت کے ہو وہ بڑھتی ہے اور جو خلاف سنت ہو وہ گھٹتی ہے ہرگز قائم نہیں رہتی غیر اللہ کیلئے جو محبت ہوتی ہے وہ آخر میں ہرگز قائم نہیں رہتی۔

برادری کا کھانا

ملفوظ (۱۴۶) حضرت نے فرمایا: کہ میں شادیوں میں برادری کا کھانا نہیں لیتا جنہیں محبت ہے وہ بعد میں دعوت کرتے ہیں بعض اپنے مکان پر بلاتے ہیں اور یہ کھانا ہنگامہ کے کھانے سے بہتر ہے بعض گھر بھیج دیتے ہیں دین میں دنیا کا بھی فائدہ ہے۔

پیر مرید کی حالت کا آئینہ

ملفوظ (۱۴۷) فرمایا: ایک بزرگ کی خدمت میں ان کے معتقد حاضر ہوئے بس مل کر مرجھا گئے انہوں نے پوچھا کہ کیا بات ہے عرض کیا کہ یہاں آ کر ایک عجیب بات دیکھی کہ آپ کی سور کی سی شکل نظر آتی ہے۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ تم جا کر ایک چلہ کھینچو پھر جب آئے تو کتے کی شکل نظر آئی۔ اسی طرح پھر بلی کی پھر انسان کی سی نظر آئی تب ان بزرگ نے فرمایا: کہ یہ خرابی تمہارے اندر تھی میں تو آئینہ ہوں جیسی

تمہاری حالت تھی ویسی میرے اندر نظر آئی۔

حالت استغراق

یہ حالت مشابہ نوم کے ہے مگر لوگ خواب کو تو وقیع نہیں سمجھتے لیکن استغراق کو بہت بڑا سمجھتے ہیں حضرت عبید اللہ احرار فرماتے ہیں کہ استغراق میں ترقی نہیں ہوتی اور اس حالت میں عمل ہوتا نہیں۔

اہل اللہ کی معیت

دوران درس مثنوی میں فرمایا: کہ اہل اللہ کی معیت رسول اللہ ﷺ کی معیت ہے۔

تقیہ

ملفوظ (۱۴۸) فرمایا: کہ تقیہ کا حاصل ہے ضرر کے خوف سے مذہب کو چھپانا۔

روح کا آنا

ملفوظ (۱۴۹) فرمایا: کہ مردوں کی روح کے آنے کا خیال غلط ہے کیونکہ جو نیک ہیں وہ تو دنیا میں نہیں آنا چاہتے اور جو بد ہیں انہیں اجازت نہیں مل سکتی۔

ڈاکو

ملفوظ (۱۵۰) فرمایا: راہزن اس طریق کا کبر ہے مثلاً برا ماننا اصلاح سے اور فرمایا کہ تعلیم بدون صحبت کے کافی نہیں ہوتی زیادہ تر محبت کی ضرورت ہے۔

فنائے علمی

ملفوظ (۱۵۱) فرمایا: غیر اللہ کی طرف سے توجہ ہٹا کر اللہ کی طرف لگانا اس کو فنائے علمی کہتے ہیں۔

ظلم اور کفر

ملفوظ (۱۵۲) فرمایا: بزرگوں نے لکھا ہے کہ کفر سے سلطنت کا زوال نہیں ہوتا ظلم سے زوال ہوتا ہے۔

راحت طلبی

ملفوظ (۱۵۳) فرمایا: باوجود جی نہ لگنے کے کام میں لگا رہنا سخت مجاہدہ ہے اور مجاہدہ ہی اصل طریق ہے پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کام میں بھی راحت ڈھونڈتے ہیں پھر دنیاداروں اور اللہ والوں میں کیا فرق ہوا۔

حق کی طاقت

ملفوظ (۱۵۴) فرمایا: حق وہ چیز ہے کہ تمام عالم میں اگر ایک شخص صاحب حق ہو اس کو کسی کی پرواہ نہیں ہوتی۔ دیکھو جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مانعین زکوۃ پر جہاد کا مشورہ کیا تو سب کی یہ رائے ہوئی کہ اس وقت میں تالیف قلوب مناسب ہے اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا: تم میں سے اگر کوئی میرے ساتھ نہ ہوگا تو میں اکیلا قتال کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا حضورؐ کے ساتھ میں ہی تھا اسلئے معی میں ضمیر میری طرف راجع ہے جب میرے ساتھ خدا ہے میں خود سب کام کرلوں

گا حق کی معیت ہوتے ہوئے مجھ کو کسی کی معیت کی حاجت نہیں۔

اہل اللہ کی کشش

ملفوظ (۱۵۵) فرمایا: کہ یہ تجربہ کرلیا ہے کہ دو شخص برابر حسن کے ہوں اور ایک ان میں سے اللہ والا ہو تو اللہ والے کی طرف زیادہ دلکشی ہوگی گرچہ حسن میں وہ اللہ والا کم بھی ہو تب بھی اس کی طرف دل کھنچتا ہے۔

اللہ کی غلامی

ملفوظ (۱۵۶) فرمایا: جب سے اپنے اللہ کی غلامی اختیار کی ہے تب سے اور کسی کی غلامی نہیں ہوسکتی۔

گرم مزاج

ملفوظ (۱۵۷) میرا مزاج گرم ہے یہ انجن کا کام دیتا ہے اس سے ہر کام کا تقاضہ ہوتا ہے کہ جلدی کرو جلدی کرو۔

قہر الٰہی

ملفوظ (۱۵۸) فرمایا۔ جب خدا کا قہر ہوتا ہے معصیت پر افسوس بھی نہیں ہوتا یہ بھی قہر کی علامت ہے۔ چنانچہ ابلیس کو افسوس بھی اپنی مردودیت پر نہیں ہوا۔

حسن ظن وحسن تربیت

ملفوظ (۱۵۹) فرمایا: عام لوگوں میں تو ننانوے عیب ہوں اور ایک بھلائی تو میری

نظر ان کی بھلائی پر جاتی ہے۔جس نے تربیت کیلئے اپنے آپ کو میرے سپرد کر رکھا ہو اس میں اگر ننانوے بھلائیاں ہوں اور ایک عیب ہو تو میری نظر عیب پر جاتی ہے۔

نالائق اولاد

ان کی مثال ایسی ہے جیسے زائد انگلی نکل آتی ہے اگر رکھا جائے تو عیب اور کاٹا جائے تو تکلیف۔

ذکر میں لذت

ملفوظ(۱۶۰) فرمایا: کہ ذکر میں لطف اور لذت کا حاصل ہونا ایک نعمت ہے اور نہ ہونا دوسری نعمت ہے یہ اول سے انفع ہے گوا لگ نہ ہو۔

نعمت

نعمت پر فخر کرنا کبر ہے اور اس کو عطائے حق سمجھنا اور اپنی نا اہلی کو مستحضر رکھنا شکر ہے۔حاجی صاحبؒ اس شعر کو بڑے درد سے بار بار پڑھتے تھے۔

اے خدا ایں بندہ را رسوا مکن ۔ گو بدم سر من پیدا مکن

تعلق باللہ

آدمی کو چاہئے کہ خدا سے صحیح تعلق پیدا کرے پھر اللہ تعالی بڑے بڑے متکبروں اور فرعون کی گردنیں اس کے سامنے جھکا دیتے ہیں۔

توکل

آدمی تدابیر کرے۔ دوا کرے اور پھر خدا پر بھروسہ رکھے یہ ہے اصل توکل۔

اعتقاد کو حال بناؤ

دنیا کے فانی ہونے اور آخرت کے باقی ہونے کا جیسا اعتقاد ہونا چاہئے اس کا دھیان کرو تا کہ یہ اعتقاد حال بن جائے۔

کوتاہی کا سبب

اعمال میں کوتاہی کا سبب حب دنیا اور عدم اعتماد آخرت ہے۔

علم اور صحبت

علم بھی بلا صحبت کے بیکار ہے صاحب صحبت بلا علم کی اصلاح زیادہ ہوتی ہے بنسبت صاحب علم بلا صحبت کے صحابہؓ سب کے سب عالم نہ تھے صرف صحبت سے پایا جو کچھ پایا اور ہمیشہ اہل اللہ نے صحبت ہی کا التزام رکھا۔ اتنی توجہ علم کی طرف نہیں جتنی صحبت کی طرف۔

تربیت

حضرت نے یہ بھی فرمایا: میں اپنے نفس پر اور اپنے خاص لوگوں پر شدید ہوں اور غیروں پر نہایت درجہ نرم ہوں۔

خطبہ وطریقۂ اخذ بیعت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ ونتوکل علیه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یهد ه الله فلا مضل له ومن یضلله فلاهادی له ونشهد ان لااله الاانت ونشهد ان سیدنا ومولانا عبده ورسوله صلی الله علیه وعلی اله وسلم تسلیما کثیرا کثیرا ان الذین یبایعونک انما یبایعون الله یدالله فوق ایدیهم فمن نکث فانما ینکث علی نفسه۔

میں توبہ کرتا ہوں کفر سے شرک سے بدعت سے اور سب چھوٹے بڑے گناہوں سے اور ایمان لاتا ہوں اللہ پاک پر اور اس کے سچے رسولؐ پر لاالہ الاللہ محمد رسول اللہ اور عہد کرتا ہوں کہ پانچوں وقت کی نماز پڑھوں گا اور رمضان شریف کے روزے رکھوں گا اگر مال ہوگا تو زکوۃ دوں گا اگر زیادہ گنجائش ہوگی تو حج کروں گا اور عہد کرتا ہوں کہ اللہ اور رسول ﷺ کے سب حکموں کو جہاں تک ہوسکے گا بجالاؤں گا اور جن چیزوں سے اللہ اور رسولؐ نے منع فرمایا ہے جہاں تک ہوسکے گا ان سے بچوں گا اگر کوئی خطاء ہوگئی تو فوراً توبہ کرلوں گا میں توبہ کرتا ہوں بیعت کرتا ہوں چاروں سلسلہ میں چشتیہ اور قادریہ اور نقشبندیہ اور سہروردیہ میں ،اے اللہ ان سب سلسلوں کی برکت ہم کو نصیب کر اور قیامت میں ان بزرگوں کے ساتھ اٹھا۔

(آمین یارب العالمین)۔

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں جو کوئی ہر جمعہ کو ایک بار سورہ کہف پڑھے انشا اللہ دوسرے جمعہ تک اس کا دل نور سے منور ہو گا۔

استقامت قلب

فرمایا: فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتُ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ استقامت قلب کیلئے گیارہ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنا مفید ہے۔

وسوسۂ شیطان سے حفاظت

رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَن يَّحْضُرُوْنِ ۔جس کے دل میں وسوسۂ شیطان بکثرت پیدا ہوتے ہیں وہ اس آیت کو بکثرت پڑھے انشاءاللہ وسوسہ سے محفوظ رہے گا۔

نور قلب

(اَلنُّوْرُ) اس کے ذکر سے نور قلب حاصل ہو گا۔

(الماجد) لقمے پر پڑھ کر کھائے تو تقویت قلب حاصل ہو گی ہمیشہ پڑھنے سے دل منور ہو گا۔

یااللہ قَوِّنِیْ قَلْبِیْ اے اللہ مجھے اور میرے قلب کو تقویت دے۔ ہر نماز کے بعد اور جب بھی کوئی تکلیف ہو تو دل پر سیدھا ہاتھ رکھ کر یہ دعاء بار بار پڑھے۔

دل اور روح

سینہ میں بائیں گوشت کا ایک لوتھڑا جولٹکا ہوا ہے۔اوراس کے جوف میں سیاہ قسم کا جما ہوا خون ہوتا ہے جو سوداء قلب کہلاتا ہے اور جب یہ لوتھڑا خون کو پمپ کر کے باہر کی طرف پھینکتا ہے تو اس کو دل کی دھڑکن سے تعبیر کرتے ہیں اسی طرح اطباء کہتے ہیں کہ روح اس بھاپ اسٹیم کا نام ہے جو قلب کے اندر خون سے پیدا ہوتی ہے اور شریانوں کے ذریعے سارے بدن میں پہنچ جاتی ہے۔لیکن تصوف کی اصطلاح میں جس چیز کو دل اور روح کہا جاتا ہے وہ اس ظاہری روح اور دل سے کسی قدر مختلف ہے۔تصوف کی اصطلاح میں روح اور دل دولطیف قوتیں ہیں جو انسان کے خالق نے اس ظاہری قلب وروح کے ساتھ پیدا کی ہیں جس طرح آنکھ دیکھنے کی کان سننے کی اور ہاتھ چھونے کی طاقت رکھتے ہیں اسی طرح خون کا یہ لوتھڑا جسے دل کہتے ہیں خواہشیں کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔تصوف کی اصطلاح میں دل اسی طاقت کا نام ہے جو انسان میں مختلف خواہشیں اور جزبات پیدا کرتی ہے۔

تصوف کا موضوع

دل کے سنورنے اور بگڑنے کا کیا مطلب ہے؟ وہ کن چیزوں سے سنورتا اور کن چیزوں سے بگڑتا ہے اس کی بیماریاں کیا ہیں؟ اوران کا علاج کیسے کیا جا سکتا ہے۔بس یہی باتیں تصوف کا موضوع ہیں۔

راحت والا ذکر

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں: جس ذکر سے تمہارے دل کو راحت ملے وہی ذکر پہلے اختیار کرلو ۔اس کو دل قبول جلد کریگا ہر وقت اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ایک کلمہ زبان پر جاری رکھو یہ کر کے دیکھو انقلاب آجائیگا دل میں ۔

دل کی اصلاح کا تیر بہدف نسخہ

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ ایک تو دین کی کتاب پڑھنا سننا مسائل دریافت کرنا اہل اللہ کے پاس جانا آنا کچھ دیر ذکر اللہ کرنا تو یہ اصلاح قلب میں بہت معین ہے۔ اسی ذکر کے وقت میں کچھ وقت محاسبۂ نفس کیلئے نکال لینا جس میں اپنے نفس سے اس طرح بات کرنا چاہیئے ۔اے نفس ایک دن دنیا سے جانا ہے موت بھی آنے والی ہے اس وقت یہ سب مال ودولت یہیں رہ جائیگا بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے اور خدا تعالی سے واسطہ پڑیگا اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائیگا اگر گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں اسلئے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کیلئے کچھ سامان کر یہ عمر بڑی قیمتی دولت ہے اس کو فضول مت برباد کر مرنے کے بعد تو اس کی تمنا کرے گا کہ کاش میں کچھ نیک عمل کرلوں جس سے مغفرت ہوجائے گی مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہوگی پس زندگی کو غنیمت جان اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کرلے۔

ذکراللہ کی بشاشت

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں: ذکراللہ سے لطافت کے ساتھ بشاشت بھی قلب میں بڑھ جاتی ہے اسلئے اہل اللہ زندہ دل ہوتے ہیں مردہ دل نہیں ہوتے۔

دل کی غذاء

ملفوظ(۱۶۲) فرمایا: جیسے پیٹ کی غذاء لگ ہے ماکولات ومشروبات اور آنکھ کی غذا الگ ہے، مبصرات اور کان کی غذاء الگ ہے، مسموعات اسی طرح دل کی بھی ایک غذاء ہے اور وہ محبت ہے، دل کی غذا محبت کے سوا کچھ نہیں، دل کو اس میں لذت آتی ہے۔ پھر جس کا محبوب ناقص ہو تو اس کی لذت ناقص ہوگی اور جس کا ایسا محبوب ایسا کامل ہو کہ اس سے زیادہ کوئی محبوب بھی نہ ہو اس کی لذت سب سے زیادہ ہوگی ایمان اور عمل صالح اختیار کرنے پر دنیا ہی میں غذائے روحانی یعنی حق تعالیٰ کی محبت کامل عطاء ہوگی جس سے زیادہ کوئی غذائے دل نہیں۔

قلب کا اثر

ملفوظ(۱۶۳) فرمایا: قلب کا اثر انسان کے کلام اور لباس تک میں ظاہر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اہل اللہ کے تبرکات میں اثر ہوتا ہے اور صحبت میں اس سے زیادہ اثر ہوتا ہے۔

پریشانیاں دور کرنے کی تدبیر

حضرت نے فرمایا: اپنے معاملات اللہ کے سپرد کر دینا چاہئے وہ جو چاہے کریں اس میں راضی رہے یہ بہترین تدبیر ہے کوئی تدبیر کر کے دیکھے۔

راحت حاصل کرنے کا گر

ملفوظ (۱۶۴) فرمایا: کہ ایک بار حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ کسی سے کسی قسم کی توقع مت رکھو یہ بات دین و دنیا کا گر ہے جس شخص کی یہ حالت ہوگی وہ افکار و ہموم سے نجات پائیگا۔

راحت کی چابی

ملفوظ (۱۶۵) فرمایا: کہ دنیا کو آدمی جس قدر مختصر کر لے اسی قدر راحت ہے۔

اہل اللہ کے قلب میں کسی کی ہیبت نہیں ہوتی

ملفوظ (۱۶۶) فرمایا: اہل علم (معرفت) کے دل میں کسی کی ہیبت نہیں ہوتی یوں کسی مضرت کی وجہ سے ڈر جائیں اور بات ہے ایسے آدمی کٹ کھنے کتے سے بھی ڈرتے ہیں مگر ان کے دل پر کسی کی ہیبت نہیں ہوتی۔

قلب کی صفائی

قلب کی صفائی اصلاح اعمال سے ہوتی ہے وظائف صرف معین ہوتی ہیں۔

دل کی اصلاح

قلب کی اصلاح سے اعمال درست ہوجاتے ہیں اصلاح ظاہر وباطن دونوں کی ضرورت ہے۔

دل کے اطمینان کانسخہ

اطمینان تب حاصل ہوگا جب خدا کی یاد بڑھے گی حزن گھٹے گا حق تعالی کی یاد سے جمعیت قلب حاصل ہوتی ہے۔

محبت الٰہی حاصل کرنے کا طریقہ

اگر اللہ تعالی کی محبت حاصل کرنا چاہتے ہوتو کسی اللہ والے کے دل میں بیٹھ جاؤاوراس کے ساتھ رہو۔انشاءاللہ اللہ تعالی سے محبت ہوجائے گی۔دوسرا ذکر اللہ کی کثرت کرتے رہو۔

خوف الٰہی پیدا کرنے کا طریقہ

شکر ہو استحضار نعمت کے ساتھ،اور استغفار ہو ندامت قلب کے ساتھ،جب یہ دونوں ملتے ہیں تو خشیت پیدا ہوتی ہے۔

توکل

حضرت تھانویؒ نے جواب دیا تم نے جو لکھا ہے کہ مجھے توکل حاصل ہے تم دعاء مانگتے ہو یہ اللہ تعالی سے تمہارا مانگنا خود توکل ہے توکل کے بہت سے درجات ہیں

ایک یہ بھی ہے کہ ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگی جائے جب تم نے اس کارساز کے سامنے ہاتھ پھیلا دئے تو یہی توکل ہے کہ تم نے اس ذات پر بھروسہ کرلیا۔

واقعہ دست نبویؐ

حضرت سیدنا احمد کبیر رفاعیؒ حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ کے ہم پایہ بزرگ ہیں اور ان کے ہم عصر بھی۔ احمد کبیر کی دربار نبوت میں حاضری ہوئی مزار اقدس کے سامنے جا کر دو شعر پڑھے جن کا مضمون یہ ہے کہ جب تک دور تھا دور سے سلام بھیجتا تھا اب دربار میں حاضر ہوں اپنا دست مبارک دیجئے میں اس کو بوسہ دوں نوے ہزار مسلمان اس وقت موجود تھے اکابر علماء بھی ان میں شامل تھے۔

دن کا وقت تھا سب نے دیکھا کہ روضۂ اقدس میں سے ہاتھ نکلا اورانہوں نے بوسہ دیا سب نے زیارت کی ان میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بھی تھے یہ مقام تھا ان کا مگر اتنے بڑے اعزاز والے کیا کرتے ہیں ایسے وقت میں ہم تو بہت خوش ہوں گے مگر انہوں نے کیا کیا دروازہ میں آکر لیٹ گئے سب کو قسم دی کہ مجھ پر گذر جائیں حقیقت میں یہی اولیاء اللہ ہیں دین کتابوں سے نہیں پھیلا اپنے بزرگوں سے دین پھیلا ہے حضرت سید کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے بھیک مانگنے والا کا ڈھیلا نہ بناؤ میری تعریف نہ کرو۔

دنیا میں جنت

سید احمد کبیرؒ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ سے دعاء کی ہے کہ مجھے دنیا میں اپنی ذات کا

دھیان عطاء کرنا۔ یہ اتنی بڑی نعمت ہے کہ کہنے کو تو آسان ہے کہ کسی چیز میں دل اٹکا نہ ہو صرف اللہ سے تعلق ہو ایسے شخص کو دنیا ہی میں جنت مل جاتی ہے

سکون قلب کا لاجواب نسخہ

کتنی تسکین ہے وابستہ تیرے نام کیساتھ۔ نیند کانٹوں پے بھی آجاتی ہے آرام کے ساتھا۔ اللہ رب العزت کی یاد میں کچھ ایسا لطف اور مزہ ہے کہ انسان کی سب پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ذکر اللہ شفاء القلوب ہے۔

اللہ کے ذکر کے اندر ایک فنائیت ہے اور اسی فنائیت کے ذریعہ انسان کے غم دور ہوتے ہیں جس سے اس کے دل کو سکون ملتا ہے۔

اصل دین

ملفوظ (۱۶۷) فرمایا: دنیا محض خادم دین ہے۔ تعلق مع اللہ، خدا کا خوف، خدا کا شوق، دنیا سے بے رغبتی اصل دین ہے۔

تعلق مع اللہ

خدا سے تعلق پیدا کرنا چاہئے اور غیر اللہ سے تعلق کم کرنا چاہئے ارشاد باری تعالی ہے۔ وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلَ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا۔ اور تو اپنے پروردگار کا ذکر کر اور ہر طرف سے بے تعلق ہو کر اس کی طرف متوجہ ہو۔ آدمی کو چاہئے کہ خدا سے صحیح تعلق پیدا کرے پھر اللہ تعالی بڑے بڑے متکبروں اور فرعون کی گردنیں اس کے سامنے جھکا

دیتے ہیں۔

غیر اللہ کی دوستی آخر دشمنی ہے

غیر اللہ کی دوستی کا انجام عداوت ہے جسکی دوستی کی بناء فاسد ہوگی آخر میں عداوت ہوگی۔

ذکر الٰہی کی اہمیت

ذکر کی کثرت سے انسان کی فکر کی گندگی دور ہوتی ہے۔

شیطان سے بچنے کا ہتھیار

دیکھئے بیت اللہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے ابرہہ نے چاہا تھا کہ اس گھر کے اوپر قبضہ جمائے اللہ تعالیٰ نے ابابیلوں کو مسلط کر دیا انہوں نے کنکریاں مار مار کر اس کے پورے لشکر کو کھائے ہوئے بھس کی طرح بنا دیا۔ بالکل اسی طرح انسان کا دل بھی اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اگر شیطان اس کی طرف قدم بڑھانا چاہے تو آپ **لاالٰہ الااللّٰہ** کی ضربوں سے اور اللہ اللہ کے الفاظ سے اس کے اوپر پتھروں کی بوچھاڑ کیجئے پھر دیکھئے کہ اللہ آپ کو شیطان سے محفوظ فرمالیں گے اسلئے قرآن پاک میں اللہ نے فرمایا: اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَامَسَّھُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّیْطَانِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَاھُمْ مُّبْصِرُوْن.

ترجمہ: بلاشبہ جنہوں نے تقوی اختیار کیا ہے انہیں جب شیطان کی طرف سے کوئی خیال بھی چھوتا ہے تو وہ اللہ کا ذکر کر لیتے ہیں تو ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

درحقیقت اللہ تعالیٰ کو ہم سے محبت ہے

ملفوظ (۱۶۸) فرمایا: محبت معرفت سے ہوتی ہے سو حق تعالیٰ کو تو ہماری معرفت ہے مگر ہم کو ان کی معرفت کہاں۔ پس ہماری محبت جو کہ بلا معرفت ہے محض برائے نام محبت ہے ورنہ حقیقت میں حق تعالیٰ کو ہم سے محبت ہے۔ فرمایا: توبہ واستغفار اور ہر روز پانچ سو مرتبہ کم از کم لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِا للّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم کو لازم پکڑ لو ایک ہفتہ میں سب مصیبت دور ہو جائے گی کیونکہ لَا حَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِا للّٰہ کَنْزٌ مِنْ کُنُوْزِ الْجَنَّۃ۔ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

مقصود سلوک

مقصود سلوک رضائے حق ہے اور اس کے بعد دو چیزیں ہیں طریق کا علم اور اس پر عمل سو طریق صرف ایک ہی ہے یعنی احکام ظاہرہ اور باطنہ کی پابندی اور اس طریق کی معین دو چیزیں ہیں ایک ذکر جس پر دوام ہو سکے۔ دوسرے صحبت اہل اللہ جس پر دوام ہو سکے جس کثرت سے ہو سکے۔

صلاحیت اور تقویٰ

ملفوظ (۱۶۹) فرمایا: صلاحیت اور تقویٰ تو بڑی چیز ہے اس کا تو اثر ہی دوسرا ہے برائے نام ہی کوئی تھوڑی دیر کیلئے حق تعالیٰ کے طرف رجوع ہو کر دیکھ لے کہ کیا رحمت ہوئی۔

صلوۃ استسقاء کی برکت

دیکھو استسقاء کی دو ہی رکعت ہیں جو بہت سے بہت دس منٹ میں ہو جاتی ہیں لیکن باستثناء شاذ و نادر کے بہت کم ایسا ہوا ہے کہ مؤثر نہ ہوں۔ جب کبھی پڑھی گئی بارش ضرور ہوئی ہے کوئی رجوع ہو کر دیکھ لے۔

مقام سندیلہ کی نماز استسقا کا قصہ

سندیلہ ایک مقام ہے وہاں ایک مرتبہ امساک باراں ہوا قحط ہو گیا مخلوق بہت پریشان ہوئی استسقاء کی نماز کئی روز پڑھی گئی بارش نہ ہوئی وہاں کے روساء کے پاس بازاری عورتیں آئیں اور انہوں نے عرض کیا کہ صاحبو! یہ سب ہماری بداعمالی کے نتیجے ہیں ہم تباہ کار سیہ رو ہیں ہماری نحوست سے تم کو بھی یہ پریشانی ہوئی ہم کو اجازت دے دیجئے کہ ہم بھی میدان میں جمع ہو کر توبہ کریں لیکن جب ہم جمع ہوں تو ایسا انتظام کر دیجئے کہ وہاں جنگل میں کوئی شخص ہمارے پاس نہ آوے ایسا نہ ہو کہ بجائے رحمت کے اور زیادہ غضب نازل ہو۔ چنانچہ انتظام کر دیا گیا اور وہ سب وہاں گئیں اور سجدے میں پڑ کر رونا شروع کیا اور کہا کہ اے اللہ یہ ہماری نحوست ہے ہم بہت گنہگار ہیں ہم بہت سیاہ رو ہیں ہماری وجہ سے مخلوق کو پریشان نہ کیجئے اور جو جو کچھ بن سکا حق تعالی کی جناب میں عرض کیا حق تعالی کو عاجزی پسند ہے ناقل اس حکایت کے یوں کہتے تھے کہ انہوں نے سر نہیں اٹھایا تھا کہ بارش شروع ہوئی اور خوب ہوئی مولانا رومی فرماتے ہیں۔

مابروں رانںگریم وقال را۔ مادروں رابنگریم وحال را

ہم ظاہر اور قال کو نہیں دیکھتے ہیں ہم باطن اور حال کو دیکھتے ہیں۔

پس جب کہ باوجود ہماری اتنی کوتاہیوں کے تھوڑی سی توجہ میں رحمت ہو جاتی ہے تو اگر ہم پوری اصلاح کرلیں اپنی اور دل سے توبہ اور رجوع الی الحق کریں تو کیسے رحمت نہ ہوگی۔

عاشق کہ شد یار بحالش نظر نہ کرد ۔ اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

کوئی شخص ایسا نہیں کہ عاشق ہوا ہو اور محبوب نے اس کے حال پر نظر نہ کی ہو، اے صاحب تمہیں درد ہی نہیں ہے ورنہ طبیب موجود ہے۔

نماز توبہ

دو رکعت نفل نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر یہ دعاء مانگو۔ اے اللہ ! میں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں میں فرمانبرداری کا ارادہ کرتا ہوں مگر میرے ارادہ سے کچھ نہیں ہوتا اور آپ کے ارادہ سے سب کچھ ہوتا ہے میں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی۔ اور آپ ہی کے اختیار میں ہے میری اصلاح اے اللہ ! میں سخت نالائق ہوں سخت خبیث ہوں سخت گناہ گار ہوں میں تو عاجز ہو رہا ہوں آپ ہی میری مدد فرمائے۔ میرا قلب ضعیف ہے گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں آپ ہی قوت دیجئے میرے پاس کوئی سامان نجات نہیں آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کر دیجئے اے اللہ ! جو گناہ میں نے اب تک کئے ہیں انہیں تو اپنی رحمت سے معاف

فرما کو میں یہ نہیں کہتا کہ آئندہ ان گناہوں کو نہ کروں گا میں جانتا ہوں کہ پھر کروں گا لیکن پھر معاف کرالوں گا۔غرض اسی طرح روزانہ اپنے گناہوں کی معافی اور عجز کا اقراراور اپنی اصلاح کی دعاءاوراپنی نالائقی کوخوب اپنی زبان سے کہہ لیا کروصرف دس منٹ روزانہ یہ کام کرلیا کرولو بھائی دوابھی مت پیو بد پرہیزی بھی مت چھوڑو صرف اس تھوڑے سے نمک کا استعمال سوتے وقت کرلیا کروآپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعدغیب سے ایسا سامان ہوگا کہ ہمت بھی قوی ہوجائے گی شان میں بھی بٹہ نہ لگے گا۔دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی غرض غیب سے ایسا سامان ہوجائیگا کہ آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔

تفسیر شیخ الہندؒ

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيَاةً طَيِّبَةً وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْ يَعْمَلُوْن .

کے تحت علامہ شبیرعثمانیؒ فرماتے ہیں ۔یہاں تمام اعمال صالحہ کے متعلق عام ضابطہ بیان فرماتے ہیں۔حاصل یہ ہے کہ جوکوئی مرد یاعورت نیک کاموں کی عادت رکھے بشرطیکہ وہ کام صرف صورۃً نہیں بلکہ حقیقتاً نیک ہوں۔یعنی ایمان اورمعرفت صحیح کی روح اپنے اندر رکھتے ہوں تو ہم ان کوضرور پاک اور ستھری اورمزیدارزندگی عنایت کریں گے مثلاً دنیا میں حلال روزی قناعت وغنائے قلبی سکون وطمانیت،ذکراللہ کی لذت،حب الٰہی کا مزہ،ادائے فرض عبودیت کی خوشی کامیاب مستقبل کا تصور تعلق مع

اللہ کی حلاوت جس کا ذائقہ چکھ کرایک عارف نے کہا تھا۔

چوں چتر سنجری رخ بختم سیاہ باد۔ دردل اگر بود ہوس ملک سنجرم

زانگہ کہ یافتم خبراز ملک نیم شب۔ من ملک نیم روز بیک جونمی خرم

نیم روز کے علاقہ میں جو ملک سنجرم میں ہے ایک بزرگ یادالٰہی میں مشغول رہتے اور اپنے متعلقین کوخوب اللہ اللہ سکھاتے حتیٰ کہ ان کی خدمت میں ہر وقت دو تین سو سالکین حاضر رہتے علاقہ میں ان کی دھوم مچی علاقۂ سنجرم کے بادشاہ کوان کے حالات واقعات کا پتہ چلا تو اس نے ازراہ عقیدت یہ فیصلہ کیا کہ نیم روز کا علاقہ اس بزرگ کو ہبہ کردیا جائے تا کہ وہ اپنے مہمانوں کے قیام وطعام کا بندوبست آسانی سے کرسکیں چنانچہ اس نے ایک رقعہ لکھ کراپنے نمائندہ کواس بزرگ کی خدمت میں بھیجا کہ میں نے آج سے نیم روز کے علاقہ کی شاہی آپ کے حوالہ کردی اس بزرگ نے رقعہ پڑھا تو اس کی دوسری طرف دو باتیں لکھیں: (۱) میرے بخت کالی رات کی طرح سیاہ ہوجائیں اگر میں تیری پیش کش کوقبول کروں (۲) جب سے مجھے نیم شب کی شاہی نصیب ہوئی ہے اس وقت سے نیم روز کی بادشاہی مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں رہی، ایک بزرگ نے فرمایا کہ اگر سلاطین کوخبر ہوجائے کہ شب بیداروں کواٹھنے میں کیا لذت ودولت حاصل ہوتی ہے تو اس کوچھین نے کیلئے اسی طرح لشکرکشی کریں گے جیسے ملک گیری کیلئے کرتے ہیں۔ بہرحال مومن قانت کی پاک اورمزہ دارزندگی یہیں سے شروع ہوجاتی ہے قبر میں پہنچ کراس کا رنگ اورزیادہ نکھر جاتا ہے آخرانتہاء اس

حیات طیبہ پر ہوتی ہے جس کے متعلق کہا ہے حیاۃ بلا موت وغنی بلا فقر وصحة بلا سقم وملك بلا هلاك وسعادة بلا شقاوة رزقنا اللّٰه بفضله اياه۔

سلوک کی چار منزلیں

حضرت مولانا حکیم اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سلوک کی چار منزلیں ہیں (۱) ذکر اللہ (۲) ذکر کی لذت (۳) ذکر اللہ کی بھرپور لذت اور معصیت کی آمیزش (۴) مکمل لذت یا مکمل قرب۔ حضرت نے خواب میں دیکھا کہ ایک کنواں کھودا جا رہا ہے اس کی تعبیر آپ نے اس طرح نکالی اول دس گز صرف مٹی کھودی جاتی ہے یہ پہلی منزل ہے۔ دوسری منزل میں دس گز کے بعد۔ گیلی اور نرم مٹی آتی ہے۔ پھر دس فٹ کے بعد کیچڑ اور پانی۔ اور پھر دس گز کے بعد صاف ستھرا پانی نکل آتا ہے۔ اسی کو مولانا رومی فرماتے ہیں۔

گر ز چاہی می کنی ہر روز خاک ۔ عاقبت اندر رسی در آب پاک

جرعۂ خاک آمیز چوں مجنوں کند۔ صاف اگر باشد ندانم چہ کند

اولیاء اللہ بننے کے پانچ اصول

(۱) صحبت اہل اللہ۔

(۲) مداومت ذکر اللہ۔

(۳) گناہوں سے محافظت۔

(۴) اسباب گناہ سے محافظت۔

(۵) مواظبت طریق سنت۔

ہر فن کیلئے استاد کی ضرورت۔

حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ فرماتے ہیں:

گر روی صد سال در راہ طلب۔ راہ بر نبود چہ حاصل زاں تعجب

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر۔ گرچہ ماند در نوشتن شیر وشیر

عارف شیرازیؒ فرماتے ہیں کہ

اے صوفی شراب شود صاف۔ کہ در شیشہ بماند اربعینے

پس چالیس دن شیشۂ قلب میں محبت الٰہی کی شراب کو بساؤ تمہارے قلب کو اطمینان ہو جائے گا۔ اسلئے بندہ کو اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے حدیث پاک میں آپ ﷺ فرماتے ہیں۔ لَوْ یَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَاعِنْدَاللّٰہِ مِنَ الْعُقُوْبَۃِ مَاطَمِعَ فِیْ جَنَّتِہٖ اَحَدٌ وَلَوْ یَعْلَمُ الْکَافِرُ مَاعِنْدَاللّٰہِ مِنَ الرَّحْمَۃِ مَاقَنَطَ مِنْ رَّحْمَتِہٖ اَحَدٌ۔

سختی برائے اصلاح

ملفوظ (۱۷۰) فرمایا: حضرت مولانا دیوبندی محمود الحسنؒ کی بھی آخر میں یہی رائے ہوگئی تھی کہ بعض کیلئے تشدد کی ضرورت ہے چنانچہ ایک معتبر شخص مجھ سے حضرت کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ متکبرین کو تھانہ بھون بھیجنا چاہئے۔

وہاں ہی درست ہو سکتے ہیں تھانہ بھون یعنی میرے پاس۔ یہ اس کی طرف اشارہ ہے

کہ حضرت حکیم الامتؒ اصلاح کی خاطر دلسوزی سے متکبرین وغیرھم پر سختی فرماتے تھے۔مگراس سختی میں بھی دراصل شفقت پوشیدہ ہوتی تھی۔بقول عارف باللہ حضرت خواجہ عزیزالحسن مجذوب ۔

منبع صد کرم تیرا لطف بھرا عتاب تھا۔سارے تعلقات کا وہی تو فتح باب تھا۔

واقعی ایسی سختی پر ہزارو شفقتیں قربان ہوں ۔اسی لئے آپ کے متعلقین اس سختی سے بھاگتے نہ تھے۔ بلکہ بزباں حال کہتے تھے۔

ٹلوں گا میں نہ ہرگز لاکھ ہو تو خشمگیں ساقی

کہ جو مے سب سے بہتر ہے وہ ملتی ہے یہاں ساقی

علاقہ، جنت وجہنم

علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے فرمایا: ساتویں آسمان سے عرش تک جنت کا علاقہ ہے اور نیچے سب دوزخ کا علاقہ ہے لیکن بعض چیزیں جنت کی عاریت آئی ہیں جیسے حدیث میں ہے۔مَابَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃ۔یعنی وہ حصہ جنت سے آیا ہوا ہے وہیں چلا جائیگا۔

حدیث بخاری میں ہے کہ جنت الفردوس مانگو کیوں کہ فردوس کی چھت عرش ہے۔پھر فرمایا: امام غزالیؒ کی تحقیق یہ ہے کہ ایک مخزن ہے آگ کا۔جس کو تمام عالم میں پھیلا کر دوزخ بنا دیا جائیگا۔اور موجودہ سائنس کا نظریہ یہ ہے کہ پانی وہوا میں بھی بجلی ہے اگرچہ ضعیف ہے اور زمین بھی بجلی ہے۔گویا سب چیزیں نار بننے کیلئے مستعد ہیں۔

پھراس کے ساتھ میری رائے یہ ہے کہ ہمارے ان اعمال میں بھی نار بننے کی صلاحیت واستعداد موجود ہے۔لہذا یہ اعمال بھی نار بن جائیں گے۔وَوَجَدُوْا مَاعَمِلُوْا حَاضِرًا وَّلَا یَظْلِمُ رَبُّکَ اَحَدًا ۔اس کے بعد فرمایا: قبر میں تمام اعمال مصور ہوکر آئیں گے چنانچہ ابوداؤد و مسند احمد وغیرہ کی حدیث میں ہے کہ قبر میں ایک شخص حسین وجمیل شکل والا بہترین پاکیزہ لباس میں مردہ کے پاس آئیگا اور وہ عمل صالح ہوگا اور ایک شخص بدصورت ہیبت ناک شکل میں آئیگا اور وہ عمل بد ہوگا۔یہ بھی فرمایا: کہ جس قدر نیکیاں ہیں وہ محشر میں سواریاں ہوجائیں گی اور بدیاں بوجھ ہوجائیں گی اسی لئے قرآن مجید میں اوزار کا لفظ ہے یعنی بوجھ کیونکہ نیکیوں پر بمشکل اپنے آپ کو چڑھایا تھا اور بدیوں پر لذت کی وجہ سے بطوع ورغبت سوار ہوا تھا۔

صحت نماز کیلئے ادنیٰ شرط

حضرت شیخ الاسلامؒ نے فرمایا: صحت نماز کیلئے حضورِ قلب کا ادنی درجہ شرط ہے اور وہ یہ کہ کم از کم کسی رکن میں خیال ہو کہ میں ادا کررہا ہوں۔

انسانی طبع کا خاصہ

انسان کوئی کام خواہ دنیاوی ہو یا دینی جسمانی ہو یا روحانی جب شروع کرتا ہے تو طبیعت بوجہ عدم عادت اس سے گھبراتی ہے اور الجھتی ہے پھر آہستہ آہستہ اس سے مناسبت پیدا ہوتی رہتی ہے اور آخر کار اس سے الفت پیدا ہوکر طبیعت ثانیہ کا ظہور ہوجاتا ہے۔تمہارا یہ کام ہے کہ اس کریم کے دروازہ کو کھٹکھٹاتے رہو کیونکہ جو دروازے پر

دستک دیتا رہتا ہے لامحالہ کھول دیا جاتا ہے۔

ملفوظ (۱۷۱) فرمایا: اللہ اپنے فضل وکرم سے اپنے مقرب بندوں کو واسطہ بنا کر فیض پہنچاتا ہے اوران کی صورت روحانی کو ظاہر کرتا ہے اشخاص کو بھی خبر نہیں ہوتی یہ قدرت کے کارخانے میں تعجب کی بات نہیں۔

لمحات زندگی کی قدر کیجئے

لمحات زندگی کو ضائع نہ کرو یہ زمانہ کھیتی کا ہے اس کا ہر ہر سکنڈ ہیرے اور زمرد سے زیادہ قیمتی ہے۔ جس قدر ہو اس کو ذکر الٰہی میں صرف کرو۔

طریقۂ اصلاح

اپنے مصلح اور ہادی سے اصلاح اور فائدہ جب ہوتا ہے کہ آدمی اپنے آپ کو اس طرح سپرد کردے جس طرح مردہ نہلانے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ **کَالْمَیِّتِ فِی یَدِالْغَسَّال** ۔ نیز یک در گیر محکم گیر پر عامل ہو جس شخص کا دروازہ پکڑا ہے اس کو مضبوطی سے پکڑنا چاہئے آج یہاں کل وہاں نہ ہونا چاہئے۔ (حضرت مولانا محمد رسول خان اجل خلفائے تھانویؒ)۔

قومیت کی بنیاد

قومیت کی بنیاد چار ہیں ۔ زبان۔ مذہب۔ نسل ۔ اور وطن۔ افغانوں کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ ان میں یہ چار عناصر یک جا پائی جاتی ہیں۔ ان کی زبان بھی ایک ہے یعنی پشتو، علاقہ بھی ایک ہے۔ مذہب بھی ایک ہے۔

اور نسل بھی ایک ہے۔

عذاب قبر سے حفاظت

ایک بزرگ نے فرمایا: جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے دفن کرنے سے پہلے سورۃ القدر سات مرتبہ اول وآخر درود شریف سات مرتبہ پڑھ کر مٹی پر پھونک کر میری قبر پر چھڑک دینا اس کی برکت سے عذاب قبر سے آدمی محفوظ ہوتا ہے۔

شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کے تھپڑ کھانے کا واقعہ

میری عمر تین یا چار سال کی تھی اچھی طرح چلنا بھی بے تکلف نہیں سیکھا تھا سارا منظر خوب یاد ہے اور ایسی باتیں اوقع فی الذہن ہوا کرتی ہیں میری والدہ نور اللہ مرقدہا کو مجھ سے عشق تھا ماؤں کو بہت محبت تو ہوا ہی کرتی ہے مگر حقیقی محبت ان کو تھی اللہ ان کو بہت بلند درجہ عطا فرمائے انہوں نے میرے ایک خوبصورت چھوٹا سا تکیہ سیا تھا ایک بالشت میری موجودہ بالشت سے چوڑا اور ڈیڑھ بالشت لمبا وہ مجھے اتنا محبوب تھا کہ بجائے سر کے میرے سینے کے اوپر رہا کرتا تھا کبھی اس کو پیار کرتا کبھی سینے سے چمٹایا کرتا والد صاحب نے آواز دیکر فرمایا کہ زکریا مجھے تکیہ دیدے مجھ میں پدری محبت نے جوش مارا اور اپنے نزدیک ایثار اور گویا دل پیش کر دینے کی نیت سے میں نے کہا کہ میں اپنا تکیہ لے آؤں فرمایا: کہ ورے آ میں نے انتہائی ذوق وشوق میں کہا کہ ابا جان اس نیاز مندی سعادتمندی پر بہت خوش ہوں گے دوڑا ہوا گیا انہوں نے بائیں ہاتھ سے میرے دونوں ہاتھ پکڑ کر داہنے ہاتھ سے میرے منہ پر ایسا زور سے تھپڑ رسید کیا

کہ آج تک تو اس کی لذت بھولا نہیں اور مرتے وقت تک امید نہیں کہ بھولوں گا اور یوں فرمایا: کہ ابھی سے باپ کے مال پر یوں کہتا ہے کہ اپنا لاؤں کچھ کما کر ہی کہتا کہ اپنا لاؤں اللہ کا ہی کا فضل وکرم اور محض اس کا ہی لطف واحسان ہے کہ اس کے بعد سے جب بھی یہ واقعہ یاد آتا ہے تو دل میں یہ مضمون پختہ ہوتا چلا جاتا ہے کہ اپنا اس دنیا میں مال نہیں، اور اللہ کا شکر ہے کہ دن بدن یہ مضمون پختہ ہی ہوتا جارہا ہے۔

کبر اور عجب

حضرت گنگوہیؒ کا ارشاد ہے کہ اولیاء اللہ کے دل سے سب سے بعد میں جو رذیلہ نکلتا ہے وہ کبر اور عجب ہے اس میں بڑے بڑے اولیاء مبتلا ہیں۔

ناراضگی حق کی علامت

اگر کوئی جاننا چاہے کہ خدا مجھ سے ناراض ہے یا راضی تو دیکھ لے کہ اگر لایعنی میں لگا ہے تو ناراض ہے یہ سب سے بڑی لعنت ہے لایعنی کی ۔اس دروازے پر سب سے سخت پہرہ بیٹھایا حضور ﷺ نے۔(مفتی شفیعؒ)

شیخ کامل کی علامت

شیخ کی کرامت طالب کے اندر اہتمام دین پیدا کرنا ہے اور جس کے پاس بیٹھ کر یہ بات پیدا ہو جائے وہی شخص کامل ہے۔

خشوع وخضوع

مفتی شفیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خشوع وخضوع نماز میں دو لفظ آتے ہیں خشوع

ظاہری سکون، اور خضوع باطنی سکون کو کہتے ہیں۔

آسان استخارہ

مفتی صاحبؒ کہتے ہیں۔استخارہ کرنے کے بعد ندامت نہیں ہوتی میں تو چھوٹا سا استخارہ پڑھ لیتا ہوں نماز کے بعد یا سوتے وقت **اَللّٰھُمَّ خِرْ لِی وَاخْتَرلِی ۔** گیارہ مرتبہ پڑھ لیتا ہوں اور یہ حدیث میں آیا ہے۔

ڈاکٹر عبدالحیؒ خلیفہ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں۔محبت الٰہی تو اہل اللہ کی صحبتوں میں سینوں کے اندر منتقل ہونے والی چیز ہے۔اگر تنہائی میں کی جائے تو جنون ہو جائیگا محبت نہ ہوگی۔

ملفوظ (۱۷۲) فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کی محبت چاہتے ہو تو کسی اللہ والے کے دل میں بیٹھ جاؤ اور اس کے ساتھ رہو انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ سے محبت ہو جائیگی دوسرے ذکر اللہ کی کثرت کرتے رہو۔

جب تک کسی اللہ والے کا ہاتھ نہ پکڑا جائے مسئلہ حل نہیں ہوتا

ملفوظ (۱۷۳) فرمایا: علم کو عمل میں لانے کیلئے کچھ دشواریاں ہیں کچھ اور نفس اور شیطان کے کید ہیں جب تک کسی اللہ والے کا ہاتھ نہ پکڑا جائے یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا۔

وظیفہ کی تعداد

اوراد و ظائف کے سلسلہ میں ایک بار فرمایا: میں نے دوستوں سے دو باتوں کی قید

اٹھا دی ہے۔ایک تعداد کی دوسرے وقت کی۔فرمایا: اوراد و وظائف کی تعداد کچھ مقرر نہیں ہے۔تعداد مقرر کی جاتی ہے تسلی کیلئے تاکہ تسلی ہو جائے کہ ہم نے پڑھ لیا مقصد تو رجوع الی اللہ ہے ایک تسبیح پڑھ لی موقع نہ ہو ۳۳ مرتبہ پڑھ لیا اتنا بھی موقع نہ ملا تو ۱۱ مرتبہ پڑھ لیا یہ بھی نہیں ہوسکا تو ۳ مرتبہ پڑھ لیا۔

ضرورت شیخ

ارشاد مولانا مسیح اللہ جلال آبادیؒ: کوئی کمال بدون استاذ کے حاصل نہیں ہوتا تو جب اس راہ طریقت میں آنیکی توفیق ہو استاذ طریق کو ضرور تلاش کرنا چاہئے۔

گر ہوائے ایں سفر داری دلا۔دامن رہبر بگیر و پس بیا

بے رفیقے ہر کہ شد در راہ عشق۔عمر بگذشت ونشد آگاہ عشق

یعنی اے دل اگر اس سفر کی خواہش ہو تو رہبر کا دامن پکڑ کر چلو اسلئے کہ جو بھی عشق کی راہ میں بغیر رفیق کے چلا اس کی عمر گزر گئی اور وہ عشق سے آگاہ نہ ہوا۔

شیخ کامل کی پہچان

بقدر ضرورت دین کا علم ہو، خواہ تحصیل علم سے یا صحبت علماء محققین سے، کسی شیخ کامل صحیح سلسلہ سے مجاز ہو، خود متقی پرہیز گار ہو، اور صغائر پر اصرار سے بچتا ہو، کافی مدت شیخ کی خدمت میں مستفیض ہوا ہو، خواہ بمکاتبت خواہ بمجالست۔اہل علم وفہم اس کو اچھا سمجھتے ہوں، اور اس کی طرف رجوع کرتے ہوں، اس کی صحبت سے آخرت کی رغبت محبت الٰہی کی زیارت اور محبت دنیا سے نفرت محسوس ہوتی ہو، اس کے مریدین

میں سے اکثر کی حالت شریعت کے مطابق ہو، اس میں حرص وطمع نہ ہو، خود بھی ذاکر وشاغل ہو، مریدین کو آزادانہ چھوڑے، بلکہ جب کوئی ان کی کوئی نامناسب بات دیکھے یا معتبر ذریعے سے معلوم ہوتو روک ٹوک کرے، اور ہر ایک کو اس کے حال واستعداد کے مطابق ہدایت کرے، ہر ایک کو ایک لکڑی سے نہ ہانکے، جس میں یہ علامات پائی جائیں وہ شخص اس قابل ہیکہ اس کو شیخ بنائے، اور اس کو اکسیر اعظم سمجھے، اور اس کی زیارت وخدمت کو کبریت احمر جانے، ان کمالات وعلامات کے بعد پھر شیخ کامل میں کشف وکرامات تصرف وخوارق کو ہرگز نہ دیکھے کہ ان کا ہونا شیخ کامل کیلئے ضروری نہیں۔

حضرت تھانویؒ نے فرمایا: شیخ کامل کی پہچان یہ ہے کہ شریعت کا پورا متبع ہو بدعت اور شرک سے محفوظ ہو کوئی جہل کی بات نہ کرتا ہو، اس کی صحبت میں بیٹھنے کا اثر یہ ہو کہ دنیا کی محبت گھٹتی جائے اور حق تعالی کی محبت بڑھتی جائے۔ اور جو مرض باطنی بیان کرو اس کو توجہ سے سن کر اس کا علاج تجویز کرے اور جو علاج تجویز کرے اس سے دم بدم نفع ہوتا چلا جائے اور اس کی اتباع کی بدولت روز بروز حالت درست ہوتی جائے۔

ملفوظ (۱۷۴) فرمایا: کہ کامل مکمل وہی ہے جو قدم بقدم ہو جناب رسول اللہ ﷺ کے جس کا ظاہر مثل ظاہر پیغمبر ﷺ کے اور جس کا باطن ہو مثل پیغمبر ﷺ یعنی ہر امر اور ہر حال میں پیغمبر ﷺ ہی اس کے قبلہ وکعبہ ہوں۔ فرمایا: فناء کا درجہ اعلی درجہ ہے محبت کا یعنی تمام تعلقات غیر اللہ اس قدر مغلوب ہو جائیں کہ کوئی نہ معبود ہونے میں

شریک رہے جو حاصل ہے لا الہ الا اللہ کا اور نہ مقصود ہونے میں شریک رہے جو حاصل ہے۔ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ اَحَدًا ۔ کا اور نہ سالک کی نظر میں موجود ہونے میں شریک رہے جو حاصل ہے۔ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ کا فرمایا: کہ جو شخص اعلیٰ درجہ کا محبّ ہوتا ہے اس کے افعال عقل معاش اور دنیوی مصلحت کے خلاف ہونے لگتے ہیں اسی لئے دنیا داران کو پاگل و مجنوں کا لقب دینے لگتے ہیں۔

چنانچہ کفار مکہ نے صحابہ کو السفہاء کہا تھا کیونکہ وہ حضرات سب اعزہ و اقارب کو چھوڑ کر اور مال و متاع کو خیر باد کہہ کر ایمان لائے تھے۔

ملفوظ (۱۷۵) فرمایا: اندھے مادرزاد کو کیا خبر کہ نظر کسے کہتے ہیں اور روشنی کیسی ہوتی ہے عنین کیا جانے کہ نکاح میں کیا مزہ ہے اور منکوحہ کیسی قابل قدر چیز ہے اسی طرح جن کی باطنی آنکھیں پٹ ہیں وہ باطنی دولت کی حقیقت کیا سمجھیں۔

ملفوظ (۱۷۶) فرمایا: کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں خاص برکت کا راز یہ ہے کہ جو شخص آپ کی ہیئت بناتا ہے اس پر خدا تعالیٰ کو محبت اور پیار آتا ہے کہ یہ میرے محبوب کا ہم شکل ہے پس یہ وصول کا سب سے اقرب طریق ہے۔

مجاہدہ کی ضرورت

اعمال صالحہ میں مشقت ہمیشہ رہتی ہے کیونکہ اعمال نفس کی خواہش کے خلاف ہیں نفس ان کے بارے میں قلیل یا کثیر منازعت ضرور کرتا ہے اسی لئے مخالفت نفس کی عمر

بھرضرورت ہے مبتدی کو بھی اور منتہی کو بھی دونوں ہی کو کبھی نہ کبھی اعمال میں منازعت کی وجہ سے کسل بھی پیش آتا ہے مبتدی کو زیادہ اور منتہی کو کم اس کسل ہی کو دفع کرنے کیلئے مجاہدہ کی ضرورت ہے نیز کسی وقت دونوں کا نفس اپنے اپنے مرتبہ کے اعتبار سے معاصی کا تقاضا کرتا ہے اس کے مقابلہ کیلئے بھی مجاہدہ کی دونوں کو ضرورت ہے۔

ملازمت چھوڑنا

ملفوظ(۱۷۷) فرمایا: ایک دفعہ حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ نے حضرت حاجی صاحب نوراللہ مرقدہ سے عرض کیا کہ حضرت میں ملازمت چھوڑنا چاہتا ہوں ۔حضرت حاجی صاحب نے فرمایا: مولوی صاحب ابھی تو پوچھ ہی رہے ہو پوچھنا دلیل تردد کی ہے اور تردد دلیل ہے خامی کی اور خامی میں نوکری چھوڑنا مناسب نہیں۔

ملفوظ(۱۷۸) فرمایا: حال۔پیدا ہوتا ہے دوام عمل سے اور کسی قدر ذکر اور معیت کاملین سے۔

شراب عشق

ملفوظ(۱۷۹) فرمایا: کہ مبتدی متوسط اور منتہی کی ایسی مثال ہے جیسے ایک شخص نے تو شراب کبھی پی ہی نہ ہو اسلئے ہوس میں ہے یہ تو مبتدی ہے۔ایک شخص نے شراب پینا شروع کیا ہے اسلئے مست ہے یہ متوسط ہے۔اور ایک شخص برسوں سے پینے کا عادی ہے اس کو کسی قدر تو نشہ ہوتا ہے مگر زیادہ نہیں یہ منتہی ہے۔

ذکر بے لذت

ملفوظ(۱۸۰) فرمایا: کہ ذکر بے لذت پر بھی مداومت کرنے سے معیت حق کا انکشاف اور قلب کو صحت حاصل ہوتی ہے جس کے سامنے ساری لذتیں گرد ہیں۔

ملفوظ(۱۸۱) فرمایا: کہ بواسطہ دیدار کی صورت یہ ہے کہ مخلوقات ومصنوعات میں حق تعالیٰ کی صفات قدرت کا مشاہدہ کرے کیونکہ مصنوع سے بھی صانع کا دیدار ہوجاتا ہے۔ چنانچہ زیب النساء کا شعر ہے:

در سخن مخفی منم چوں بوئے گل در برگ گل ۔ ہر کہ دیدن میل دارد در سخن بیند مرا

بندہ کی غلامی کا راز

ملفوظ(۱۸۲) فرمایا: کہ غلامی کا راز یہ ہے کہ اس نے عبداللہ بننے سے انکار کر دیا تھا اس لئے سزا کے طور پر عبداللہ کا عبد بنایا گیا جو کہ بالکل عقل کے موافق ہے چنانچہ سلاطین بھی جب کوئی بادشاہ بغاوت کرتا ہے تو اس کو قید کر کے معمولی جیلر کی سپر دگی میں دیدیتے ہیں۔

عمل کی برکت

ملفوظ(۱۸۳) فرمایا: کہ احوال صادقہ عمل ہی کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں اسکے بغیر محض تکلف وتصنع ہے چنانچہ رافضیوں کا رونا محض تکلف ہی سے ہوتا ہے ورنہ جس کو واقعی رنج کی وجہ سے رونا آتا ہو کیا وہ کہیں رونے کے بعد مٹھائی تقسیم کرتا ہے۔

صبر و تحمل

ملفوظ (۱۸۴) فرمایا: طریق طلب میں تحمل اور بردباری کرنا ہی اس طریق کا ادب ہے،

بدخوئی کا تحمل

ملفوظ (۱۸۵) فرمایا: کہ اگر کوئی شخص کسی کی بدخوئی کی شکایت کرے تو سمجھ لو کہ یہ شاکی صاحب بدخو ہیں اس
لئے کہ اگر خوش خو ہوتے تو یہ اسکی بدخوئی کا تحمل کرتے شکایت نہ کرتے پھرتے۔

اخلاق کا خلاصہ

ملفوظ (۱۸۶) فرمایا: تمام احادیث کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام اخلاق کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی کو دوسرے سے تکلیف نہ پہونچے چنانچہ حدیث میں ہے کہ اپنے بھائی کی لکڑی نہ اٹھائے کیونکہ وہ پریشان ہوگا۔ **لَا لَاعِبًا وَلَا جِدًّا** یعنی نہ ہنسی میں نہ بقصد۔ ایسی ہنسی سے ممانعت کی علت یہی اذیت ہے۔

اتفاق کا راز

ملفوظ (۱۸۷) فرمایا: کہ اتفاق کا راز یہ ہے کہ کسی کا بار دوسرے پر نہ ہوحتی کہ بھائی کے نوکروں سے بھی کبھی کام نہ لے کہ ممکن ہے کہ کبھی تنگ دلی پیدا ہو اور کوئی چیز حقیر مثلا سوختہ کی لکڑی بھی لے تو قیمتاً لے چنانچہ حکمائے عرب کا قول ہے. **تُعَاشِرُوْا کَالِاخْوَان وَتُعَامِلُوْا کَالْاَجَانِب** . ترجمہ: بھائی بھائی بن کر رہو لیکن معاملہ غیر بن کر کرو۔

حرص کا علاج

ملفوظ (۱۸۸) فرمایا: حق تعالی نے انسان کو یہ حکم نہیں دیا ہے کہ اپنی شہوت کو مار دے اور حرص کو بالکل زائل کر دے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ اسی شہوت اور حرص کو باقی رکھ کر اس کو دنیا سے عمدہ چیز نعمائے اخروی کی تحصیل کی طرف مائل کر دے پس علاج حرص کا یہ ہے۔

مجذوب معذور

ملفوظ (۱۸۹) فرمایا: کہ مجذوبوں کا مرتبہ اللہ تعالی کے نزدیک کچھ زیادہ نہیں ہوتا وہ صرف معذور ہوتے ہیں۔

استنجے میں وسوسہ کا علاج

حضرت خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ مجھے استنجے میں بڑے وسوسے آتے ہیں بہت دیر میں بمشکل تمام خشک ہوتا ہے ملنے سے کچھ نہ کچھ نکلتا ہی رہتا ہے۔

ملفوظ (۱۹۰) فرمایا: کہ ہرگز ایسا نہ کیجئے معمولی طور سے استنجاء کر کے دھو لینا چاہئے ۔عوارف المعارف میں لکھا ہے کہ اس کا حال تھن کا سا ہے کہ جب تک ملتے رہتے ہیں کچھ نہ کچھ نکلتا رہتا ہے اور اگر یوں ہی چھوڑ دیں تو کوئی بات نہیں۔

ملفوظ (۱۹۱) فرمایا: چند روز بے التفاتی کرنے سے وسوسہ جاتا رہے گا۔

وساوس درجۂ حسنات میں

ایک ضعیف العمر صاحب جو مرض موت میں مبتلا تھے ہجوم کے وساوس کی شکایت کا خط آیا حضرت نے نہایت تسلی کا خط لکھا اور تحریر فرمایا کہ وساوس سے ہرگز پریشان نہ ہوں آپ دیکھیں گے کہ یہ آپ کے نامۂ اعمال میں بطور حسنات کے درج ہوں گے۔

استغراق مشابہ نیند

ملفوظ (۱۹۲) فرمایا: کہ استغراق مشابہ نیند کے ہے اگر کوئی ہیئت صلاۃ پر نہ ہو تو وضو ٹوٹ جائیگا اسی طرح وجد ہو
اور بے ہوش ہو کر گر پڑے تو وضو ٹوٹ جائیگا فرق استغراق اور نوم میں صرف یہ ہے کہ استغراق میں قلب بیدار بحق ہوتا ہے نہ کہ بیدار بخلق حضور ﷺ کی نوم نعاس (یعنی نیند) کی حد تک ہوتی تھی نوم کی حد تک نہیں۔ اسلئے حضور ﷺ کے سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا۔

سرکاری وردی

ایک بار حضرت خواجہ صاحب سے فرمایا: کہ آپ پر شفقت غالب ہے اور مجھ پر استغناء۔ اپنا اپنا حال ہے جیسا حال حق تعالیٰ شانہ نے جس پر غالب کر دیا ہے اس کو مغلوبیت کے وقت اسی کے موافق کرنا چاہئے ایسے حال کے بدلنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے یہ سرکاری وردی ہے اس کا بدلنا جرم ہے فوجی وردی اور ہے پولس کی وردی اور ہے ایک کو دوسرے کی وردی بدلنا جرم ہے لیکن جب مغلوبیت نہ ہو تو اصول

طریق کو نہ چھوڑے (یعنی استغناء کو دین کے بارہ میں)۔

آرا چلانا سیکھو

ملفوظ (۱۹۳) فرمایا: کہ ہم لوگوں کا ایسا ناپاک نفس ہے کہ بغیر آرام کے ہم کو حق تعالیٰ سے محبت نہیں ہوتی اسلئے ہمیشہ یہ کرنا چاہئے کہ آرام سے رہیں لیکن حرام سے ڈریں اب پیروں نے تو آرام کو چھوڑایا اور حرام سے نہ بچائے۔ پھر فرمایا کہ میرے یہاں تو وہ آوے جس کو ہر وقت اپنے اوپر آرے چلانے ہوں قدم قدم پر یہ خیال ہو کہ یہ کام جائز ہے یا ناجائز۔

حرص اور کبر

ملفوظ (۱۹۴) فرمایا: دو چیزیں اہل علم کے واسطے بہت ہی بری ہیں حرص اور کبر یہ ان میں نہیں ہونا چاہئے۔

امراء سے تعلق

ملفوظ (۱۹۵) فرمایا: کہ میں امراء سے از خود تعلق نہیں پیدا کرتا اگر وہ خود تعلق پیدا کریں تو اعراض بھی نہیں کرتا اگر امراء سے تعلق کی ابتداء کی جائے تو ان کو یوں خیال ہوتا ہے کہ کسی غرض سے ہم سے تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں۔غریبوں سے اگر شیریں کلامی سے بولئے تو نثار ہونے لگتے ہیں۔

بغیر تربیت کا عالم کچھ نہیں

ملفوظ) (۱۹۶) فرمایا: حرف شناسی کے اعتبار سے جاہل محض بھی ہو لیکن تربیت ہو تو وہ

بھی کافی ہے اگر تربیت نہیں ہے تو کتنا ہی بڑا عالم ہے لیکن کچھ بھی نہیں۔ تربیت وہ چیز ہے کہ ایک شخص لکھنؤ کے بادشاہ کا ذکر کرتے تھے کہ ماما گھر سے شیر خوار بچہ لائی جو نہ بول سکتا تھا نہ کچھ سمجھ سکتا تھا جس وقت بادشاہ پر اس کی نظر پڑی فورا جھک کر سلام کیا بادشاہ نے لینے کیلئے ہاتھ پھیلا دیا اس توجہ پر دوبارہ پھر سلام کیا ماما پاس لے آئی بادشاہ نے گود میں لے لیا گود میں آکر پھر سلام کیا پھر گود میں وہی بچوں کی طرح کھیلنا کودنا شروع کر دیا دیکھنے والوں کی حیرت تھی کہ ایک شیر خوار بچہ کی یہ حالت۔

لذت جسمانیہ کا چھوڑنا

مثنوی شریف میں ہے کہ اگر بچہ کو ماں کی پستان نہ چھوڑائی جائے تو وہ عمر بھر دودھ ہی پیتا رہے اور اس کا معدہ کبھی اور مقویات کے کھانے کا متحمل نہ ہو سکے۔ اسی طرح شیخ اگر لذت جسمانیہ نہ چھوڑائے تو غذائے روحانی کا کبھی متحمل نہ ہو۔ اس پر عرض کیا گیا حضرت تو پستان بھی نہیں چھوڑاتے یعنی لذت جسمانیہ کو بھی ترک نہیں کراتے بلکہ انہماک کو منع فرماتے ہیں۔ اس پر فرمایا میں پستان کو نہیں چھوڑاتا لیکن سیستان چھوڑاتا ہوں یعنی سگ پستان۔ یہ مثال معاصی سے بہت مناسبت ہے۔

علماء کی تعظیم

ملفوظ (۱۹۷) فرمایا: علماء کی تعظیم سے تو لوگوں کا نفع ہے کہ ان کی تعظیم درحقیقت دین کی تعظیم ہے مگر علماء اور علم کیلئے سخت مضر ہے۔ علماء میں تو اس سے نخوت اور تکبر پیدا ہو جاتا ہے اس واسطے مضر ہوا۔ اور جب ان میں یہ صفات رذیلہ لوگ دیکھتے ہیں تو ان

کی بات میں اثر رہتا ہے نہ ان کے علم کی تعظیم لوگوں کے دلوں میں رہتی ہے ان کے ساتھ علم بھی بدنام ہو جاتا ہے۔

ارشاد از تصوف وسلوک پیر ذوالفقار مدظلہ العالی:

عالم تجلیات صفات الٰہی کا مظہر ہے۔اب تجلیات ذات کا مظہر بھی کسی کو ہونا چاہئے۔اس کو قیوم کہتے ہیں کہ عالم کا قیام مادیات پر نہیں بلکہ ذکر اللہ پر ہے۔

دست غیب

بعض مشائخ کو روزانہ مصلے کے نیچے سے یا کسی اور طرح سے رزق مل جاتا ہے یہ دست غیب کہلاتا ہے۔یہ بھی دست غیب ہے کہ بلاتوقع کوئی ہدیہ پیش کردے۔

خواب

نیند میں جو کچھ نظر آئے خواب ہے (مراقبہ) میں بیٹھے بیٹھے سو جائے اور کچھ دیکھے تو واقعہ کہلاتا ہے اگر مراقبہ بقائم ہوش وحواس کچھ دیکھے تو مشاہدہ کہلاتا ہے۔

قبض وبسط

بعض اوقات سالک کو عجیب وغریب انشراح اور کیفیات محسوس ہوتی ہے ہیں بسط کہلاتا ہے قبض وبسط دونوں اللہ کی نعمتیں ہیں (جیسے درخت کو ہمیشہ پانی ملنا) اور کبھی خشک ہونے کیلئے پانی چھوڑ دینا۔

فناءفی الرسول

جب طبعی طور پر سنت کی اتباع ہونے لگے تو اس کیفیت کا نام فناءفی الرسول ہے۔

نقشبندیہ اور چشتیہ میں فرق

حاجی امداداللہ مکیؒ سے کسی نے پوچھا کہ میں سلسلۂ نقشبندیہ میں بیعت ہوں یا سلسلۂ چشتیہ میں؟ فرمایا: اس کی مثال یوں ہے کہ ایک زمین میں جھاڑیاں ہیں اس میں کاشت کرنے کے دوطریقے ہیں۔ایک تو یہ کہ اس میں چھ مہینے پے در پے صفائی کرو پھر کاشت کرو۔دوسرا یہ کہ جتنا صاف ہوا اتنا کاشت کرتے جاؤ،اس نے کہا مجھے دوسرا طریقہ پسند ہے موت کا کیا پتہ کب آجائے۔فرمایا: پھر تمہیں سلسلۂ نقشبندیہ میں بیعت ہونا چاہیئے۔

ملفوظات تھانویؒ

ملفوظ (۱۹۸) فرمایا: ایک صاحب نے عرض کیا کہ نماز کی پابندی نہیں ہوتی فرمایا اس کے دو علاج ہیں ایک سہل اور ایک مشکل۔مشکل علاج تو یہ ہے کہ اپنے اوپر کوئی جرمانہ مقرر کرے جو نہ اس قدر زیادہ ہو کہ پابندی کے ساتھ اس کا ادا ہونا ہی مشکل ہو۔اور نہ اس قدر کم ہو کہ نفس پر شاق ہی نہ ہو۔یہ علاج تو مشکل ہے کیونکہ خود اپنے اوپر سزا جاری کرنا مشکل کام ہے دوسرا سہل علاج یہ ہے کہ جس سے عقیدت ہو اس کے پاس کچھ دن رہے اس سے انشاءاللہ خود بخود اصلاح ہو جائیگی ۔

عشق مجازی

ملفوظ (۱۹۹) فرمایا: یہ عشق مجازی سخت ابتلاء کی چیز ہے اس سے بہت بچنا چاہئے میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس معاملہ میں خود مجھ کو اپنا اعتبار نہیں اور چوں کہ میں خود کوئی چیز نہیں اسلئے میری حیثیت سے یہ بے اعتباری کوئی ایسی اہم نہیں لیکن جو شخص مجھ کو بڑا سمجھتا ہے اور مجھ سے عقیدت رکھتا ہے اس کیلئے بڑی عبرت کی بات ہے کہ جس کو ہم بڑا سمجھتے ہیں جب اس کی یہ حالت ہے تو بہت ہی احتیاط رکھنا چاہئے۔

بزرگوں کے تعلق سے برکت

ملفوظ (۲۰۰) فرمایا: بزرگوں کے تعلق سے دین تو درست ہوتا ہی ہے دنیا کی بھی برکت ہوتی ہے۔ لیکن دنیا کے حصہ سے تعلق پیدا نہ کرے جس طرح کہ حج کو جاتے وقت اس کا قصد تو نہ چاہئے کہ بمبئ دیکھیں گے اور جہاز کی سیر کریں گے لیکن جو شخص حج کو جائیگا راستہ میں بمبئ بھی پڑے گی اور جہاز کی سیر بھی نصیب ہو جائیگی۔

ملفوظ (۲۰۱) فرمایا: ایک صاحب کیرانہ کے بیعت ہونے آئے تو مٹھائی ایک اور شخص کے ہاتھ میں لائے میں نے دیکھ لیا کہ ہاں آپ شان میں ہیں اور کبر کا مادہ ہے۔ دو گھنٹے گھر گھر پھرائے جب خوب پریشان کرلیا اور سمجھ لیا کہ یہ خبیث مادہ نکل گیا تب مرید کیا چنانچہ یہ مرض دو گھنٹے میں زائل ہوا۔

معتبر اعتقاد کیسے ہوگا

ملفوظ (۲۰۲) فرمایا: کہ صحیح بناء اعتقاد کی کسی کے اقوال نہیں ہوتے بلکہ اس کے اعمال

وافعال ہوتے ہیں جو اعتقاد افعال سے ناشی ہو وہ معتبر ہے یعنی اعتقاد اس بناء پر پیدا ہوا کہ دیکھو افعال واعمال نشست وبرخاست سب باتیں کیسی سنت کے موافق ہیں ۔اسی وجہ سے میرے وعظ سن کر جو معتقد ہوتے ہیں ان کے اعتقاد کا مجھے اعتبار نہیں کیونکہ آخر میں وعظ میں گالیاں بکوں گا نہیں اچھی باتیں کہوں گا ۔ہاں یہاں جو آکر اور میرا طرز عمل دیکھ کر پھر بھی معتقد رہے اس کا اعتقاد البتہ پختہ ہے۔

ذکر میں شروع سے ہی فائدہ ہوتا ہے

ملفوظ (۲۰۳) فرمایا: ذکر میں چاہے دل لگے یا نہ لگے لیکن برابر کئے جاؤ رفتہ رفتہ اس کی ایسی عادت پڑ جاتی ہے کہ پھر بلا اس کے چین ہی نہیں پڑتا جیسے شروع شروع میں حقہ پینے سے گھمیر بھی آتی ہے متلی بھی ہوتی ہے قے بھی ہوتی ہے لیکن پیتے پیتے پھر یہ حالت ہوجاتی ہے کہ چاہے کھانا نہ ملے مگر حقہ دو کش مل جاویں ۔ایک بار فرمایا کہ نفع تو شروع سے ہی ہونے لگتا ہے لیکن محسوس نہیں ہوتا جیسے بچہ روز کچھ نہ کچھ بڑھتا ہے لیکن یہ پتہ بھی نہیں چلتا کہ آج اتنا بڑھا کل اتنا بڑھا۔ایک مدت گزر جانے کے بعد اس کی پچھلی حالت کو خیال میں لاکر موازنہ کیا جاوے تو زمین وآسمان کا فرق معلوم ہو۔یہی حال ذکر کا ہے کہ شروع میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کچھ بھی نفع نہیں ہو رہا ہے حالانکہ نفع دراصل برابر ہو رہا ہے۔ایک بار فرمایا کہ پتھر پر پہلے اول قطرہ گرتا ہے پھر دوسرا پھر تیسرا یہاں تک کہ پانی گرتے گرتے اس میں گڈھا پیدا ہوجاتا ہے تو کیا یہ کہا جائے گا کہ آخری قطرہ نے گڑھا کردیا ہرگز نہیں بلکہ گڑھا کرنے میں اول

قطرہ کوبھی ایسا ہی دخل ہے جیسا کہ اخیر قطرہ کو اول قطرہ کو بے اثر نہیں سمجھنا چاہئے ۔اسی طرح اول روز کا ذکر جس کو بے اثر سمجھا جاتا ہے ہرگز بے ثمر نہیں ۔اخیر میں جو حالت خاص پیدا ہوگی اس میں اول روز کے ذکر کوبھی اتنا ہی دخل ہوگا جتنا کہ اخیر روز کے ذکر کو۔

عبادت میں سرسری توجہ کافی ہے

ملفوظ (۱۰۴) فرمایا: کہ ذکر و نماز وغیرہ میں سرسری توجہ واستحضار کافی ہے زیادہ کاوش توجہ میں نہ کرے ورنہ قلب ودماغ ماؤف ہوجاویں گے ۔زیادہ کاوش سے تعب وپریشانی ہوتی ہے جس سے نفع بند ہوجاتا ہے سرسری توجہ ہی سے شدہ شدہ ملکہ تامہ حاصل ہوجاتا ہے ۔اسی طرح کسی خاص کیفیت یا حالت کی بقاء کے لئے بھی زیادہ کاوش نہ کرے نہ اس کے پیچھے پڑے گھیر گھار مضر ہے اپنا کام کئے جاوے جیسی جیسی استعداد اس کے سامنے بڑھتی جاوے گی اس کے مناسب احوال وواردات خود فائض ہوتے رہیں گے اپنے قلب کو مشوش نہ کرے نہ ثمرات وحالات کے درپے ہو بڑی چیز کام میں مشغول ہونا ہے۔

خاص ذکر کی اہمیت

ملفوظ (۱۰۵) فرمایا: کہ مختلف اذکار سے اس قدر نفع نہیں ہوتا جس قدر ایک یا دو قسم کے ذکر سے ہوتا ہے کیونکہ مختلف اذکار میں طبیعت منتشر رہتی ہے کوئی ذکر بھی راسخ نہیں ہوتا ایک دو اذکار پر مداومت کی جاوے تو وہ بہت جلد راسخ ہوجاتے ہیں۔

بیعت کی حقیقت

ملفوظ (۱۰۶) فرمایا: بیعت کی حقیقت ہے اعتقاد جازم اپنے تعلیم کرنے والے پر یعنی اس کو یہ یقین ہو کہ یہ میرا خیر خواہ ہے جو مشورہ دے گا میرے لئے نہایت نافع ہوگا غرض اس پر پورا اطمینان ہو اور اپنی رائے کو اس کی تجویز و تشخیص میں مطلقاً دخل نہ دے۔ باقی بیعت کی صورت یعنی ہاتھ پر ہاتھ رکھنا اول وہلہ میں خاص کیلئے نافع نہیں، عوام کیلئے البتہ اول وہلہ میں بیعت کی صورت بھی نافع ہوتی ہے، کیونکہ اس سے ان کے قلب پر ایک عظمت اور شان اس شخص کی طاری ہوجاتی ہے جس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ اس کے قول کو باوقعت سمجھ کر اس پر عمل کرنے کیلئے مجبور ہو جاتا ہے ۔خواص کیلئے کچھ مدت کے بعد نافع ہوتا ہے کیونکہ اس کا خاصہ ہے کہ جانبین میں ایک خاص تعلق پیدا ہوتا ہے پیر سمجھنے لگتا ہے یہ ہمارا ہے اور مرید سمجھتا ہے یہ ہمارے ہیں ڈانواں ڈول حالت نہیں رہتی۔

کشف کو قرب میں کچھ دخل نہیں

ایک صاحب نے کوئی حال باطنی کسی پر ظاہر کر دیا تھا حضرت کو خبر ہوگئی بعد ظہر اتفاقاً وہ حضرت کے پاس ہو کر گزرے تنبیہ کے لہجے میں چپکے سے فرمایا: شرم نہ آئی اپنی بیوی کو غیر کے بغل میں دیتے ہو کیا یہ کسی کو گوارہ ہوسکتا ہے؟ بعد کو انہی صاحب نے بعد عصر بغرض عرض حال پرچہ دینا چاہا لیکن حضرت نے نہیں لیا۔ نہایت تندی کے لہجہ میں دیر تک عبدیت پر نہایت مؤثر تقریر فرماتے رہے ۔ پھر فرمایا کہ جناب آپ

تو کامل ہوگئے ہیں میں کاملین کی اصلاح کرنے کا اہل نہیں اب آپ کسی اور جگہ تشریف لے جائے پھر حضرت نے ان کا اسباب نکلوا کر باہر رکھوا دیا اور خانقاہ سے باہر نکل جانے کا حکم دیا اس پر وہ صاحب دھاڑے مار کر رونے لگے۔حضرت نے فرمایا: لوگ کشف کو بڑا کمال سمجھتے ہیں حالانکہ اس کو قرب میں کچھ دخل نہیں۔واللہ اگر کسی کو لاکھ کشف ہوں لیکن وجداناً محسوس کرے گا کہ میرے قرب میں ذرہ برابر ترقی نہیں ہوئی اور اگر دو چار سبحان اللہ پڑھ کر اپنے وجدان کی طرف رجورع کرے گا تو صاف محسوس ہوگا کہ کچھ نہ کچھ اللہ تعالی کے ساتھ قرب بڑھ گیا حضرت نے بالآخر ان صاحب کو خانقاہ سے باہر کر دیا۔تین چار دن کے بعد سخت پریشانی اور توبہ واستغفار کے بعد معافی کا پرچہ ان صاحب نے بھیجا جس پر حضرت نے تحریر فرمایا کہ اب میرے قلب میں مطلق کدورت آپ کی طرف سے نہیں رہی جو علامت ہے آپ کی توبہ قبول ہونے کی۔پھر حضرت نے انہیں خانقاہ آجانے کی اجازت دی۔وہ صاحب خود فرماتے تھے کہ مجھ کو ان تین چار دنوں میں بے انتہاء منافع حاصل ہوئے۔

دین کی سمجھ خراب تو دنیا کی بھی سمجھ خراب ہے

ملفوظ (۱۰۶) فرمایا: جو دین کا پابند نہیں ہوتا اس کی دنیا کی سمجھ بھی خراب ہوجاتی ہے اور جو شخص دیندار ہوتا ہے گو تجربہ دنیا کا نہ ہو لیکن دنیوی امور میں بھی اس کی سمجھ سلیم ہوجاتی ہے۔حلال روزی میں بھی یہی اثر ہے برخلاف اس کے حرام روزی سے فہم مسخ ہوجاتی ہے۔

بے تعلقی

ملفوظ(۱۰۷) فرمایا: کہ اب تو تعلقات سے بہت وحشت ہوتی ہے جی چاہتا ہے کہ مجمع زیادہ نہ ہو اپنے ہم خیال کچھ لوگ ہوں اور یاد حق میں بقیہ زندگی گزرے یہی وجہ ہے کہ میں اکثر بہانہ کر کے اٹھ جاتا ہوں کہ گھر ہو آؤں بات یہ ہے کہ مجمع سے جی گھبراتا ہے۔

ثمرات یکسوئی سے حاصل ہوتے ہیں

ملفوظ(۱۰۸) فرمایا: اگر ثمرات کی بھی تمنا ہو تب بھی ثمرات پر نظر نہ کرنا چاہئے کیونکہ ثمرات حاصل ہوتے ہیں یکسوئی سے اور جب ثمرات کے ورود کی جانب متوجہ رہا تو یکسوئی کہاں رہی پھر فرمایا کہ ذہین اور ذکی آدمی کو کیفیات وغیرہ نہیں ہوتیں کیونکہ اس کا ذہن ہمیشہ چلتا رہتا ہے اس کو یکسوئی ہوتی ہی نہیں اور بلا یکسوئی کے کوئی کیفیت نہیں ہوسکتی اسی وجہ عاقل شخص کو کیفیات بہت کم ہوتی ہیں برخلاف اس کے جن میں عقل کا مادہ کم ہوتا ہے ان کو کشف وغیرہ، کیفیات بہت ہوتی ہیں۔ حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے فرمایا کہ جب جسم کو خدا کے راستے میں تکلیف ہوتی ہے تو روح میں نو پیدا ہوتا ہے پس بد نگاہی کے تقاضوں سے رکنے میں دل کی اصلاح ہوتی ہے اور اس میں نور پیدا ہوتا ہے۔

ناقص

ملفوظ(۱۰۹) فرمایا: جو شخص اپنے اظہار کمالات میں کاوش کرے اور کوشش کرے سمجھ لینا چاہئے کہ وہ مخدوش ہے کیونکہ کامل کو اس قدر کوشش کی کیا ضرورت اس میں تو

استغناء کی مثال ہوتی ہے۔

کم گوشیخ

ملفوظ (۱۱۰) فرمایا: ایک شخص بہت ہی کم تھے حضرت حاجی صاحبؒ نے ان سے کہا آپ یہ کیا کرتے ہیں لوگوں کو محروم کرتے ہیں۔خبر بھی ہے شیخ زبان ہوتا ہے اور مرید کان۔اس پر ان کو تنبیہ ہوا پھر کلام فرمانے لگے۔پھر حضرت والا نے فرمایا کہ عارف سے زیادہ گوئی کہاں ہوسکتی ہے کیونکہ اسرار لامتناہی ہیں ان کو جتنا بھی بیان کیا جائے زیادہ گوئی ہوہی نہیں سکتی بلکہ ہمیشہ کمی رہے گی۔زیادہ گوئی کے عذر سے شیخ کو چپ نہیں رہنا چاہئے۔

دوسرے کی دعاء

ملفوظ (۱۱۱) فرمایا: حدیث میں ہے کہ اپنی دعاء سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی کی دعاء اس کے حق میں قبول ہوتی ہے اسلئے دوسروں سے ضرور دعاء کرائے۔

تہذیب جدید

ملفوظ (۱۱۲) فرمایا: تہذیب جدید تعذیب جدید ہے اس تہذیب جدید سے بڑی تکلیف ہوتی ہے یہ اسلامی تہذیب نہیں۔

درویشی کی حقیقت

ملفوظ (۱۱۳) فرمایا: کہ درویشی کی حقیقت فقط سہولت طاعت ودوام ذکر ہے نہ کہ بیخودی ومحویت کشف وکرامت۔

عداوت کی اصلیت

ملفوظ (۱۱۴) فرمایا: کہ دوسرے سے جو شخص عداوت کرتا ہے دراصل اپنے ساتھ عداوت کرتا ہے۔ پھر فرمایا کہ دوسرے کا فعل جو ناگوار ہوتو اکثر خود اپنی کوئی صفت ہوتی ہے مثلاً تکبر جس کی وجہ سے وہ ناگواری ہوتی ہے۔ سبب ناگواری کا دراصل اپنے اندر ہے دوسرے میں اس کوظہور ہوتا ہے۔

قبر پر پتھر

ملفوظ (۱۱۵) فرمایا: کہ قبر کے نشان کیلئے صرف ایک سادی سل پتھر کی سرہانے کھڑی کردے بس اتنی علامت کافی ہے۔

آدمی کی فطرت جنت میں

ملفوظ (۱۱٦) فرمایا: کہ جنت میں یہاں کی فطرت نہیں رہے گی اعمال کے اعتبار سے آثار وخواص طبیعت کے ہوجائیں گے۔

ناپاک کپڑوں ہی سے نماز ہوجاتی ہے

ایک بیمار صاحب نے باربار اپنی سخت مجبوری نماز سے ظاہر کی کہا کہ کپڑے ناپاک رہتے ہیں فرمایا کچھ حرج نہیں ناپاک کپڑوں ہی سے نماز ہوجاتی ہے اگر پاک کرنے میں زیادہ زحمت مریض کو ہو۔ کہا کہ حرکت بھی نہیں کی جاتی فرمایا کہ اشارہ سے لیٹے لیٹے پڑھو کہا کہ زبان سے الفاظ نہیں نکلتے فرمایا کچھ حرج نہیں دل ہی دل میں کہہ لیا کرو نماز کسی حال میں معاف نہیں (اگر ہوش رہے) اس کی بڑی سخت تاکید ہے

۔یہاں تک کہ اگر سمندر میں ڈوب رہا ہو اور نماز کا وقت آ گیا تو نیت باندھ کر ڈوب جاؤ۔لیکن جہاں اس قدر تاکید ہے وہاں سہولت بھی بے انتہاء رکھی گئی ہے۔ان باتوں سے بھی مریض صاحب کو تسلی نہیں ہوئی اور وہ یہی کہتے رہے کہ نماز ایسی حالت میں کیسے ہوسکتی ہے فرمایا کہ یہ رائے کی خرابی ہے یوں سمجھتے ہیں کہ اس طرح نماز ناقص ہو گی حالانکہ حق تعالی کے حقوق اس قدر ہیں کہ ان کے سامنے ہماری نماز کامل کبھی ہو ہی نہیں سکتی ۔لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کپڑے پاک صاف ہوں ۔وضو وغیرہ سب با قاعدہ ہوں خشوع وخضوع ہوتو نماز بڑی کامل ہوگی میں کہتا ہوں کہ عظمت حق کے اعتبار سے وہ بھی ناقص ہی ہوگی ۔پھر جب ہر حال میں ناقص ہی ہوئی تو اس طرح پڑھنے سے کیوں جی بھلا نہیں ہوتا۔

اچھی حالت اچھی یا بری حالت اچھی

ایک صاحب نے عرض کیا کہ پہلے حالت اچھی تھی اب سب خراب ہوگئی ہے۔فرمایا: کہ میری رائے میں تو جو حالت اچھی سمجھی جاتی تھی وہ بری تھی کیونکہ اس کو اچھا سمجھنا ہی برا تھا اور یہ حالت جس کو آپ خراب سمجھتے ہیں اس پہلی حالت سے اچھی ہے کیونکہ اس کے ساتھ یہ کتنی بڑی دولت ہے کہ اپنے عجز کا مشاہدہ ہو رہا ہے۔

جائداد فساد کی جڑ

فرمایا کہ جائداد ہے فساد کی جڑ اور ایک حدیث شریف میں ہے کہ۔اے عائشہؓ جائداد مت خرید وتم دنیا دار ہو جاؤ گی ان دونوں حدیثوں کے مجموعہ سے مفہوم ہوا کہ

اگر جائداد موجود ہو تو اس کو جدا نہ کرے اور نئی جائداد خریدے نہیں۔

حلال ذریعہ کی فکر والے کا حال

ملفوظ (۱۱۷) فرمایا: اگر برابر حلال ذریعہ کی فکر میں رہے گا اور توبہ واستغفار کرتا رہیگا تو امید ہے کہ مؤاخذہ بھی نہ ہوگا۔

عیب ڈھونڈنے کا طریقہ

ملفوظ (۱۱۸) فرمایا: ایک نظر تو محبت کی خود بیں ہوتی ہے جس سے چھوٹا ہنر بھی بڑا نظر آتا ہے اسی طرح ایک نظر خوردہ بیں ہوتی ہیں جس سے چھوٹا عیب بھی بڑا دکھائی دیتا ہے۔

مامون ہو جانا کفر ہے

ملفوظ (۱۱۹) فرمایا: دیوبند میں طالب علمی کے زمانہ میں مجھ پر ایک مرتبہ خوف غالب ہوا بعد مغرب حضرت مولانا یعقوبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت کوئی ایسی بات فرمادیجئے جس سے اطمینان ہو جائے کہ ہاں خاتمہ ٹھیک ہو جائیگا، فوراً فرمایا کہ کفر کی درخواست کرتے ہو بالکل مامون ہو جانا کفر ہے۔

رسمی لین دین

ایک صاحب نے رسمی لینے دینے کی بابت عرض کیا کہ اگر یہ بند کر دیا جائے تو مغایرت پیدا ہو جائے فرمایا کہ جو رسمی لینا دینا ہوتا ہے اس کے آثار ونتائج سے معلوم ہوتا ہیکہ محبت بڑھاتا نہیں بلکہ کم کرتا ہے، جو دیتے ہیں اکثر دباؤ سے دیتے ہیں

،دوسرے یہ کہ ملنا جلنا کم ہو جاتا ہے کیونکہ جب تک پاس نہ ہو ملنے کیا جائیں دینا ضروری سمجھتے ہیں اسلیئے اس کو موقوف کرنا چاہیئے اور اگر دینا ہو تو تقریبات کے موقع پر نہ دے وقت ٹال کر دے جب توقع نہ رہے بلا توقع اگر دو روپیہ بھی ملتے ہیں تو بہت خوشی ہوتی ہے اور محبت بڑھتی ہے۔ صمیم قلب سے مسرت ہوتی ہے طبیعت اندر سے کھل جاتی ہے اور اگر رسم کے طور پر دیا تو صرف انتظار کی کلفت رفع ہوئی گویا عذاب سے نجات ہوئی۔ دوزخ سے تو نجات ہوئی لیکن جنت نہ ملی۔

بے تعلقی محاسن میں سے ہے

ملفوظ (۲۲۰) فرمایا: میرے یہاں بے تعلقی محاسن میں سے سمجھا جاتا ہے اور اتفاق (یعنی خلط ملط) جرائم میں سے کیونکہ ملنے جلنے میں ہزارہا مفاسد ہیں۔ بس اپنے کام میں مشغول رہنا چاہیئے۔

وجد و گریہ فکر کی چیز نہیں

ملفوظ (۲۲۱) فرمایا: کہ وجد و گریہ اکثر ضعف قلب کی وجہ سے ہوتا ہے یہ کوئی ایسی قابل اعتبار چیز نہیں کہ اس کی فکر میں رہے حضرت والا شرکت تقریبات سے گو رسوم سے خالی ہوں اجتناب فرماتے ہیں۔ اول تو یہ کہ سبھی یہی خواہش کرنے لگیں گے اور ترجیح کی کوئی وجہ نہ ہوگی اتنی فرصت بھلا کہاں۔ دوسرے یہ کہ پیشتر تو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کس طرح کی تقریب ہوگی۔

مدرسے کے لڑکوں کو آپس میں بات چیت کرنے ہنسنے بولنے کی ممانعت

ملفوظ (۲۲۲) فرمایا: جس کے سر پر کوئی بڑا ہو اس سے پوچھ کر سب باتیں کرنی چاہیئے یہ تاکید لڑکوں کو رکھنی چاہیئے۔ حضرت اس کا بیحد انتظام رکھتے ہیں مدرسے کے لڑکوں کو آپس میں بات چیت کرنے ہنسنے بولنے کی سخت ممانعت ہے۔ کچھ دنوں ایک صاحب کو اسی بات کیلئے تنخواہ پر ملازم رکھا تھا کہ وہ جہاں کسی لڑکے کو کسی سے ہنستا بولتا دیکھیں فوراً لکھ لیں۔

بزرگوں کے پاس سوال وجواب بے ادبی

ملفوظ (۲۲۳) فرمایا: جس سے عقیدت ہو اس سے سوال وجواب کی نوبت نہ آنے دینا چاہیئے بلکہ اس کی رائے اور مشورہ میں اپنی رائے کو فناء کر دینا چاہیئے بزرگوں کے سامنے ردوکد کرنا خلاف ادب ہے۔

سلام کا لٹھ مارنا

ملفوظ (۲۲۴) فرمایا: جب گفتگو میں یا اور کسی کام میں کوئی مشغول ہو تو آنے والے کو چپکے بیٹھ جانا چاہیئے یہ نہیں کہ بیچ میں سلام کر کے لٹھ سا آکر مار دیا مصافحہ کرنے لگے بدتہذیبی کی بات ہے اور ایذاء کا سبب ہے۔

نماز میں کتنی توجہ کی ضرورت ہے

ملفوظ (۲۲۵) فرمایا: کہ جیسے طبیعت کو آزاد چھوڑ دینا مضر ہے اسی طرح مقید کر دینے سے بھی تنگ ہو جاتی ہے بس نماز میں اتنی کافی ہے جیسے کسی کو کوئی سورت پکی

یاد ہو اور سرسری طور پر سوچکر پڑھتا ہے اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں پھر اگر اس کے ساتھ بھی وساوس آویں ذرا مضر نہیں۔

قدیم قرآن کے نسخے

ملفوظ (۲۲۶) فرمایا: اوراق قرآن کہنہ جو نا قابل تلاوت ہوجاویں ان کو پاک پارچہ میں باندھ کر قبرستان کے اندر کسی محفوظ جگہ میں دفن کردینا مناسب ہے۔اوراق کی تمزیق چیرنا پھاڑنا خلاف ادب واحترام ہے۔

اعتبار کے قابل چیز

ملفوظ (۲۲۷) فرمایا: کہ میں سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ کامل کی صحبت میں بعض اوقات کوئی گر ہاتھ آجاتا ہے یا کوئی حالت ایسی قلب میں پیدا ہوجاتی ہے جو ساری عمر کیلئے مفتاح سعادت بن جاتی ہے اور ہر صحبت میں اس کا احتمال ہے اسلئے ہر صحبت کا اہتمام چاہئے اگر اعتبار کے قابل کوئی چیز ہے تو وہ اعمال ہیں اور اعمال بلاتوفیق حق کے مشکل اور توفیق عادۃً موقوف ہے صحبت کامل پر۔

قال را بگذار مرد حال شو۔ پیش مردے کاملے پامال شو

محبت شیخ

ملفوظ (۲۲۸) فرمایا: شیخ سے عقیدت اس قدر مطلوب نہیں عظمت اس قدر مطلوب نہیں جس قدر محبت کی ضرورت ہے۔

ظاہری کمال دلیل مقبولیت نہیں

ملفوظ (۲۲۹) فرمایا: کہ ایک انسان ہے، عالم، ہے محدث ہے، مفسر ہے، فقیہ ہے، حافظ ہے، قاری ہے، نیک ہے، وہ سمجھ رہا ہے میں مقبول ہوں ممکن ہے کہ وہاں مردود ہو۔اس کی ایسی مثال ہے کہ ایک عورت ہے خوبصورت بھی ہے لباس فاخرہ بھی ہے، زیور سے آراستہ بھی ہے، سنگار کئے ہوئے ہے، اوراس آرائش وزیبائش کی بناء پر سمجھتی ہے۔ کہ میرا خاوند مجھے چاہتے ہیں مگر ساتھ ہی گندہ ذہنی میں مبتلا ہے اس لئے خاوند اس کی صورت دیکھنے کا بھی روادار نہیں ۔اورایک عورت ہے سانولی کپڑے بھی میلے کچیلے زیور بھی اس کے پاس نہیں مگراس کی کوئی ادا خاوند کو پسند ہے وہ اس کو محبوب رکھتا ہے دل سے چاہتا ہے تو جس طرح گندہ دہن عورت اپنے خاوند کی نظر میں مقبول ہونے کے غلط گمان میں مبتلا ہے یہی حالت کمالات کی بناء پر ہمارے گمان کی ہے ۔حاصل یہ ہے کہ یہ ظاہری کمالات دلیل مقبولیت کی نہیں ممکن ہے ہمارے اندر کوئی ایسی باطنی خرابی ہو جو میاں کو ناپسند ہو۔

سب کو جھاڑو بھی مارو

ملفوظ (۲۳۰) فرمایا: کہ میں نے حضرت مولانا گنگوہیؒ سے پوچھا کہ میرا جی تنہائی کو بہت چاہتا ہے لیکن اس میں لوگوں کی دل شکنی کا خیال ہوتا ہے۔حضرت والا نے فرمایا اپنی مصلحت دیکھو اور کسی کا خیال نہ کرو سب کو جھاڑو بھی مارو اوراس طرح سے فرمایا کہ گویا خود پر بھی گزری ہو۔

آدمی سب کو خوش نہیں رکھ سکتا

ملفوظ (۲۳۱) فرمایا: کہ آدمی سب کو خوش نہیں رکھ سکتا جب ہر حال میں اس پر برائی آتی ہے تو پھر اپنی مصلحت کو کیوں فوت کرے جس کام میں اپنی مصلحت اور حاجت دیکھے بشرط اذن شرعی وہی کرے کسی کی بھلائی برائی کا خیال نہ کرے۔

سال بھر کا خرچ جمع کرنا

ملفوظ (۲۳۲) حضرت نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے ازواج مطہرات کو سال بھر کا خرچ ایک ساتھ دے کر ظاہر فرمادیا کہ سنت کے موافق نکاح میں نورانیت ضرور ہوتی ہے اور یہ بھی بات ہے کہ جتنی سہولت ہوتی ہے اتنی نورانیت قلب میں ہوتی ہے کیونکہ کہ جھگڑا بکھیڑا ہوتا نہیں اسلئے انشراح رہتا ہے اور جہاں طوالت اور جھگڑے ہوتے ہیں وہاں ضرور قلب میں کدورت اور ظلمت ہوتی ہے۔

بوجھ ڈال کر کسی کے یہاں نہ کھانا چاہئے

ایک دیہاتی سے فرمایا کہ دیکھو کسی پر بوجھ ڈال کر اس کے یہاں کھانا پینا نہیں چاہئے اس بات کو عمر بھر یاد رکھنا۔

دوسرے کے عیوب سے بچنا

ملفوظ (۲۳۵) فرمایا: اگر کسی کا ایک عیب معلوم ہوتا ہے تو اسی وقت مجھ کو دس عیوب اپنے پیش نظر ہوجاتے ہیں۔ کانے پر وہ کیا ہنسے جس کے دونوں پٹ ہوں۔

ذکر کا فائدہ

ملفوظ (فرمایا: ذکر کے دو ثمرے ہیں ایک تو رضا جو کہ اصل ثمرہ ہے اس کا ظہور تو آخرت میں ہوگا اور ایک ثمرہ دنیا میں حاصل ہوتا ہے وہ یہ کہ قلب کو ایک خاص لگاؤ حق تعالی کے ساتھ پیدا ہو جاتا ہے جیسا کہ عاشق کے قلب کو معشوق کے ساتھ پیدا ہو جاتا ہے۔

عمل کیلئے حضرت تھانویؒ کی کتابیں کافی ہیں

ملفوظ (۲۳۶) فرمایا: بڑی چیز احکام کی پابندی ہے اس کیلئے میری کتابوں کا مطالعہ بالخصوص اصلاح الرسوم، تعلیم الدین، قصد السبیل، اور میرے کل وعظ بس یہ کافی وافی ہیں انشاء اللہ۔

بے دلی سے تعلیم کرنا بیکار ہے

ملفوظ (۲۳۷) فرمایا: جس طرح جو صحبت بدون زوجین کے شہوت کے ہواس سے نسل نہیں چلتی۔ عورت مرد دونوں کو شہوت ہونی چاہئے چنانچہ توافق انزالین شرط ہے حمل قرار پانے کیلئے اسی طرح بیدلی سے تعلیم کرنا ایسا ہی ہے جیسے بلا شہوت صحبت کرنا۔

نظر بازی کا علاج

کسی شخص نے نظر بازی کے مرض کا علاج دریافت کیا تو فرمایا کہ بجز ہمت وتحمل مشاق کے کوئی تدبیر نہیں۔ اور معین اس کی دو چیزیں ہیں استحضار عقوبت اور ذکر کی کثرت۔

حق کی طاقت

ملفوظ (۲۳۸) فرمایا: کہ وہ کیا اہل خوف ہے جس کی غیر پر نظر ہو لاحول پڑھیئے خاک ڈالنی چاہئے ایسے خیال پر کہ اپنے مجمع بڑھانے اورقوت پیدا کرنے کیلئے کسی کو مرید کرلیا جائے حق تو وہ قوت ہے کہ اگر عالم بھر میں صرف ایک اہل حق ہواور باقی سب اہل باطل تو وہ سمجھتا ہے کہ ان کی حقیقت ہی کیا ہے میں ان سب پر غالب آ سکتا ہوں اور اگر اتنی قوت نہیں تو وہ حق ہی نہیں، چنانچہ حضرت صدیق اکبرؓ نے جب منکرین زکوۃ سے قتال کا قصد کیا تو سب صحابہ نے اختلاف کیا کہ مصلحت کے خلاف ہے فتنہ بر پا ہو جائیگا یہاں تک کہ حضرت عمرؓ بھی اس اختلاف میں شریک تھے حضرت صدیقؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ۔ جَبّارٌ فِی الْجَاھِلِیَّةِ خَوَّارٌ فِی الْاِسْلَام۔ کفر کی حالت میں تو تم ایسے سخت تھے اسلام میں ایسے بودے ہو گئے۔ جاؤ میں کسی کا انتظار نہیں کرتا کسی سے میری درخواست ساتھ دینے کی نہیں مجھے کسی کے ساتھ کی حاجت نہیں حق تعالی کا ارشاد ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ۔حضورﷺ کے ساتھ میں ہی تھا لہذا نص قطعی سے ثابت ہے کہ میرے ساتھ خدا ہے۔ جب میرے ساتھ خدا ہے تو کسی کے ساتھ کی پروا نہیں اکیلا کندھے پر تلوار رکھ کر نکلوں گا اور تمام عالم کے مقابلہ میں تنہا کافی ہوں خدا میرا ساتھ دے گا یہ سن کر سب دم بخود ہو گئے اور موافقت کر لی۔

مجاہدہ کی قسمیں

مجاہدہ کی دو قسمیں: اختیاریہ۔ واضطراریہ۔ دونوں میں اللہ کی رحمت ہے مثال

اختیاریہ کی یہ ہے کہ خود سے تقلیل لذات کرے،اوراضطراریہ کی یہ ہے کہ خودتو تقلیل لذات آپ نہیں کیا مگرحق تعالی نے اس کوکسی مصیبت میں گرفتار کردیا رفع درجات کیلئے جیسے بچہ مرگیا پھراس پرصبر کیاوَ لَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ۔میں یہی ہے۔

طلب بمنزلہ وصول کے ہے

حدیث میں ہے کہ جوشخص طلب علم میں مرجاتا ہےاس کا حشر علماءوشہداء ہی میں ہوتا ہے یعنی وہ انہیں میں شمار ہوتا ہے۔تو طلب بمنزلہ وصول ہی کے ہے کیونکہ بندہ کا کام اتنا ہی ہے۔

اگر پیرصاحب کولوگ برا کہیں تو کیا کریں

ایک مرید صاحب نے کہا کہ لوگ حضرت کو برا بھلا کہتے ہیں تو میرے دل کو تکلیف ہوتی ہے۔فرمایا: سیکڑوں لوگ خدا کو برا بھلا کہتے ہیں رسول ﷺ کو برا بھلا کہتے ہیں مجتہدین کو برا بھلا کہتے ہیں آپ نے ان کا انسداد کیا اگرنہیں کیا تو بس ایک نالائق اشرف علی ہی کے برا بھلا کہنے سے آپ کوتکلیف ہوتی ہے جواس کے انسداد کی فکر ہوئی کچھ بھی نہیں آپ میں مادہ کبر کا ہے۔آپ کواسلئے ناگوار ہوتا ہے کہ ہمارے اکابرکو برا بھلا کہنے میں ہماری ذلت وخواری ہے یہ ہے کید نفس ۔پھرفرمایا کہ خیر اگر تکبر ہی نہ سہی لیکن یہ پوچھتا ہوں کہ آخر آپ کواس کی فکر کیوں ہوئی کہ کوئی برا نہ کہے بھلا نہ کہے اس میں کیا بگڑ گیا آپ کا۔اگر مقصود پرنظر ہوتی تو ایسے فضول قصوں کے پیچھے پڑنے کی آپ کوفرصت ہی کب ہوتی۔

اگر ایں مدعی دوست بشنا ختے ۔ بہ پیکار دشمن نہ پرداختے

فرمایا: اکابر کو اس کا قصد ہی نہیں ہوتا تھا کہ اپنے اوپر سے طعن کو ہٹا دیں اگر پڑے پڑنے دیتے تھے۔

خلق می گوید کہ خسرو یت پرستی می کند۔ آرے آرے می کند با خلق عالم کار نیست

بات یہ ہے کہ وہ اپنی نظر میں سب سے ذلیل ہوتے ہیں یہ بالکل وجدانی ہو جاتا ہے ۔کسی مدح کا اپنے کو مستحق نہیں سمجھتے بلکہ بخدا یہ تعجب ہوتا ہے کہ لوگ ہمارے معتقد کیوں ہیں باوجود اتنے عیوب کے اور بعضے تو اس قدر مغلوب ہوتے ہیں کہ اپنے عیوب کھولنے لگتے ہیں تا کہ لوگ معتقد نہ رہیں لیکن مقتدا کو ایسا نہ چاہئے اس میں عوام کا ضرر ہے۔ (فتدبر)

تنگی

عسر کی شکایت پر فرمایا کہ یہ انبیاء کی صفت ہے رزق جتنا مقدر میں ہوتا ہے اتنا ہی ملتا ہے اس کا کوئی خاص وظیفہ نہیں ۔ہاں دعاء کرنا چاہئے اللہ تعالی سکون دیں گے جب اللہ سے تعلق بڑھ جاتا ہے پھر پریشانی نہیں ہوتی اور تعلق پیدا کرنے کی سب سے بڑی ترکیب یہ ہے کہ خوب مانگا کرے۔

مجاہدہ کا ثمرہ

ملفوظ (۲۳۸) فرمایا: مجاہدہ کا ثمرہ اونچا رہتا ہے اور ناز و نعم کا ثمرہ نیچا رہتا ہے اس کی توضیح میں حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ درویش تھے یعنی عالم پورے نہ تھے گو

بے علم بھی نہ تھے وعظ میں سیدھی سیدھی باتیں فرمارہے تھے اور لوگ تڑپ رہے تھے اس مجلس میں ایک علامہ بھی حاضر تھے ان کے دل میں خیال گذرا کہ یہ عجیب بات ہے کہ ہم اتنے بڑے عالم ہیں لیکن ہمارے وعظ میں اثر نہیں اور یہ کم علم ان کے مضامین بھی عالی اور دقیق نہیں لیکن ان کے وعظ میں لوگوں کی یہ حالت ہے۔ان بزرگ کو ان کا خیال مکشوف ہوگیا۔فرمایا: ایک گلاس میں تیل پانی اور بتی تھی ایسی صورت میں تیل اوپر رہتا ہے اور پانی نیچے کیونکہ پانی وزنی زیادہ ہوتا ہے پانی نے تیل سے شکایت کی اور پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ میں نیچے رہتا ہوں اور تو اوپر حالانکہ میں پانی ہوں اور پانی کی یہ صفت ہے کہ وہ صاف وشفاف خود طاہر مطہر روشن خوبصورت خوب سیرت غرض ساری صفتیں موجود ہیں اور تو تیل خود بھی میلا اور جس پر گرے اسے بھی میلا کردے کوئی چیز تجھ سے دھوئی نہیں جاسکتی چاہئے یہ تھا کہ تو نیچے ہو اور میں اوپر۔مگر معاملہ برعکس ہے کہ میں نیچے ہوں اور تو اوپر؟ تیل نے جواب دیا کہ ہاں یہ سب کچھ ہے لیکن تم نے کوئی مجاہدہ نہیں کیا ہمیشہ نازونعم ہی میں رہے بچپن سے اب تک۔بچپن میں فرشتے آسمان سے اتار کر بڑے اکرام سے تم کو لائے پھر جس نے دیکھا عزت کے ساتھ برتنوں میں لیا بڑی رغبت سے نوش کیا تمہاری دھوپ سے حفاظت کی جاتی ہے میل کچیل اور گرد وغبار سے بچایا جاتا ہے گو اپنے مطلب کو سہی ہمیشہ عزت ہی عزت اور ناز ہی ناز دیکھا اور ہم نے جب سے ہماری ابتداء ہوئی ہے ہمیشہ مصیبتیں ہی مصیبتیں جھیلی ہیں سب سے اول تخم تھا سرسوں یا تل کا سب سے پہلے تو مصیبت کا

یہ سامنا ہوا کہ سیکڑوں من مٹی ہمارے اوپر ڈالی گئی سینہ پر پتھر رکھا چوتھے یہ کہ جب باہر نکلے تو آفتاب کی تمازت نے جگر بھون دیا۔ پانچویں مصیبت یہ جھیلنی پڑی کہ جب کچھ بڑے ہوگئے تو درانتی سے کاٹا گیا چھٹی مصیبت یہ کہ زیر وزبر کیا گیا اور بیلوں کے کھروں میں روندا گیا آخر میں ساتویں مصیبت غضب کی تھی کہ کولھو میں ڈال کر جو کچلا پاش پاش کردیا اس طرح ہماری ہستی ہوئی عمر بھر مجاہدوں میں گزری سو مجاہدہ کا ثمرہ اونچا رہتا ہے اور ناز ونعم کا ثمرہ نیچا رہتا ہے۔

ہاتھ چومنا

ملفو(۲۳۹) فرمایا: کہ مصافحہ تو سنت ہے۔ ہاتھ چومنا گو جائز ہے مگر سنت نہیں۔ اس کا مبنی شوق ہے اگر شوق ہو تو مضائقہ نہیں (ورنہ موقوف کردینا چاہئے)

بیوی زیادہ حسین نہ ہو

ملفوظ (۲۴۰) فرمایا: آج کل لوگ منکوحہ عورتوں میں حسن وجمال کو دیکھتے ہیں حالانکہ راحت اور فتنوں سے حفاظت اسی میں ہے کہ بیوی زیادہ حسین وجمیل نہ ہو حسن وجمال کی کمی قدرتی وقایہ ہے عرض کرنے پر فرمایا کہ حسن وجمال خدا تعالی کی نعمت ہے لیکن اس میں احتمال فتنہ غالب ہے۔

بے عمل عالم جاہل ہے

ملفوظ (۲۴۱) فرمایا: جو عالم اپنے علم پر عمل نہ کرے اور محبّ دنیا ہو وہ جاہل ہے کوئی ہو۔

بزرگوں کی نظر اخلاق باطنہ پر ہوتی ہے

ملفوظ (۲۴۲) فرمایا: ظاہری اعمال پر بزرگوں کی زیادہ نظر نہیں ہوتی کیونکہ ان کی اصلاح تو ایک منٹ میں ہوسکتی ہے یہ تو محض ارادہ کا بدلنا ہے۔ بے نمازی ایک منٹ میں نمازی ہوسکتا ہے بے ڈاڑھی والا ایک منٹ میں ڈاڑھی چھوڑ سکتا ہے شرابی ایک منٹ میں شراب سے پاک ہوسکتا ہے فاسق فاجر ایک منٹ میں متقی ہوسکتا ہے لیکن بڑی چیز جس پر بزرگوں کی نظر ہوتی ہے ۔اخلاق باطنہ ہیں مثلاً تکبر وغیرہ اس کی اصلاح نہایت دشوار ہے۔

ذلیل کیے بغیر ہدایت نہیں ملتی

ملفوظ (۲۴۳) فرمایا: کہ کتابوں میں بھی ثابت ہے اور تجربہ سے بھی ثابت ہے کہ نفس کو جب تک ذلت نہ دی جائے یہ سیدھا نہیں ہوتا اور یہ ظاہر ہے کہ اپنے ہاتھ سے ذلت نہیں ہوتی بازار میں کھڑے ہوکر خود اپنے ہاتھ سے اپنے سر پر جوتیاں بھی مارلے تب بھی ذلت نہ ہو ذلت تو جناب دوسرے ہی کے ہاتھ سے ہوتی ہے۔

ذکر جہری کا خلاصہ

ملفوظ (۲۴۴) فرمایا: کہ سب صاحب سن لیں کہ چشتیہ میں جو جہر ہے وہ محض اسی مصلحت سے ہے کہ اپنی آواز کان میں آتی رہے تا کہ خطرات نہ آویں ۔ یہ غرض خفیف جہر سے بھی حاصل ہوسکتی ہے بقاعدہ الضروری یتقدر بقدر الضروۃ ۔ بہت چلاّ چلاّ کر ذکر کرنا عبث فعل ہوا اور عبث فعل پسندیدہ نہیں۔ فقہاء نے ذکر جہری

کے جواز کی بھی شرط لکھی ہے تا کہ مصلین کو تشویش نہ ہو میرے وجدان میں تو متوسط جہر سے نمازی کو تشویش نہیں ہوتی زیادہ بلند آواز سے البتہ ہوتی ہے بلکہ مجھے تو اگر خفیف آواز کے ساتھ رسیلی آواز سے کوئی ذکر کر رہا ہو تو نیند آجاتی ہے۔عرض کیا گیا کہ خفیف جہر سے قلب پر بھی زیادہ اثر پہنچتا ہے۔

فرمایا: جی ہاں زیادہ پکارنے سے سب زور باہر نکل جاتا ہے اسلئے کہ قلب پر بھی اثر نہیں پڑتا۔

تہجد اور اس کی رکعات

ایک نو وارد صاحب کو حضرت نے چھ لَااِلٰـہَ اِلَّااللّٰـہ کی بعد تہجد تعلیم فرمائیں اور یہ بھی فرمایا کہ اگر پچھلی رات اٹھنا دشوار ہو تو بعد نماز عشاء قبل وتر تہجد کی نیت سے کچھ رکعتیں پڑھ لینا کافی ہے ۔تعداد رکعتوں کی زیادہ تر آٹھ ہونی چاہئے باقی کبھی شوق ہو تو بارہ تک اور کبھی کسل ہو تو چار رکعت تک۔

حقوق العباد

ملفوظ (۲۴۵) فرمایا: حقوق العباد جب کہ صاحب حق کے ورثہ سے معاف کرالے معاف ہو جائے گا۔

بدنظری کا کفارہ

ملفوظ (۲۴۶) فرمایا: آنکھوں کو نیچے رکھو اور اس گناہ کے کفارہ کیلئے پچاس نفلیں روزانہ پڑھا کرو اور مجھ کو برابر حالات کی اطلاع دیتے رہا کرو۔

تقدیر

تقدیر کے بارے میں بس مجملاً اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ توفیق نیکیوں کی اللہ تعالی دیتا ہے۔اور جس طرح توفیق دی ہے اسی طرح بندہ کو اختیار بھی دیا ہے اور ایسا ہی اختیار ان کو بدی کرنے کا بھی دیا ہے پتھر کی طرح مجبور نہیں ہے۔

مقبول عنداللہ

ملفوظ (۲۴۷) فرمایا: اصلی حالت عقائد اختیاریہ کی صحت اور اعمال ضروریہ کی پابندی اور معاصی سے اجتناب اور دنیا سے محبت نہ ہونا ہے جس کو یہ میسر ہو عنداللہ مقبول ہے۔

طریق میں فائدہ

ملفوظ (۲۴۸) فرمایا: اس طریق کی مناسبت تو شیخ کے پاس رہنے سے اور افادات کے سننے سے حاصل ہوتی ہے خصوص کام کرتے رہنے اور اطلاع دیتے رہنے سے۔

لوگوں سے الگ تھلگ

ایک مرید نے لکھا کہ آدمیوں سے الگ تھلگ رہنے کو جو جی چاہتا ہے تو بات بات پر غصہ آجاتا ہے مگر ضبط کر لیتا ہوں یہ کبر کا شائبہ تو نہیں۔تحریر فرمایا کہ یہ کبر نہیں ہے۔تو حش عن الخلق ہے جو مسبب ہے انس مع الحق سے اور کبھی سبب بھی ہوجاتا ہے انس مع الحق کا بے فکر رہیں ہاں برتاؤ میں اعتدال سے تجاوز نہ کریں زیادہ فکر نہ کریں۔

عملیات کی طرف رجوع کرنا مناسب نہیں

ملفوظ (۲۴۹) فرمایا: کہ طالبان حق کیلئے عملیات کی طرف رجوع کرنا مناسب نہیں البتہ دعاء کرنا مناسب حاجات مشروعہ کیلئے مسنون اور نافع ہے۔

حضورِ قلبی

ایک صاحب نے لکھا کہ ذکر کے وقت نیز نماز میں نہ حضور قلب ہوتا ہے نہ جمعیت خاطر۔ تحریر فرمایا کہ حضور کے دو درجے ہیں اختیاری اور دوسرا غیر اختیاری اگر اول مراد ہے تو اس کے انتفاء یا اختیار کو آپ با اختیار رفع کر سکتے ہیں اور اگر ثانی مراد ہے تو اس کا وجود خود ہی مطلوب نہیں ہوتا گو محمود ہے۔ مگر مقصود نہیں تو پھر مقصود ہونے کا کیا غم۔

شکستگی

ملفوظ (۲۵۰) فرمایا: کہ بس شکستگی ہی تو میری نظر میں ایک دل پسند ادا ہے۔ اللہ کے سامنے یا اللہ کیلئے (راقم)

مراقبہ میلان الی الامرد کا

ایک صاحب نے غیبت اور میلان الی الامرد میں ابتلاء کے متعلق لکھا تھا تو تحریر فرمایا کہ مراقبۂ عقوبت نار روزانہ پندرہ منٹ تک کیا جاوے اور صدور تقاضہ کے وقت ہمت سے کام لیا جاوے۔

نماز ناقص ہو مگر حدود میں ہو تو ہو جاتی ہے

ایک مرید نے لکھا کہ نماز میں جی لگتا ہے نہ ذکر میں نہ کلام مجید پڑھا جاتا ہے اور دنیا کا کوئی کام بھی نہیں ہوتا کہ فرصت نہ ہو۔ جواب تحریر فرمایا کہ کام تو جس طرح آن پڑے کرنا ضروری ہے خواہ ناقص ہی ہو تکمیل کا یہی طریقہ ہے اگر بدنویس اسلئے مشق کرنا چھوڑ دے کہ اچھا نہیں لکھا جاتا تو اس کو اچھا لکھنا کبھی نہیں آئیگا اسی سلسلہ میں فرمایا کہ عمل ناقص کو بھی چھوڑنا نہیں چاہئے جیسے بنیاد کے مضبوط ہونے کا اہتمام کرتے ہیں مگر اس کے خوشنما ہونے کے پیچھے نہیں پڑتے اس میں روڑے وغیرہ بھی بھر دیتے ہیں اور بعد میں اس پر بڑی بڑی کوٹھیاں تیار ہوتی ہیں اسی طرح عمل ناقص بنیاد ہے عمل کامل کی بنیاد کے کمال اور ناقص ہونے پر نظر نہ کی جاوے جو کچھ اور جس طرح ہو سکے کرتا رہے اصول کے موافق ہو چاہے اس میں نقصان ہی ہو جیسے نماز گو ناقص ہو مگر حدود میں ہو تو وہ ہو جاتی ہے بلکہ ایسی عبادت میں اجر زیادہ ہوتا ہے جس میں جی نہ لگے کیونکہ وہ مجاہدہ ہے یہ طریق بہت ہی نازک ہے محض کتابیں پڑھ لینے سے کام نہیں چلتا فہم کامل اور ذوق سلیم کی ضرورت ہے اور یہ اس کو عطا ہوتا ہے جس پر حق تعالیٰ فضل فرمادے۔

ایمانی قوت کا واقعہ

قوت یقین کے متعلق یہ حکایت بیان فرمائی کہ علاء حضرمی ایک صحابیؓ ہیں جس وقت اسلامی لشکر بحرین کو روانہ ہوئے ہیں درمیان میں سمندر حائل تھا کنارے پر پہنچ

کرسب نے رائے دی کہ کشتیوں کا انتظام کیا جاوے انہوں نے فرمایا کہ خلیفۂ رسول ﷺ نے تاکید فرمائی تھی کہ کہیں ٹھہرنا نہیں میں ٹھہر نہیں سکتا ابھی جاؤں گا۔ اور حق تعالی سے دعاء کی کہ آپ نے موسیٰ علیہ السلام کو سمندر میں راستہ دیا تھا ہم محمد ﷺ کے غلام ہیں ہم کو بھی سمندر میں راستہ دید یجئے یہ کہہ کر سمندر میں گھوڑا ڈال دیا پھر تو سب ساتھ ہوئے اور صاف سمندر سے پار ہو گئے دیکھنے کے قابل بات ہے کہ اس پر اطمینان کس قدر تھا خطرہ تک اس کے خلاف کا قلب پر نہیں گزرا کیا ٹھکانہ ہے ان کی قوت ایمانیہ کا کوئی ان حضرات کی ریس کر سکتا ہے آج کل باتیں بگھاڑتے پھرتے ہیں پہلے ان جیسا ایمان تو اپنے اندر پیدا کرلیں نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ ہیبت چھا گئی تمام بحرین پر کہ یہ آدمی ہیں یا فرشتے۔ قوت یقین وہ چیز ہے۔

جوتیاں کھانے کیلئے تیار ہو جاؤ

ملفوظ (۲۵۱) فرمایا: کہ یہ طریق بہت ہی نازک ہے اس میں قدم رکھنے سے پہلے اپنی شان اپنے کمالات سب کو فناء کر دے اور مصلح کی ہر بات اور ہر تعلیم پر عمل کرنے کیلئے اپنے کو آمادہ کر لیں اس راہ کیلئے پہلی شرط یہ ہیکہ ایسا بن جاوے۔

در رہ منزل لیلیٰ کہ خطرہا شب بجاں۔ شرط اول قدم آں ست کہ مجنوں باشی

حتی کہ جوتیاں کھانے تک تیار ہو جائیں اور جو جوتیاں کھانے کو تیار ہو گیا اس نے گویا جوتیاں کھا ہی لیں۔ اور اس کی اصلاح ہو ہی گئی آمادہ ہونا ہی تو مشکل ہے اسلئے کہ آمادگی وہی معتبر ہے جو خلوص دل سے ہوا اور خلوص دل سے وہی آمادہ ہوتا ہے جو اپنی

شان نہیں رکھتا اور یہی اصل چیز ہے کام کی کہ اپنے کو مٹا دیں فناء کردیں ورنہ محض جوتیاں کھانے سے بھی کیا ہوتا ہے۔

مناسبت ضروری

ملفوظ(۲۵۲) فرمایا: کہ اس طریق میں مصلح کے ساتھ مناسبت ضروری چیز ہے بدون نسبت کے طالب کو نفع نہیں ہوسکتا یہی وجہ ہے کہ میں عدم مناسبت کی بناء پر طالب کو مشورہ دیتا ہوں کہ مجھ سے تم کو نفع نہیں پہنچے گا اگر تم چاہو تو کسی دوسرے مصلح کا نام بتلا دوں۔

تصویر

ملفوظ(۲۵۳) فرمایا: شیشہ میں جو صورت نظر آتی ہے اس کو دوسری تصاویر پر قیاس نہیں کر سکتے اسلئے کہ اس کی صورت یہ ہے کہ آپ کی نگاہ کی شعائیں جو اس پر پڑتی ہیں تو وہ شعائیں واپس ہو کر چہرہ پر پڑتی ہیں تو یہ چہرہ نظر آتا ہے اس میں کچھ بھی نہیں مرئی یہ خود ہی ہوتا ہے پس وہاں تصویر ہی کہاں ہوتی ہے جو قیاس کو دخل دیا جاوے۔

شیخ کے اوصاف

ملفوظ(۲۵۴) فرمایا: کہ ایک رسالہ میں ایک ایسا جامع مضمون لکھا دیکھا کہ اگر وہ ذہن میں آجائے تو پھر سارے رسالے کی ضرورت ہی نہ رہے کہتے ہیں کہ شیخ میں دین ہونا چاہئے انبیاء کا سا۔اور سیاست یعنی دارو گیر ومحاسبہ ومعاقبہ سلاطین کا سا تجویز اطباء کی سی کہ وہ ہر شخص کا جدا علاج تجویز کرتا ہے ایک صاحب نے عرض کیا کہ

حضرت شیخ میں انبیاء کا سا دین کیسے ہوسکتا ہے فرمایا یہ مراد نہیں کہ ان کے برابر ہو مطلب اخلاق میں تشبیہ ہے یعنی اعمال میں غوائل دنیا اور خواہشات نفس کی آمیزش نہ ہو جس میں یہ باتیں ہوں وہ شیخ ہوسکتا ہے۔

اصلاح کی فکر

ملفوظ (۲۵۵) فرمایا: کسی کے پاس نرے رہنے سے کیا ہوتا ہے جب تک انسان کو اپنی اصلاح اور تربیت کی فکر نہ ہو۔

محاسبہ کی ضرورت کیوں

ملفوظ (۲۵۶) فرمایا: کہ میں نے جو لوگوں کے زعم میں ایک نئی بات جاری کہ ہے جو اپنے بزرگوں میں بھی اس درجہ نہ تھی اور وہ محاسبہ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت بغیر اس کے کام چلنا دشوار تھا اس کی نظیر یہ ہے کہ حد خمر حضرت عمر فاروقؓ نے مقرر کی جو نہ حضور ﷺ کی عہد میں تھی نہ حضرت صدیق اکبرؓ کی عہد میں تھی اگر حضرت عمرؓ پر کوئی بھی اعتراض کرے جو مجھ پر کیا جاتا ہے کہ وہ کام کرتا ہے جو بزرگوں نے نہیں کیا تو جو جواب اس کا حضرت عمرؓ کی طرف سے ہوگا وہی اس عمر کی یعنی میری طرف سے بھی خیال کرلیا جاوے وہ جواب یہی ہے کہ ان حضرات کے زمانہ میں تعزیر اور محاسبہ کی ضرورت نہ تھی اور اب ہے۔

علم فقہ میں بھی تصوف

ملفوظ (۲۵۷) فرمایا: فقہی کتاب میں تصوف ہی ہے کیونکہ اس کے ذریعے سے

حلال وحرام کی تمیز ہوگی ۔حرام سے بچیں گے تو اس سے نور پیدا ہوگا علم وعمل کی توفیق ہوگی اوراس سے بھی قرب الٰہی نصیب ہوگا یہی تو تصوف ہے۔

اصلی کام

ملفوظ (۲۵۸) فرمایا: اگر ذکر اللہ کو اپنا اصلی کام سمجھ لو تو جو کام اس میں مخل ہوگا اس سے جی گھبرائے گا اور معاصی سب اس میں مخل ہیں۔اس لئے ان سب سے نفرت ہو نے لگے گی۔

تسبیح ہاتھ میں رکھو

ملفوظ (۲۵۹) فرمایا: تسبیح ہاتھ میں رکھنے سے خدا یاد آتا ہے اسی لئے صوفیہ نے اس کا نام مذکرہ رکھا ہے اگر یہ کہو کہ تسبیح ہاتھ میں رکھنے سے لوگ ہنسیں گے تو جواب یہ ہے کہ لوگ چاہیں ہنسیں لیکن تم نہ روؤ گے اب لوگ تم پر ہنسیں گے اور کل قیامت میں تم ان پر ہنسو گے پس اب ان کو ہنسنے دو اگر تم کو کہیں سے ہزار روپے ملتے ہوں مگر ان کو لینے میں لوگ ہنستے ہوں تو انصاف سے کہو کہ وہاں روپئے لیتے ہو یا ہنسی کے خیال سے چھوڑ دیتے ہو۔یقیناً لے لیتے ہو اور ان کی ہنسی کی کوئی پرواہ نہیں کرتے آخر وجہ کیا کہ وہاں تو ہنسی کی پرواہ ہے اور یہاں نہیں۔بات یہ ہے کہ اس کو نفع کی چیز سمجھتے ہو اور نفع کی چیز میں ہنسی کی پرواہ نہیں کی جاتی پھر کیا یاد خدا نافع نہیں ہے اگر نافع ہے تو اس کی کیا وجہ کہ روپیہ کے لینے میں ہنسی مانع نہیں ہے اور ذکر خدا میں مانع ہے اور یہ ہنسی بھی جب ہی تک ہے کہ پہلے پہلے کام کر رہے ہو پھر چند روز کے بعد کوئی نہیں ہنستا بنظر

غائر دیکھئے تو اصل میں یہ ہنسی غفلت پر ہوتی ہے یعنی پہلے جو تم کو غفلت تھی وہی سبب اس وقت ہنسنے کا ہے چنانچہ جو شخص پہلے سے غفلت میں نہ ہو بلکہ ہمیشہ سے ذاکر ہو اس پر کوئی نہیں ہنستا تو خدا کے بندے جس بات پر پہلے ہنسی ہوئی تھی تم اب پھر اسی میں رہنا چاہتے ہو تسبیح ہاتھ میں لو چندروز کے بعد کوئی نہیں ہنسے گا بلکہ جب یہ معلوم ہو جائیگا کہ اب اس کی غفلت جاتی رہی تو اب ہنسنا کہاں اب تو اس کے پاؤں چومیں گے۔ حضرت محمد ﷺ کے زمانہ میں کفار اسلام پر ہنستے تھے اور قرآن پر ہنستے تھے اِتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا. اس کو کھیل کود بنا رکھا تھا تو کیا ان کے ہنسنے سے صحابہؓ نے اسلام کو چھوڑ دیا۔

نیک کام لسٹم پسٹم کیئے جاؤ

ملفوظ (۲۶۰) فرمایا: کہ نیک کام کرتے رہو جیسے بھی ہو لسٹم پسٹم کیئے جاؤ کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ اول انتظام سے نہیں ہوتا۔ جی نہیں لگتا تو اس کی پروا مت کرو جیسے ہو کرو جس دن توفیق ہو کرو یہ خیال نہ کرو کہ کل تو کیا نہیں آج کرنے سے کیا فائدہ ہو گا جیسے بھی بنے کیئے جاؤ۔ مولانا فرماتے ہیں۔

دوست دارد دوست ایں آشفتگی۔ کوشش بیہودہ بہ از خفتگی

اندریں رہ می تراش و می خراش۔ تا دم آخر دمے فارغ مباش

یعنی دھن ہونا چاہئے اگرچہ عمل میں کوتاہی ہو جاوے۔ ناغہ ہو جاوے ہونے دو ممکن نہیں کہ راہ پر نہ آؤ۔

قیامت قریب ہے

ملفوظ (۲۶۱) فرمایا: کہ ہم لوگ قیامت کو دور سمجھتے ہیں ورنہ حقیقت میں وہ بہت ہی قریب ہے چنانچہ ارشاد ہے۔
اِنَّھُمْ یَرَوْنَہٗ بَعِیْدًا وَّنَرَاہُ قَرِیْبًا ۔ دیکھئے چیونٹی کے نزدیک ایک فرلانگ اتنی دور ہے جتنا آپ کے نزدیک یہاں سے امریکہ اور آپ کے نزدیک فرلانگ بہت ہی قریب ہے اور اگر کسی کی کوئی سمجھ میں قیامت کا قرب نہ آئے تو وہ یوں سمجھ لے اگر قیامت کبری گو دور سہی مگر قیامت صغری یعنی موت تو قریب ہے۔

کوئی طاعت فوری جزاء سے خالی نہیں

ملفوظ (۲۶۲) فرمایا: کہ میں بقسم کہتا ہوں کہ کوئی طاعت فورًا اجزاء سے خالی نہیں ہوتی اسی طرح کوئی معصیت فورًا سزا سے خالی نہیں ہوتی ۔مگر صحت ذوق کی ضرورت ہے اہل ذوق کو طاعت سے اس قدر انبساط اور فرح ہوتا ہے جیسا انبساط قریب قریب جنت میں ہوگا۔اور اس وقت دنیا کی سلطنت کی بھی ان کی نظروں میں کچھ حقیقت نہیں ہوتی ۔مگر نہیں یہ انبساط اور فرح کیسے ہو ہم کو دنیا کے سانپ نے ڈس لیا ہے جس سے مذاق بگڑ گیا ہے اگر ہم بھی ذوق صحیح پیدا کرلیں تو اس کی لذت محسوس ہو۔اسی طرح معصیت سے قلب میں اس قدر تنگی اور پریشانی ہوتی ہے کہ سر پر ہزاروں تلوار پڑیں تب بھی ایسی کلفت نہ ہو۔

مجذوب کی ذمہ داری

ملفوظ (۲۶۳) فرمایا: یہی مجذوب ہیں (جو مجاہدہ کی برکت سے مسلوب العقل ہو گئے ہیں) جن کے سپرد کارخانہ تکوینیہ ہے اوراس کے انتظام کی ذمہ داری ہے۔

شہوت کی مقاومت سے نور پیدا ہوتا ہے

ملفوظ (۲۶۴) فرمایا: کہ ملکات رذیلہ اپنی ذات میں مذموم نہیں ہوتے شہوت ہے وہ بالذات مذموم نہیں چنانچہ جس شخص کی شہوت قوی ہے اس کی مقاومت سے زیادہ نور پیدا ہوتا ہے اور جس کی قوت شہوت کمزور ہے اس کی مقاوت سے وہ نور نہیں پیدا ہوتا تو مدارقرب خداوندی افعال اختیاریہ ہوئے جہاں اختیار کا زیادہ استعمال کیا گیا وہاں زیادہ قرب ہوا۔

خشوع پیدا کرنے کا طریقہ

ملفوظ (۲۶۵) فرمایا: خشوع نام ہے حرکت فکریہ کے سکون کا اوراس کی تحصیل کا طریقہ یہ ہے کہ ایک محمود شئی کی طرف متوجہ ہو جائے۔اس سے دوسری حرکات غیر محمودہ بند ہو جائینگی اور تجربہ سے معلوم ہوا کہ اس توجہ میں زیادہ کنج کاؤ کرنا موجب ثقل ہے معتدل توجہ کافی ہے ورنہ حدیث مَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔ کا مصداق ہوگا اب اگراس درجہ کے ساتھ دوسرے وساوس مستحضر ہو جاویں تو مضر نہیں کیونکہ یہ اس کا فعل نہیں اس کی ایسی مثال ہے کہ جیسے آنکھ سے کسی خاص لفظ کو قصداً دیکھیں تو اس کے ساتھ اس کے ماحول پر نظر ضرور جاتی ہے مگر چونکہ یہ نظر قصدا نہیں اسلئے یہ

کہیں گے کہ فلاں لفظ خاص دیکھا اور ماحول کو خود نہیں دیکھا بلکہ خود نظر آ گیا۔

تعویذ میں قوت خیالیہ کام کرتی ہے

ملفوظ (۲٦٦) فرمایا: تعویذ سے اچھا ہو جانا کچھ تعویذ دینے والے کی بزرگی کی وجہ سے تھوڑا ہی ہوتا ہے بلکہ جس کی قوت خیالیہ قوی ہوتی ہے اس کے تعویذ میں زیادہ اثر ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر کوئی شخص بہت زیادہ قوت خیالیہ رکھتا ہو تو اس کے محض سوچنے ہی سے جاڑا بخار اتر جاتا ہے چاہے وہ کافر ہی ہو کیونکہ یہ قوت تو اس میں بھی موجود ہے اور یہ مشق سے اور بڑھ جاتی ہے بالخصوص بعض طبائع کو تو اس سے خاص مناسبت ہوتی ہے۔

بے فضل عقل کسی کام کی نہیں

ملفوظ (۲٦۷) فرمایا: نری عقل سے کچھ نہیں ہوتا جب تک فضل بھی نہ ہو خدا کی قسم عقل پر ناز کرنا بے عقلی اور بے راہی ہے اسلئے اگر کسی کو اپنی عقل پر ناز ہو تو اس خیال کو دور کرے نری عقل کچھ کام نہیں آتی۔ بڑے بڑے عقلاء نے ٹھوکریں کھائی ہیں دیکھئے بڑی رفتار گھوڑے کی یہ ہے کہ دامن کوہ تک پہنچا دے اس کے بعد گھوڑا بالکل بیکار وہاں تو ہوائی جہاز کی ضرورت ہے۔

فہم خاطر تیز کردن نیست راہ۔ جز شکستہ می نگیرد فضل شاہ

یعنی وہاں تو شکستگی ہی کام دیتی ہے عقل کچھ کام نہیں دیتی۔

وسوسہ

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت وسوسہ کیا شئی ہے؟ فرمایا کہ جو امر منکر بلا اختیار قلب پر وارد ہو جاتے ہیں اسی کو وسوسہ سمجھتا ہوں مگر چونکہ بلا اختیار ہے اسلئے مضر نہیں۔

حقوق الشیخ

ملفوظ (۲۶۸) فرمایا: حقوق الشیخ کا آسان خلاصہ یہ ہے کہ کسی کی دل آزاری نہ ہو نہ قول و فعل سے نہ حرکات سکنات سے۔

معاصی سے نجات کا طریقہ

ملفوظ (۲۶۹) فرمایا: معاصی ماضیہ کے تدارک کیلئے استغفار کرے اور آئندہ کیلئے نفس پر جرمانہ مقرر کرلے خواہ بدنی ہو یا مالی ہو حضور ﷺ نے اس حدیث میں مَنْ قَالَ تَعَالَ اُقَامِرُکَ فَلْیَتَصَدَّقْ ۔اس کی لم پر نظر فرمائی ہے کہ مقامرہ کی وجہ حب مال ہے تو تصدق سے محبت مال نکل جائیگی اسلئے جرمانہ مقرر فرمایا۔

رہبر کامل کی ضرورت

ملفوظ (۲۷۰) فرمایا: کہ یہ طریق بہت نازک ہے اسلئے رہبر کامل کی ضرورت ہے بعض اوقات ماضی پر افسوس کرنا بھی حجاب مستقبل کا ہو جاتا ہے کہ اس تأسف میں غلو کے ساتھ مشغول ہو کر آئندہ کیلئے معطل ہو جاتا ہے۔

دین پر عمل کرنے کا مدار

ملفوظ (۲۷۱) فرمایا: کہ اہل علم کے کام کی بات بتلاتا ہوں کہ دین پر عمل کرنے کا مدار سلف صالحین کی عظمت پر ہے اسلئے حتی الامکان ان پر اعتراض وتنقیص کی آنچ نہ آنے دینا چاہئے۔

بلاضرورت تعلق مضر ہے

ملفوظ (۲۷۲) فرمایا: کہ جب تک نسبت مع الخلق راسخ نہ ہو تعلق مع الخلق بلا ضرورت سراسر مضرت ہے اور جو منفعت سوچی جاتی ہے کہ ادائے حق خلق ہے وہ حق خلق بھی جب ہی ادا ہوتا ہے کہ نسبت مع الخالق راسخ ہو جائے ورنہ نہ حق خالق ادا ہوتا ہے نہ حق خلق یہ تجربہ ہے ایک کا نہیں بلکہ ہزاروں اہل بصیرت کا ہم اور آپ سے زیادہ اہل تمکین نے ایسے تعلقات کو چھوڑ دیا ہے۔

اپنی باتوں میں نفسانیت کی تحقیق

ملفوظ (۲۷۳) فرمایا: کہ جس بات میں نفسانیت کا شمول ہوتا ہے اس میں خاصیت یہی ہے کہ دوسرے کو اس سے نفرت ہوتی ہے لیکن چونکہ آدمی کی طبیعت میں اپنے ساتھ حسن ظن رکھا ہوا ہے اس واسطے خود اس کام کو کرتے ہوئے برائی نہیں معلوم ہوتی اسی واسطے محقق نے بھلے برے کی یہ بھی ایک شناخت مقرر کی ہے جس کام کی نسبت یہ معلوم کرنا ہو کہ یہ اچھا ہے یا برا اور اس میں نفسانیت شامل ہے یا نہیں اس میں اس طرح غور کرو کہ یہ کام دوسرا آدمی کرے تو ہم کو برا معلوم ہوگا یا نہیں اور اس سے اکثر

باتوں کا حسن و قبح معلوم ہو جاتا ہے۔

جھوٹی بات میں رنگینی ہوتی ہے

ملفوظ (۲۷۴) فرمایا: جھوٹی بات کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ اس میں رنگینی خوب ہوتی ہے اور سامعین کو نفسانی لطف خوب آتا ہے اور سچی بات میں رنگینی نہیں ہوتی۔

مدرسہ والے زکوۃ کی رقم اس طرح استعمال کریں

ملفوظ (۲۷۵) فرمایا: کہ اہل علم کو چاہئے خصوصاً اہل مدارس کو زکوۃ کا روپیہ جو مدرسہ میں دیا جاتا ہے اس کو فوراً تملیک کر کے مدرسہ میں داخل کرلیا کریں ورنہ بصورت عدم تملیک اگر مزکی مرگیا تو اس مال زکوۃ میں میت کے ورثاء کا حق متعلق ہو جائیگا نیز حولان حول کے بعد اس پر زکوۃ بھی واجب ہوگی اگر وہ بقدر نصاب ہوا۔

مثنوی شریف کا مطالعہ ضروری ہے

ملفوظ (۲۷۶) فرمایا: تجربہ سے معلوم ہوا کہ مثنوی سے خالی ذہن شخص کا استنباط گمراہی ہے۔ صحیح طریق یہ ہے کہ مسائل دوسری جگہ سے حاصل کرے پھر اس پر مثنوی کو منطبق کرے یہ مثنوی دانی کا بڑا کمال ہے اس اصل کو پیش نظر رکھو تو فائدہ ہوگا۔

شیخ سے مناسبت ضروری ہے

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا: کہ اس طریق میں نفع کا مدار مناسبت پر ہے پہلے مناسبت پیدا کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ میں جو لوگوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ کچھ روز

آ کر یہاں قیام کرو۔اور زمانۂ قیام میں مکاتبت مخاطبت نہ ہو اس کی صرف یہی وجہ ہے کہ مناسبت پیدا ہو جائے لوگ اس کو بہت ہی سخت شرط بتلاتے ہیں حالانکہ اس کی ہی سخت ضرورت ہے جب تک یہ نہ ہو مجاہدات ریاضات مراقبات مکاشفات سب بیکار ہیں کوئی نفع نہ ہوگا ایک مولوی صاحب نے عرض کیا اگر طبعی مناسبت نہ ہو اور عقلی پیدا کر لی جاوے فرمایا کہ کوئی بھی ہونا چاہئے نفع اسی پر موقوف ہے۔

مومن کو پریشان نہ کرنے والی چیز

مومن کو پریشان نہ کرنے والی چیز صرف ایک ہے حق تعالی کی عدم رضا۔ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میرے لڑکے بہت ہی بدشوق ہیں تعلیم کی طرف ان کو قطعاً التفات اور رغبت نہیں اس سے میرا قلب پریشان رہتا ہے فرمایا کہ قلب کے پریشان اور مشوش رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔مومن کو پریشان کرنے والی چیز بجز ایک چیز کے اور کوئی چیز نہیں وہ حق تعالی کی عدم رضا ہے۔اس سے تو مومن کے قلب میں جتنی بھی پریشانی ہو اور جو بھی حالت ہو وہ تھوڑی ہے جب کہ رضا کا اہتمام اپنی وسعت اور قدرت کے موافق ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ مومن کا قلب پریشان اور مشوش ہو۔اسلئے کہ صرف تدبیر ہمارے ذمہ ہے۔مثلاً تعلیم اولاد کیلئے شفیق استاذ کا تلاش کر دینا۔کاغذ قلم دوات کا مہیا کر دینا کتابوں کا خرید دینا مزید برآں علم کے منافع وفضائل سنانا۔اس کے بعد جو نتیجہ ہو اس پر رضا وتفویض ہی سے کام لینا مناسب ہے۔

رشوت پر زکوۃ

ملفوظ (۲۷۷) فرمایا: کہ رشوت کی رقم پر بھی زکوۃ واجب ہے گو مقبول نہ ہو مگر نہ دینے سے زیادہ مردودیت ہے۔

کثرت کلام بڑائی کی علامت

ملفوظ (۲۷۸) فرمایا: کثرت کلام اسی وقت ہوتی ہے جب اپنی بڑائی ذہن میں ہو اور اپنی بڑائی نظر اسی وقت آتی ہے جب حق تعالی سے غفلت ہو نتیجہ یہ نکلا کہ کثرت کلام کی اسی وقت ہوسکتی ہے جب حق تعالی سے غفلت ہو اور خدا سے غفلت ایک مرض نہیں بلکہ مجموع الامراض ہے تو جس شخص کو دیکھو کہ کثرت کلام میں مبتلا ہے تو سمجھ لو کہ وہ ایک مرض میں مبتلا نہیں بلکہ بہت سے امراض میں مبتلا ہے اور اس میں وہ تمام امراض موجود ہیں جو ترفع اور تکبر کی فرع ہیں۔

اپنے کو بڑا سمجھنے میں مفاسد ہی مفاسد ہیں

ملفوظ (۲۷۹) فرمایا: صاحبو! اپنے کو بڑا سمجھنا ایسا فعل ہے جس میں مفاسد ہی مفاسد ہیں آدمی اپنے کو بڑا نہ سمجھے۔

اگر یوں ذہن میں نہ آوے تو چاہئے بہ تکلف اس کی مشق کرے اہل اللہ نے اس کی تدابیر لکھی ہیں وہ یہ ہیں کہ اپنے سے چھوٹے کو دیکھے تو اس وقت یہ خیال کرے کہ یہ مجھ سے عمر میں چھوٹا ہے اس نے گناہ کم کئے ہیں میری عمر زیادہ ہے گناہ بھی میرے زیادہ ہوں گے اور اپنے سے بڑے کو دیکھے تو یوں خیال کرے کہ اس کی عمر زیادہ ہے

اس نے نیکیاں مجھ سے زیادہ کی ہوں گی لوگ ان باتوں کو تو ہمات سمجھتے ہیں لیکن یہ تو ہمات ہی کام دینے والے ہیں۔

شریعت نے ظاہری محبت سے منع کیا ہے

ملفوظ (۲۸۰) فرمایا: شریعت نے بناوٹ اور محض ظاہری محبت سے منع کیا ہے لیکن اس محبت کی تعلیم وہی ہے جو ظاہر و باطن اور حاضر و غائب ہر حالت میں یکساں ہو جس میں للّٰہیت کے سوا کچھ نہ ہو ایسی محبت کی بے انتہاء فضیلت حدیث میں وارد ہے چنانچہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن نداء دی جائیگی۔ اَیْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰہِ اُظِلُّھُمْ فِی ظِلِّی یَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلِّی۔ پھر آپ نے فرمایا: یاد رکھئے اس محبت کیلئے سادہ ہی زندگی مناسب ہے اور جہاں تکلفات آئے بس محبت کی جڑ کٹی۔

سب غریب بن کر رہیں

ملفوظ (۲۸۱) فرمایا: کہ محبت دونوں طرف سے جب ہی ہوتی ہے کہ تساوی ہو اور مسلمانوں میں تساوی یا تو اسی طرح ہو سکتی ہے کہ سب امیر ہو جائیں اور یا اس طرح ہو سکتی ہے کہ سب غریب ہو جاویں اور ظاہر ہے کہ سب کا امیر بننا تو اختیاری نہیں ہاں غریب بننا اختیاری ہے بس باہم محبت کی صورت یہ ہے کہ سب غریب بن کر رہیں اس سے یہ مراد نہیں کہ اپنے اپنے اموال کو پھینک کر محتاج بن جائیں بلکہ غریب بننے سے مراد عادات اور معاشرات میں غریب بن جانا ہے اسی کو دوسرے لفظ میں کہا جاتا ہے کہ سادہ زندگی ہی میں محبت ہو سکتی ہے کہاں ہیں آج کل کے فلسفی جو ہمدردی

ہمدردی پکارتے پھرتے ہیں اور تنعم اور تکلف میں کھپے ہوئے ہیں کیا تنعم کے ساتھ ہمدردی و محبت جمع ہو سکتی ہے ہرگز نہیں کیوں کہ باہم محبت کیلئے مساوات شرط ہے۔

مانگنے والے کو بھی دینا حرام ہے

ملفوظ (۲۸۲) فرمایا: کہ فقہاء نے لکھا ہے کہ جس شخص کا مانگنا حرام ہے اس کو اس کے مانگنے پر دینا بھی حرام ہے البتہ دینے والے کو نہ معلوم ہو تو معذور ہے۔

کثرت سوال کا مطلب عمل نہ کرنا ہے

ملفوظ (۲۸۳) فرمایا: کہ کثرت سوال کا منشاء عمل نہ کرنا ہے (باریک بات ہے) جس کو کام کرنا ہوتا ہے وہ تو ذرا سا حکم پر اس کی تعمیل میں لگ جاتا ہے بلکہ وہ ڈرا کرتا ہے کہ اگر پوچھوں گا تو کوئی دشواری کام میں نہ پیدا ہو جائے اور پھر مجھ سے نہ ہو سکے اور جس کو کام کرنا نہیں ہوتا ہے وہی تقریریں چھانٹا کرتا ہے۔

کام وقت پر کرنے کا اہتمام

ملفوظ (۲۸۴) فرمایا: کہ وقت پر کام کرنے سے ذرا اہتمام تو کرنا پڑتا ہے مگر کام کر کے بے فکری ہو جاتی ہے اگر تساہل کیا جائے تو بعد میں بڑا بار اور دقت پیش آتی ہے میں نے یہ اسلئے کہا کہ اور لوگ بھی پابندی کریں۔

تکبر کرنے والے کے ساتھ تکبر عبادت ہے

ملفوظ (۲۸۵) فرمایا: کہ جو لوگ مولویوں کو حقیر سمجھتے ہیں ان کے ساتھ جو مولوی نرمی کرتے ہیں مجھ کو برا معلوم ہوتا ہے ان کے ساتھ معاملہ ہونا چاہئے اَلتَّکَبُّرُ مَعَ

الْمُتَکَبِّرِیْنَ عِبَادَۃٌ ۔جیسے یہ لوگ علماء کواحمق سمجھتے ہیں ان کو بھی دکھانا چاہئے کہ تم کو بھی کوئی احمق سمجھتا ہے ان سے تو یوں کہنا چاہئے کہ ہم سے تم میں سوائے تکلف کے کپڑوں کے اور کیا زیادہ ہے سو جن پر کپڑوں کا رعب ہوگا ان پر ہوگا ہم کپڑوں سے کیوں سمجھیں۔

اہل باطل کے مذہب کی ترقی کیسے ہوتی ہے

ملفوظ (۲۸۶) فرمایا: کہ اہل باطل کے مذہب کو جو کچھ ترقی ہوتی ہے وہ سعی اور روپیہ کے زور سے ہوتی ہے اور حق کو خود بخود ترقی ہوتی ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی وغیرہ کے مذہب کو جو کچھ ترقی ہوئی اس کا باعث یہی تھا۔ مرزا نے کتنے دنوں سے دعوی کیا مگر قابل غور بات یہ ہے کہ مرزا نے کتنے مسائل دینیہ کی تحقیق کی بس یہی رہا کہ میں مسیح موعود ہوں ۔فلاہوں میں کرشن ہوں ۔ مسیح کہنے سے عیساؤں کو نفرت ہوتی ہے ۔کسی کو بھی ہدایت نہیں ہوئی۔

آجکل دعوے ہی دعوے ہیں

ملفوظ (۲۸۷) فرمایا: آج کل ادعاء اور اظہار بہت ہے حالانکہ جو کام کرتے ہیں وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو اللہ کیلئے یا تو نفس کیلئے اگر اللہ کیلئے ہے تو اللہ میاں کا علم کافی ہے اور اظہار کی کیا حاجت ہے ۔اور اگر نفس کیلئے ہے تو کوئی نتیجہ نہیں پھر اظہار کس کا اس کا امتحان کہ یہ اللہ کیلئے یہ کام کر رہا ہے یا نفس کیلئے یہ ہے کہ اگر دوسرا شخص اسی کا م کا آجاوے تو یہ خود چھوڑ کر بیٹھ جائے اور غنیمت جانے کے اس نے میرا کام ہلکا

کردیا آج کل تو یہ حالت ہے کہ اگر ایسا ہو تو ذبح ہو جاویں نہ مولویوں میں اخلاص نہ مشائخ میں الا ماشاءاللہ۔

تقلیل تعلقات میں راحت ہے

ہمیں تو براءت عنداللہ چاہئے تقلیل تعلقات میں بڑی راحت ہے ورنہ ایک تعلق سے دوسرا پیدا ہوتا ہے۔ دوسرے سے تیسرا پھر سلسلہ ہی ختم نہیں ہوتا۔ دو بھائی تھے ایک بادشاہ دوسرا فقیر فقیر لنگی باندھا پھرتا ایک روز بادشاہ نے بلا کر کہا کہ بھائی مجھ کو تمہارے حال سے لوگوں کے روبرو بڑی غیرت آتی ہے۔ تم پائجامہ پہنو اچھی طرح رہو وہ بولے مجھ کو انکار نہیں پائجامہ کیساتھ ایک کرتہ بھی ہو۔ بادشاہ بولے کرتے بہت وہ بولے پھر کرتے کے ساتھ ٹوپی بھی ہونی چاہئے بادشاہ نے کہا کہ ٹوپی بھی بہت وہ کہنے لگے پھر گھوڑا بھی سواری کو ہونا چاہئے اس نے کہا کہ گھوڑا بھی بہت فقیر نے اسی طرح سلسلہ وار بہت سی حوائج کی ضروریات بیان کی بادشاہ نے کہا کہ سب چیزیں موجود ہیں آپ چلئے حتی کہ تخت سلطنت بھی حاضر ہے شاہ صاحب کہنے لگے میں پاجامہ ہی کیوں پہنوں جس کیلئے اتنے جھگڑے کرنا پڑے اسی طرح یہاں کا قصہ ہے کہ ہم مانگیں کیوں جس کیلئے رسید وغیرہ کے قصے کرنے پڑیں اس قصے سے حضرت والا کا کثرت تعلقات سے تنفر ثابت ہے۔

اصلاح کروانے کا طریقہ

حضرت نے ایک بار فرمایا: رفع شبہات اور اصلاح کا صحیح طریقہ یہ ہیکہ اصلاح

کیلئے کم ازکم چالیس دن فراغت کے تجویز کر لیجئے اور جن بزرگ محقق سے آپ کو مناسبت ہو اس مدت میں اس کے پاس رہئے اور جاتے ہی اپنے شبہات کی ایک فہرست اس کو دیدیجئے اور بولئے نہیں جو کہئے زبان سے نہ کہئے چاہے اس فہرست میں روزمرہ بڑھاتے جائے اور جو وہ کہے بغور اسے سنا کیجئے اور رات کو غور کیا کیجئے اسی طرح چالیس روز تک عمل رکھئے چالیس روز کے بعد اگر کوئی شبہ رہے تو کہنا میں زبانی نہیں کہتا مشاہدہ کراتا ہوں۔

پھر آپ نے فرمایا: اس میعاد میں جنید بغدادیؒ تو نہ بناؤں گا مگر انشاءاللہ مسلمان بنادوں گا طبیب کو امراض بتلادو پھر وہ ان امراض میں خود تربیت دے لیگا کہ سبب کیا ہے، فرع کیا ہے، یہ طبیب کا کام ہے اصل کا علاج کرے فرع کا علاج خود ہو جائے گا۔

ہندوؤں کا افطار کرانا کیسا ہے؟

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ ہندو اگر افطاری میں مٹھائی بھیجے تو اس کا کھانا کیسا ہے فرمایا: کہ فتوی کی رو سے جواز تو ہے مجھ کو غیرت آتی ہے کہ آئندہ یوں کہنے لگے کہ اگر ہم مدد نہ کرتے تو کیسے بہار ہوتی مسجد میں ایسے موقع پر ان کے شریک کرنے سے دو خرابیاں ہیں ایک تو امتنان (کافر کا احسان) دوسرے مسلمان میں کرم غالب ہے سوچتے سمجھتے ہیں نہیں پھر ان کے تہواروں میں مدد دینے لگتے ہیں ۔ ہندوؤں کا طریقہ یہ ہے کہ اول تو احسان کرتے ہیں پھر اپنا کام بناتے ہیں۔

فائدہ۔اس سے حضرت والا کی غیرت دین حذر از امتنان فراست تصلب فی الدین

ثابت ہوا۔

حاجی صاحبؒ کی طرف مولوی کیوں رجوع ہوتے ہیں

ایک صاحب نے دریافت فرمایا کہ مولویوں کو کیا ہوا کہ جو حضرت حاجی صاحبؒ کی طرف رجوع کرتے ہیں یہ لوگ تو خود لکھے پڑھے ہیں وہاں کیا چیز ہے جس کیلئے وہاں جاتے ہیں وہ کونسی باتیں ہیں جو کتابوں میں نہیں۔فرمایا: میں ایک مثال بتاتا ہوں فرض کرو کہ ایک شخص تو وہ ہے کہ جس کے پاس تمام مٹھائیوں کی فہرست موجود ہے مگراس نے چکھی ایک بھی نہیں اورایک شخص وہ ہے کہ نام تو ایک مٹھائی کا بھی اس کو یادنہیں مگر ہاتھ میں لئے ہوئے کھا رہا ہے بتلاؤ تو مٹھائی کے فوائد حاصل کرنے میں آیا وہ نام یادرکھنے والا اس حقیقت کو نہ جاننے والا محتاج ہے یا وہ حقیقت جاننے والا جو مٹھائی کھا رہا ہے ظاہر ہے کہ پہلا دوسرے کامحتاج ہے نہ کہ برعکس۔اسی طرح ہم اہل الفاظ ہیں اور حضرت معنی تو صاحب معنی محتاج نہیں ہوتا اہل لفظ کا اور صاحب لفظ صاحب معنی کامحتاج ہوتا ہے واقعی خوب حقیقت واضح ہوگئی جس سے علماءاورعرفاء میں فرق سمجھ میں آ گیا۔

میں تعویذ گنڈے کا فن کا آدمی نہیں ہوں

ملفوظ(۲۸۸)فرمایا: میں نے اعمال قرآنی کو اس وجہ سے لکھوایا ہے کہ لوگ کافروں جوگیوں وغیرہ کے پھندے میں نہ پھنسیں اور حدیث وقرآن ہی میں مصروف رہیں ورنہ مجھے تعویذ گنڈوں سے زیادہ دلچسپی نہیں اور نہ اس فن کا آدمی ہوں

۔اس سے حضرت والا کا تنفر عملیات سے معلوم ہوا۔

دیندار کا دنیا کی طرف تھوڑا متوجہ ہونا بھی باعث رنج ہے

ملفوظ (۲۸۹) فرمایا: کہ اگر دنیا دار تھوڑا سا بھی دین کی طرف متوجہ ہو تو غنیمت ہے اور اگر دیندار تھوڑا سا بھی دنیا کی طرف متوجہ ہو تو رنج ہوتا ہے ۔

بندہ آلہ ہے

ملفوظ (۲۹۰) فرمایا: کہ خدا تعالی کے بندے تو آلہ ہیں کہ حق تعالی انہیں ایسی ایسی باتیں سوجھا کر کام کرا لیتے ہیں اصل کمال تو اِلٰہ کا ہے۔آلہ کا کیا کمال ہے۔

طالب علم کا جرمانہ حبس مال ہے

فرمایا: ایک مولوی صاب نے جو کہ مدرسہ امداد العلوم میں مدرس تھے طلبہ کے سبق نہ یاد کرنے کے جرم میں بلا اجازت مشورہ حضرت والا کچھ جرمانہ کیا جب حضرت والا کو اس کی اطلاع ہوئی تو مولوی صاحب کو بلا کر فرمایا آپ نے طلبہ پر جرمانہ کیا ہے انہوں نے اقرار کیا۔فرمایا! جائز کہاں ہے انہوں نے یہ کہا کہ مالکوں ہی کو بعنوان انعام دیدیا جائیگا حضرت والا نے فرمایا کہ کسی کا مال حبس کرنا بلا رضا مندی کے کب جائز ہے تیسرے یہ کہ جرمانہ تو بچوں پر نہ ہوا ان کے ماں باپ پر ہوا کیوں کہ مال انہیں کا ہے آپ کا کام سکھلانے سمجھانے کا ہے نہ یاد کریں بلاء سے مت یاد کرو آپ نے شریعت کی مخالفت کیوں کی اور میری بلا اجازت یہ کام کیوں کیا۔

معدہ کمزور ہونے میں حکمت

فرمایا: معدہ کمزور ہونے میں کبھی حکمت ہے کہ لذائذ سے پرہیز ہوتا ہے یہ بھی سرکاری انتظام ہے کیوں کہ زیادہ کھانے سے جسم تازہ اور قلب کمزور ہوتا ہے اور کم کھانے سے جسم کمزور ہوجاتا ہے مگر قلب کو تازگی ہوتی ہے۔

انگریزی تعلیم یافتہ کو علماء کے پاس نہ آنیکی وجہ

ملفوظ (۲۹۱) فرمایا: کہ بعض انگریزی خواں طلبہ یہ کہتے ہیں کہ علماء ہمارے پاس آکر ہمیں ہدایت کریں میں نے اس کا جواب دیا کہ جب تبلیغ کی ضرورت نہیں رہی تو اب علماء کے ذمہ یہ ضروری نہیں کہ وہ لوگوں کے گھروں پر جاکر ان کو ہدایت کریں نیز اس میں شبہ ان کی حاجت مندی کا بھی ہوسکتا ہے پس یہی مناسب ہے کہ علماء اپنے مکان پر رہیں۔اور ان سے دین کی باتیں دریافت کریں۔

سولِ سرجن پر آپ نے کبھی اعتراض نہیں کیا کہ سولِ سرجن غیر شفیق ہے ہمارے پاس کمروں میں آکر علاج نہیں کرتا حالانکہ اس کو آپ کے پاس آنا آسان بھی ہے مگر خود آپ اس کے پاس جاتے ہیں اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ آپ امراض جسمانی کو تو مہلک سمجھتے ہیں اور امراض روحانی کو اس قدر مہلک نہیں سمجھتے بعض شبہ نکالتے ہیں کہ صاحب بعض ان میں مدعی ثابت ہوئے تو کس پر اعتماد کریں مگر میں کہتا ہوں کہ کیا مدعیان طب میں کوئی جھوٹا نہیں ہوتا مگر ان میں سے اچھا چھانٹ لیتے ہیں اسی طرح کیا علماء میں چھانٹ نہیں سکتے میرے ساتھ چلئے میں دکھلاؤں علماء کو، یہ شبہات سب

ڈھکوسلے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس چیز نے فرعون کو اتباع موسیٰ سے روکا تھا اسی نے ان کو اتباع علماء سے روکا یعنی (تکبر) اور خاص طور پر اس نئی تعلیم کا اثر ہے کہ ذلیل سے ذلیل آدمی اپنے آپ کو والیان ملک سے بڑھ کر سمجھتا ہے پرانے لوگوں میں شان انکساری وشکستگی کی ہے گو گنہگار ہوں۔

آرام طلب سے کام نہیں ہوتا

ملفوظ (۲۹۲) فرمایا: جس شخص کی طبیعت میں تنعم ہوتا ہے اس کا کام نہیں ہوسکتا اسی طرح فضول خرچ لوگوں میں مادہ فکر کا نہیں ہوتا اگر فکر ہو تو فضول خرچی ہی نہ کرے۔

بد دین کی کتاب میں بد دینی کا اثر

ملفوظ (۲۹۳) فرمایا: کہ یہ عجیب بات تجربہ کی ہے کہ بد دین آدمی اگر کسی اور بات کی نقل بھی کرے مثلاً بد دین نحو کی کتاب لکھے گو اس میں کوئی مسئلہ بد دینی کا نہیں ہے مگر اس کے دیکھنے سے بھی بد دینی کا اثر دل میں پیدا ہوگا۔

ترک سلام کی حقیقت

ملفوظ (۲۹۴) فرمایا: میں خود ترک سلام وکلام نہیں کرتا مگر جب دوسری طرف سے ہو تو میں تیار رہتا ہوں جہاں رعایت ہوگی ضرور مغلوب ہونا پڑے گا، جلب منفعت کیلئے دبنا بد دینی ہے اور دفع مضرت کیلئے دبنا البتہ خلاف دین ہے شریعت نے اجازت دی ہے۔

(فائدہ) اس سے حضرت والا کی شان استغنائی ثابت ہوئی۔ راقم کہتا ہے کہ اس سے

یہ بھی ثابت ہوا کہ دفع مضرت کیلئے ترک سلام وکلام بھی جائز ہے اور خاص کر جب مضرت دینی ہو۔

رائے برابر بھی کبر سے نفرت کیجئے

ملفوظ (۲۹۵) فرمایا: کہ جس میں رائے برابر بھی کبر ہوتا ہے اس سے مجھے بہت انقباض ہوتا ہے۔سلف میں ذکروشغل کا زیادہ اہتمام نہ تھا۔یہ ذکر وشغل کا غلبہ تو خلف میں ہوا ہے کیونکہ وظیفوں میں حظ اور لذت ہے، چنانچہ اگر حظ نہیں آتا تو شکایت کرتے ہیں اور مجاہدات میں کلفت ہے، چناچہ ایک قصہ یاد آیا کہ حضرت حافظ ضامن صاحب کے ایک خلیفہ تھے ان کے یہاں ایک مرتبہ چوری ہوگئی ان صاحب کا رئیسانہ مزاج تھا مگر تھے اہل نسبت ان صاحب نے ان کو بلایا وہ ڈر گیا اور باتیں دریافت کرتے وقت خوف کی وجہ سے اس کے کلام میں لغزش ہوئی اس کی وجہ سے اس پر کچھ شبہ ہوا ان صاحب نے اس کو مارا۔وہ مولانا گنگوہیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا حال بیان کیا۔مولانا کو بہت ناگوار ہوا۔مولانا نے ان صاحب کو رقعہ لکھا کہ اگر خدا تعالی آپ سے سوال کریں کہ آپ نے اس غریب کو کس حجت شرعیہ سے مارا تو آپ کے پاس کچھ جواب ہے اس کا جواب آپ تیار کرلیں اس رقعہ کو سن کر ان صاحب کا سر سے پاؤں تک سناٹا نکل گیا۔پس گنگوہ پیدل پہنچے مولانا اس وقت حجرے میں لیٹے تھے باہر ایک طالب علم بیٹھے تھے ان صاحب نے ان طالب علم سے کہا کہ مولانا کو اطلاع کردو کہ ایک ناپاک کتا آیا ہے اگر منہ دکھانے کے قابل ہو تو

منہ دکھاوے ورنہ کسی کنویں میں ڈوب مرے تاکہ یہ عالم پاک ہو، طالب علم نے اطلاع دے دی۔مولانا نے بلایا۔ان صاحب نے کہا کہ حضرت میں تو تباہ ہوگیا ۔مولانا نے فرمایا کیوں قصہ پھیلایا ہے گناہ ہوگیا توبہ کرلو یہی علاج ہے۔ ہمارے حضرت نے فرمایا کہ بعض دفعہ ایک شیخ دوسرے شیخ کے سامنے مبتدی ہوجاتا ہے۔ پھر وہ صاحب واپس آئے اور مجمع جمع کر کے جولاہہ کو بلایا اور کہا جتنا میں نے مارا تھا اتنا ہی مجھ کو مارلے۔اس نے کہا کہ مجھ سے ایسا نہیں ہوگا۔ان صاحب نے کہا کہ تو جب تک مجھے نہ ماریگا جب تک تجھے نہ چھوڑوں گا۔ پھر لوگوں نے کہا کہ صاحب بھلا اس کی مجال ہے کہ جو آپ کے ساتھ ایسا کر سکے اگر آپ اسے اس پر مجبور کریں گے تو یہ اس پر دوسرا ظلم ہوگا۔تب ان صاحب نے اسے چھوڑا پھر وہ صاحب جب تک زندہ رہے خدمت کرتے رہے۔

حضرت کا عید کی نماز پڑھانے سے انکار

ملفوظ (۲۹۶) فرمایا: عید کی نماز کیلئے بہت لوگوں نے چاہا کہ میں پڑھایا کروں مگر میں نے کبھی نہیں پسند کیا۔ کسی بات میں بناء کے وقت مصلحت ہوتی ہے مگر بعد میں وہی مصلحت سبب ضرر بن جاتی ہے مثلا اگر کسی خاص مصلحت سے امامت قبول کی جاتی تو ممکن ہے ہمارے مرنے کے بعد ہمارے جانشین (اگر نالائق ہوئے) دعوی استحقاق کرنے لگیں۔ مجھے تحزب اور مجمع بنانے سے سخت نفرت ہے چاہتا ہوں کہ ایسی گمنامی کے ساتھ زندگی ہو کہ کام تو سب ہوں مگر کسی کو خبر نہ ہو۔اور لوگ تو تعلق کا بہانا

ڈھونڈتے ہیں اور میں ترک تعلق کا بہانا ڈھونڈتا ہوں جی گھبراتا ہے تعلقات سے یہ ایک طبیعت کا رنگ ہے۔اشتہار وامتیاز کی کلفتوں اور تعب کو دیکھتا ہوں مقتدا بننے میں بار بہت پڑتا ہے بس اس بار کا تحمل نہیں۔

میں چھوٹا ہوں اسلئے اپنے ذمہ چھوٹا کام لیا ہے

ملفوظ (۲۹۷) دو کام ہیں ایک چھوٹا دوسرا بڑا چھوٹا کام تو تعلیم اخلاق ہے اور بڑا نسبت باطنی کی تحصیل ہے۔سو بڑوں نے بڑا کام لیا ہے اور میں چوں کہ چھوٹا ہوں اسلئے میں نے چھوٹا کام اپنے ذمہ لیا ہے۔جیسے کہ میاں جی اول بچوں کو قاعدہ بغدادی پڑھاتے ہیں پھر وہ جب پڑھنے لگتے ہیں تو بڑے بڑے مدرسوں میں چلے جاتے ہیں۔مگر بڑے بڑے عالموں کا کام بغیر میاں جی کے نہیں چل سکتا۔اگر میاں جی قاعدہ نہ پڑھادیں تو اس طالب علم میں بڑے مدرسہ میں جا کر پڑھنے کی قابلیت نہیں ہوسکتی۔اس سے حضرت والا کا تواضع واعتقادو عبدیت اظہر من الشّمس ہے۔

میں دین میں خلل ڈالنا نہیں چاہتا

ملفوظ (۲۹۸) فرمایا: بھائی منشی اکبر علی صاحب ماشاللہ بہت خوش فہم تھے ان کی ایک لڑکی کی شادی میں شریک نہیں ہوا تھا کہ ان کے گھر والوں نے مجمع کا اہتمام کیا تھا ۔انہوں نے پھر مجھ سے کہا بھی کہ ہم مجمع نہ کریں۔میں نے کہا کہ اس میں تمہاری اہانت ہوگی۔اور ان لوگوں کی دلشکنی ہے کیوں کہ پہلے ان کو مہمان بنایا گیا ہے ۔انہوں نے غایت خوش فہمی سے میری عدم شرکت منظور کرلی اور کہا کہ تم صاحب

منصب ہو تمہارے متعلق دین کا کام ہے میں دین میں خلل ڈالنا نہیں چاہتا۔

جو چیز جہاں سے لو وہیں رکھو

ملفوظ (۲۹۹) فرمایا: ایک صاحب نے حضرت والا کی چھتری جہاں سے لی تھی بجائے اس کے دوسری جگہ رکھ دی فرمایا کہ یہ بھی آداب میں سے ہے کہ جو چیز جہاں سے لے وہیں رکھے اور صرف دوسرے ہی کی چیز نہیں بلکہ اپنی بھی جہاں سے لے وہیں رکھے۔ میں نے تو اپنے مکان میں تمام چیزیں مقررہ جگہوں پر رکھی ہیں اس میں پریشانی نہیں ہوتی فرض کرو دیا سلائی کا بکس ہے اگر مقررہ جگہ پر رکھا ہو تو اگر آدھی رات کو بھی ہاتھ پڑے گا تو فوراً مل جاویگا۔

پینشن کی حقیقت

ملفوظ (۳۰۰) فرمایا: ایک پینشن دار کا خط آیا تھا ایک مولوی صاحب نے پوچھا کہ پینشن کی حقیقت کیا ہے فرمایا کہ پینشن کی حقیقت احسان ہے کہ اب معذور ہو گیا اب کہاں جائے پس یہ ہبہ ہے۔

(فائدہ) اس سے حضرت والا کی حقیقت شناسی ثابت ہے۔

تشبہ عقلی طور پر بھی مذموم ہے

ملفوظ (۳۰۱) فرمایا: کہ میں نے تشبہ کے متعلق گورکھپور میں ایک مضمون بیان کیا تھا کہ تشبہ عقلی طور پر بھی مذموم ہے۔ اگر جنٹلمین سے کہا جاوے کہ آپ اپنی بیگم صاحبہ کا لباس پہنکر باہر کرسی پر بیٹھ جائے تو کیا گوارا کریں گے۔ اگر دعوی کریں کہ ہم گوارا

کریں گے تو ہم ایسے نہ مانیں گے ذرا عملی طور پر کر کے دکھلاویں اور اگر ایسا نہیں کر سکتے تو منشا اس ناگواری کا تشبہ نہیں تو اور کیا ہے۔

اللہ میاں کو ایک پیسہ کا ہمارا نقصان گوارا نہیں

ملفوظ (۳۰۲) فرمایا آیت مداینة : یَاۤاَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوْا اِذَاتَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰی اَجَلٍ مُسَمًّی فَاکْتُبُوْہ. سب سے زیادہ رحمت کی آیت ہے کیوں کہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ میاں کو ایک پیسہ ہمارا نقصان گوارا نہیں پھر وہ ہمارے عذاب کو کس طرح گوارا فرمائیں گے۔

اب تو لوگ اصلاح ظاہر کو دین کہتے ہیں

ملفوظ (۳۰۳) فرمایا: حضرت نے فرمایا کہ اب تو لوگ اصلاح ظاہری اعمال کو دین کہتے ہیں اس پر ایک مولوی صاحب مجلس نے کہا کہ صورت دین کی ہوتی ہے حقیقت دین کو سمجھے ہوئے نہیں ہوتے اس پر فرمایا کہ جی ہاں شیفتگی وفریفتگی دین کے ساتھ بدون صحبت کے نہیں ہوتی بعض عوام الناس کو صورت کی خبر نہیں ہوتی لیکن ان میں یہ جوہر ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ بڑی دولت ہے کہ رگ وریشہ میں دین گھس جاوے یہ بدون صحبت کے نہیں ہوتا یہ امر فطری ہوتا ہے۔

آخرت کے درجوں کا مجھے وسوسہ نہیں

ملفوظ (۳۰۴) فرمایا: بارہا فرمایا کہ میں بقسم کہتا ہوں کہ مجھے آخرت کے درجوں کا وسوسہ بھی کبھی نہیں ہوتا بلکہ صرف تمنا یہ ہے کہ جنت میں جگہ مل جائے چاہے جنتیوں کی

جوتیوں ہی میں ہو اور یہ تمنا بطور استحقاق کے نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ عذاب کا تحمل نہیں۔

آدھی رات کو ایک روپیہ قرض ادا کیا

ملفوظ (۳۰۵) فرمایا: ایک مرتبہ میں نے اپنے گھر کے لوگوں سے ایک روپیہ لیا تھا آدھی رات کو خیال آیا کہ دینا ہے پس چین نہیں پڑا اٹھ کر یہ دیکھا کہ آپا جاگ رہی ہیں یا سو رہی ہیں چوں کہ ان کی نیند بھی بہت کم ہے انہوں نے کہا کیا ہے میں نے کہا کہ یہ روپیہ لے لو انہوں نے کہا اللہ ایسی کیا جلدی تھی۔ میں نے کہا کہ میرے پاس سے لے لو ورنہ مجھے رات بھر نیند نہیں آئیگی جب ان کو دے دیا تب نیند آئی۔ اسی طرح رات میں جب کوئی مضمون آتا ہے ذہن میں تو اسی وقت چراغ جلا کر پرچہ پر لکھ کر سرہانے رکھ لیتا ہوں جب اطمینان ہوتا ہے۔ اسی جلدی اور تقاضہ کی بناء پر کبھی بطور ناز کے میں حق تعالی سے دعاء کیا کرتا ہوں کہ یا اللہ مجھے آپ بلا سزا کے بخش دیجئے گا۔ ورنہ سزائیں کیسے صبر ہو سکے گا کہ کب مغفرت ہوگی۔

امراء سے از خود تعلق نہیں پیدا کرتا

ملفوظ (۳۰۶) فرمایا: امراء کی طرف اگر خود التفات کیا جاوے خواہ کیسے ہی خلوص سے ہو لیکن ان کو بھی گمان ہوتا ہے کہ ان کو کچھ غرض ہے۔ برخلاف غرباء کے کہ ان سے ذرا شیریں کلامی کی جاوے تو وہ پانی پانی ہو جاتے ہیں نثار ہونے لگتے ہیں دین کی وقعت محفوظ رکھنے کیلئے میں امراء سے از خود کبھی تعلق نہیں کرتا ہاں وہ خود ہی تعلق

پیدا کرنا چاہیں تو انکار بھی نہیں کرتا کیوں کہ سو جب ہمارے پاس دین کی وجہ سے آیا تو وہ نرا امیر نہیں رہا وہ۔ نِعْمَ الْاَمِیْرُ عَلٰی بَابِ الْفَقِیْرِ ۔ ہے دنیا دار سمجھ کر ہرگز اس سے بے التفاتی نہ کرنا چاہئے۔

زیادہ تمول عذاب ہے

ملفوظ (۳۰۷) فرمایا: کہ عافیت بڑی نعمت ہے اس سے دین میں مدد ملتی ہے باقی زیادہ تمول تو بھلائی ہی دیتا ہے عذاب ہے ہزاروں فکریں پھر بدون عافیت ہیچ۔ ایک نواب لکھنؤ کے تھے ان کا معدہ ایسا ضعیف ہوگیا تھا کہ ململ میں قیمہ رکھ کر چوسا کرتے تھے وہ بھی ہضم نہیں ہوتا تھا کنارہ شہر کے مکان تھا ایک لکڑ ہارے کو دیکھا سر پر سے لکڑیوں کا گٹھا اتارا پسینہ پوچھا گرمی کے دن تھے منہ ہاتھ دھوئے دو روٹی نکالے اور پیاز سے کھائے پھر وہیں پڑ کر سو رہا۔ ان حضرت کو نیند بھی نہیں آتی تھی اس کو دیکھ کر اپنے مصاحبوں سے کہتے تھے کہ میں دل سے راضی ہوں کہ اگر میری یہ حالت ہو جائے تو اس کے عوض اپنی ساری نوابی اور ریاست دینے کیلئے تیار رہوں ان کے پاس سب کچھ تھا ان کے کتے تک سب کچھ کھاتے تھے لیکن ان کو میسر نہ تھا واقعی ایسی دولت جو اپنے کام نہ آوے سوا اس کے کہ حمالی ہے اور کیا ہے؟ ہاں اگر اللہ تعالی بدون انہماک کے دے تو ہر حال میں پھر وہ نعمت ہے اس کا حق ادا کرے۔

جہاں کوئی بزرگ ہو وہاں بیان نہیں کرتا

ملفوظ (۳۰۸) فرمایا: کہ میرا قاعدہ ہے کہ جہاں کوئی بزرگ ہو وہاں میں کچھ بیان کرنا

مناسب نہیں سمجھتا ہوں ہاں ان بزرگ کی خود فرمائش ہو تو اور بات ہے۔

دوسروں کی جوتیاں ادھر ادھر نہ کریں

ملفوظ (۳۰۹) فرمایا: کہ لوگ ایسا کرتے ہیں کہ جب مسجد میں آئے تو اوروں کی جوتوں کو ادھر ادھر ہٹا کر کے اپنی جوتیاں اتار دیں اور مسجد میں داخل ہو گئے اس کو نا جائز سمجھتا ہو کیونکہ جس نے اپنی جوتیاں جس جگہ اتاری ہیں وہ وہیں ان کو تلاش کرنے آئے گا اور جب نہ پائیگا تو پریشان ہوگا۔ دوسرے کو ایذاء دینا کہاں جائز ہے کہ جہاں تک جوتیاں رکھی جا چکی ہیں اس سے علیحدہ اپنی جوتیاں اتاریں دوسرے کی جوتیاں منتشر کرنے کا کوئی حق نہیں۔

دوسرے کا جھوٹا

ملفوظ (۱۱۰) فرمایا: کہ کسی کا جھوٹا خواہ اپنے بزرگ ہی کا ہو مجھ سے نہیں کھایا پیا جاتا طبیعت کی بات ہے۔

مولوی اپنے بچے کو انگریزی نہ پڑھائیں

ملفوظ (۱۱۱) فرمایا: حضرت کے ایک عزیز ہیں جو واعظ ہیں انہوں نے اپنے لڑکوں کو انگریزی پڑھائی ہے حضرت ان سے بہت ناراض ہیں حضرت نے ان کو منع کر دیا کہ میرے پاس خط مت بھیجا کرو۔ فرمایا کہ انہوں نے اس بات کو گوارا کر لیا لیکن انگریزی پڑھانا نہ چھڑایا فرمایا کہ میں نے کہا شرم نہیں آتی وعظ کہتے ہو اور انگریزی اپنے بچے کو پڑھاتے ہو اگر مولوی نہ ہوتے تو اتنا نا گوار نہیں ہوتا اب کیا منھ رہا منبر

پر بیٹھ کر دین کی ترغیب دینے کا۔ انہوں نے یہ عذر پیش کیا کہ لڑکے کم عقل ہیں اسلئے علم دین پڑھانے کے قابل نہ تھے میں نے کہا سبحان اللہ اس صورت میں تو ان کو علم دین پڑھانا اور بھی زیادہ ضروری تھا کیونکہ کم عقل اگر نہ ہوتے تو ان کے بگڑنے کا اتنا اندیشہ نہ تھا عقل ان کو ہر برائیوں سے روکے رہتی اب جبکہ عقل بھی نہیں اور علم دین بھی نہ ہوگا تو کیا چیز ان کے پاس رہی جو شر اور فتنوں سے محفوظ رکھ سکے گی یہی دو چیزیں ہیں جس کے ذریعہ آدمی برائیوں سے بچ سکتا ہے۔

ضبط اوقات کی برکت

ملفوظ (۳۱۲) فرمایا: کہ میں جب کوئی مضمون یا کتاب لکھتا ہوں تو ناغہ نہیں کرتا بعض روز بالکل فرصت نہ ملی تو برکت کیلئے صرف ایک ہی سطر لکھ لی، اس سے یقین قائم رہتا ہے، ورنہ اگر ناغہ ہو جائے تو پھر بے تعلق ہو کر مشکل سے دوبارہ نوبت آتی ہے۔

کانپور میں ظلمت

ملفوظ (۳۱۳) فرمایا: کہ اب تو کانپور کے گلی کوچوں میں ظلمت برستی ہے شہر کی شکل بھونڈی بھونڈی معلوم ہوتی ہے یوں معلوم ہوتا ہے یہاں نہ دین ہے نہ علم بالکل ظلمات ہیں۔

گھر کا انتظام بیوی کے ہاتھ میں ہونا چاہئے

ملفوظ (۳۱۴) فرمایا: کہ میں تو فتویٰ نہیں دیتا لیکن مشورہ ضرور دوں گا کہ ہر گھر کا

انتظام بیوی کے ہاتھ میں رکھنا چاہیئے یا خود اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہیئے اوروں کے ہاتھوں میں نہیں ہونا چاہیئے وہ بھائی یا بہن ہو ماں باپ ہی کیوں نہ ہوں اس سے بیوی کی بڑی دلشکنی ہوتی ہے یا تو خاوند اپنے ہاتھ میں خرچ رکھے ورنہ اور رشتہ داروں میں سب سے زیادہ مستحق وہی ہے بیوی کا صرف یہی حق نہیں کہ اس کا کھانا کپڑا دے دیا بلکہ اس کی دلجوئی بھی ضروری ہے دیکھئے فقہاء نے بیوی کی دلجوئی کو یہاں تک ضروری سمجھا ہے اس کی دلجوئی کیلئے جھوٹ بولنا بھی جائز فرما دیا ہے اس سے کتنی بڑی تاکید اس امر کی ثابت ہوتی ہے یہاں سے بیوی کے حق کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ دلجوئی کیلئے خدا نے بھی اپنا ایک حق معاف کر دیا۔

دعوت کھانے کی حقیقت

ملفوظ (۳۱۵) فرمایا: کہ دعوت اور ہدیہ میں حلال وحرام کو زیادہ نہیں دیکھتا کیوں کہ میں متقی نہیں ۔بس جو فتوی فقہی کی رو سے جائز ہو اسے جائز سمجھتا ہوں ۔لیکن اس کا بہت خیال رکھتا ہوں کہ دین کی عزت میں کمی نہ ہو۔ دھوکہ نہ ہو بوجھ نہ ہو یعنی گنجائش سے زیادہ نہ ہو نہ حالاً نہ قالاً یعنی دیتے وقت غلبۂ محبت کی وجہ سے گرانی محسوس نہ ہو۔

امراء اہل علم کو بے قدر سمجھتے ہیں

ملفوظ (۳۱۶) فرمایا: کہ امراء حاکم (ومالدار) عموماً اہل علم کو بے قدر سمجھتے ہیں بجز ان کے جنہوں نے صحبت اہل علم کی اٹھائی ہے ۔اہل علم خود جا جا کر گھستے ہیں مجھے تو بڑی غیرت آتی ہے اپنی پیاز روٹی اچھی اس بریانی سے جس میں ذلت ہو اور امراء جو

اہل علم کو بے قدر سمجھتے ہیں تو وجہ یہ ہے کہ ان امراء کو ایسے ہی اہل علم ملے جو قابل ذلت تھے۔ اسلئے میں امراء کو بھی معذور رکھتا ہوں ۔ایک صاحب ذی استعداد اہل علم کا واقعہ بیان کیا کہ وہ ایک دنیادار فاسق فاجر شرابی کے یہاں کسی کی سفارش کیلئے پہنچے وہ ہوا خوری کیلئے ٹم ٹم پر جارہا تھا کہا اس وقت فرصت نہیں پھر آئے گا۔مولوی صاحب پھر پہنچے۔ پھر فرمایا کہ امراء کی کیا خطاء۔

علماء کو چندہ کی بات نہیں کرنا چاہئے

ملفوظ (۳۱۷) فرمایا: کہ میں تو چندوں کی بات بھی علماء کی زبان سے کہنا بالکل پسند نہیں کرتا۔لوگ بڑی تہمت لگاتے ہیں بالکل یہ سمجھتے ہیں کہ کھانے کمانے کو مولیوں نے مدرسے کھول رکھے ہیں ان کے دروازے پر چندے کیلئے کبھی نہ جائے۔ پھر فرمایا کہ اپنی ذات سے جو خدمت دین کی ہو وہ کردے۔اگر چندہ نہ آوے نہ سہی اگر ہم لوگوں کے قلوب صحیح ہو جاویں سلف صالحین کے طرز پر دین کی خدمت کریں ان کو ہر گز حاجت بڑے بڑے مکانوں کی نہ تھی عالم اپنے گھر درس دیتا تھا لیکن اس حالت میں یہ رائے نہ دوں گا کہ مدرسے موقوف کردئے جاویں۔ مدرسوں کا وجود خیر عظیم ہے یہ موقوف نہ ہونے چاہئیں کیونکہ یہ زمانہ ہی ایسا ہے اعتدال سے تو نہ گزرے۔

طریق اور غیر طریق میں تمیز

ملفوظ (۳۱۸) فرمایا: کہ بحمد اللہ یہاں رہ کر یہ تو ضرور حاصل ہو جاتا ہے کہ طریق ااور غیر طریق ممیّز ہو جاتی ہے پھر چلنا اس کا فعل ہے لیکن خود چلنا بھی جبھی ہو سکتا ہے

جب راستہ معلوم ہو آجکل یہ حالت ہے کہ کتابیں بھی ختم (مدرس بھی ہو گئے) مگر آج تک یہ خبر نہیں یہ راستہ کیا ہے لوگ زوائد میں مبتلا ہیں مقصد کو چھوڑے ہوئے ہیں۔

مسلمانوں کا وقایہ

ملفوظ (۳۱۹) فرمایا: دین کی محض ایک رسم گائے کا گوشت ہے یہی ایسا ہے کہ وہ سوپر بن سکتا ہے اور ہندوستان میں جن لوگوں کا یہ پیشہ ہے یعنی قصاب ان سے کسی وقت میں بھی ہندوؤں کو طمع نہ ہوئی نہ ہمارا جادوان پر اثر کرسکتا ہے میں تو کہا کرتا ہوں کہ تین چیزیں اس زمانہ میں مسلمانوں کا وقایہ ہیں ایک نماز، دوسرے بزرگوں کی صحبت، تیسرے گائے کا گوشت۔

اس طریق کا حاصل اپنی تجویز کو فناء کرنا ہے

ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ تمام طریق کا حاصل یہ ہے کہ اپنی تجویز کو فناء کردو دوسرے کی تجویز پر عمل کرو نفع اس وقت ہوگا کہ طالب میں انقیاد کی شان ہو، فناء کی شان ہو، اطاعت کی شان ہو، اس کے بدون کامیابی مشکل ہے۔

میرا معاملہ گھر والوں کے ساتھ

ملفوظ (۳۲۰) فرمایا: میرا معاملہ تو گھر والوں کے ساتھ بھی ان باتوں میں وہی ہے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے گھر والوں کو فرمایا تھا پہلے تو تم عمرؓ کے اقارب تھے اور اب امیر المومنین کے اقارب ہو لوگوں کی نظر تمہارے افعال پر ہوگی

اگر تم نے کچھ فروگذاشت کی تو تم کو اوروں سے دگنی سزا دوں گا۔

غیر ضروری سوال

ملفوظ (۳۲۱) فرمایا: کوئی غیر ضروری سوال کرتے ہیں یا پوچھتے ہیں تو اکثر میں یہ شعر لکھ دیتا ہوں۔

ما قصۂ سکندر ودارا نخواندہ ایم۔ ما بجز حکایت مہر وفا مپرس

نہ شبم شب پرستم کہ حدیث خواب گویم۔ چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

بے فکری اور بدفہمی

اگر کسی کا فہم صحیح ہے جس سے امید ہوتی ہے کہ قصد اصلاح کر سکے گا تب تو اس کی اصلاحی خدمت کرتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ گو اس میں بے فکری ہے لیکن چوں کہ فہم درست ہے اسلئے اس کی اصلاح اس طرح ہوسکتی ہے کہ ذرا توجہ کرے گا تو یہ مرض بے فکری کا جاتا رہے گا اور اگر بے فکری کے ساتھ بدفہمی بھی ہے تو اس کا علاج میری طبیعت پر بوجہ عدم مناسبت بہت گراں ہے میں ایسے شخص کو کہہ دیتا ہوں کہ تم کو مجھ سے مناسبت نہ ہوگی کسی دوسرے سے رجوع کرو۔

ہم تو عاشق احسانی ہیں

ملفوظ (۳۲۲) فرمایا: حضرت حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ عاشق کی دو قسمیں ہیں عاشق ذاتی، یعنی حق تعالیٰ کی ذات کا عاشق، اور عاشق احسانی یعنی جو انعامات الٰہیہ کی وجہ سے عاشق ہو، سبحان اللہ کیا ٹھیک بات فرمائی اگر ہم کو کوئی تکلیف نہ ہو اور

نعمتیں فائض ہوتی رہیں تو زہد بھی ہے اور توکل بھی ہے تہجد بھی ہے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ المشائخ ہیں اور جہاں کوئی تکلیف یا رحمت میں کمی ہوئی سب ختم جیسے ایک ظریف شاعر نے طوطے کی تاریخ موت لکھی ہے۔

میاں مٹھو جو ذاکر حق تھے۔ گربۂ موت نے جو آ دابا

رات دن ذکر حق رٹا کرتے۔ کچھ نہ بولے سوائے ٹے ٹے ٹے ٹے

لطیفہ کے پیچھے نہ پڑو

حضرت عبدالقادر رائے پوریؒ سے کسی نے کسی لطیفہ کے جاری نہ ہونے کی شکایت کی آپ نے اس سے یقین کے بارے میں پوچھا اس نے کہا کہ وہ تو ہے تو فرمایا کہ پھر لطیفہ کے پیچھے نہ پڑو مقصود حاصل ہے۔

کونہ میں بیٹھ کر ذکر کیوں

حضرت عبدالقادر رائے پوریؒ فرماتے ہیں کسی کونہ میں بیٹھ کر کسی کا نام لیا جائے تو مسمی سے محبت ہو جائے گی جب انسان کثرت سے اللہ کا نام لیتا ہے تو اللہ کی محبت ہو جاتی ہے۔ جو نیکیوں کی جڑ ہے اصلاح کا انحصار کثرت ذکر اور صحبت پر ہے فرمایا کہ صحبت ضروری ہے محبت کے ساتھ نبی اکرم ﷺ اگر خود عرب میں نہ آتے بلکہ قرآن شریف لکھا ہوتا تو اس طرح سے اصلاح نہ ہوتی۔ فرمایا کہ بعد زمانہ کی وجہ سے صحبت کمزور ہوگئی اس کی کمی کو پورا کرنے کیلئے اہل اللہ نے ذکر و اذکار اور مراقبہ جاری کیا جو کہ بالہام الٰہی اولیاء پر منکشف ہوئے۔ حضرت مولانا منظور نعمانیؒ فرماتے ہیں ہم تو

اس راستہ کو جانتے ہیں جس کا اللہ کے ہزاروں صادق بندوں نے سینکڑوں برس سے تجربہ کیا ہے جس میں سیکڑوں افراد تھے جو دین کے اس شعبہ کے مجتہد بھی تھے اور صاحب الہام بھی تھے۔ مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ فرماتے ہیں محبت کا یہ خاصہ ہے کہ محبوب کے سینہ کی چیز محبّ کے سینہ میں لے آتی ہے حضور نبی کریم ﷺ کے سینہ مبارک نور معرفت ویقین کا گنجینہ تھا آپ کی صحبت ومحبت کے ساتھ کی اس محبت کی خاصیت ظاہر ہوئی اور جتنی جتنی کسی کی محبت تھی اسی قدر حضور ﷺ کے سینہ مبارک کی دولت اس محبّ کے سینے میں آ گئی۔ پھر صحابہؓ کی صحبت تابعین نے اٹھائی اور تابعین کی تبع تابعین نے اسی طرح حضور ﷺ کا وہی نور یقیں ومعرفت سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا رہا پھر اس سے آگے مشائخ کے سلسلے چلے چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، ان سب کے یہاں سلوک کا دار و مدار صحبت شیخ پر ہے جتنی شیخ سے محبت ہوتی ہے اتنا ہی عرفان وعشق نصیب ہوتا ہے، اگر صحبت کی ضرورت نہ ہوتی تو انبیاء کو نہ بھیجا جاتا اور کتابیں براہ راست آسمانوں سے نازل کر دی جاتیں۔ فرمایا کہ محبت سے اخلاق رذیلہ کٹ جاتے ہیں اور محبّ محبوب کے آثار جذب کرتا ہے۔

علماء کی کم ہمتی کی وجہ

بعض مفاسد کے متعلق ایک مولوی صاحب کے سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت تھانویؒ نے فرمایا: کہ یہ سب کچھ خرابی نااہلوں کے علم پڑھ لینے کی بدولت ہو رہی ہے ان میں اکثر طماع (لالچی) ہیں اور بعض جگہ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ امراء

نے اپنے بچوں کو علم دین پڑھانا چھوڑ دیا غرباءعلم دین پڑھتے ہیں تو وہ کہاں سے بلند حوصلہ لائیں سو یہ انتخاب کی غلطی ہے جس کی ذمہ دار قوم ہے۔اہل علم کی شان تو یہ ہونی چاہئے کی وہ اپنی فاقہ مستی پر نازاں ہوں اور خوش رہیں اور کسی اہل دنیا کی طرف ہاتھ نہ پھیلائیں بلکہ منھ بھی نہ لگائیں علماء کو تو اس کا مصداق رہنا چاہئے۔

مسلمانوں کی فلاح کا نسخہ

ملفوظ (۳۲۳) فرمایا: مسلمانوں! تمہاری فلاح اور بہبودی اسی میں ہے کہ تم خداوند جل جلالہ کے راضی کرنے کی فکر کرو پھر تو دین کے ساتھ دنیا بھی تمہاری جوتیوں سے لگی پھرے گی تم دین اختیار کرو پھر دنیا تو تمہاری لونڈی غلام ہے تم سے پہلے بھی کر کے دکھلا گئے باوجود سلف کے نظائر کے تم ان واقعات کو نظر انداز کر رہے ہو یہی وجہ ہے کہ تم مصائب اور آلام کا شکار بنے ہوئے ہو کس طرح دل میں دل ڈالدوں اور کس طرح اطمینان دلاؤں قسم سے زائد اور کوئی ذریعہ اطمینان کا اس وقت میرے پاس نہیں میں خدا کی قسم کھا کر عرض کرتا ہوں واللہ ثم واللہ ثم واللہ اگر تم دین کی رسی مضبوطی سے پکڑ لو جس کو حق تعالی فرماتے ہیں وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا. سورہ آل عمران(۱۰۳) تو پھر تم سلف کی طرح تمام دنیا کے مالک بن جاؤ مگر مشکل تو یہ ہیکہ آج کل مسلمانوں کی باگ ڈور ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہے جو اپنے سے بے خبر ہیں اسی ہی لئے مسلمان تباہ حال ہیں ایسوں ہی کے متعلق کسی نے خوب کہا ہے۔

ایں چنیں ارکان دولت ملک را ویراں کنند

گربہ میر وسگ وزیر وموش را دیواں کنند

بلّی کو صدر اعظم ، کتے کو وزیر اعظم ، اور چوہے کو وزیر مملکت ، بنالیں تو یہ ارکان سلطنت ملک کو ویران ہی کریں گے چھوڑ وان فضولیات کو مسلمانوں کا مذاق تو قرآن وحدیث کے مطابق یہ ہونا چاہئے جس کو فرماتے ہیں۔

ماقصہ ئہ سکندر و دارا نخواندہ ایم ۔ از ما بجز حکایت مہر و فا مپرس

مرید کا شیخ سے مزاحمت کرنا

ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ مرید کا شیخ کے ساتھ طریق میں مزاحمت کرنا ایسا ہے جیسے بیٹا باپ کے ساتھ مزاحمت کرے چاہے مرید کی کوئی خاص رائے مفید ہی ہومگر آئندہ کے لئے دروازہ کھلتا ہےاوراس کی عادت پڑتی ہے ،اس لئے شیخ اس کو مٹا دیتا ہے اب یہ چیزیں مدون تھوڑا ہی ہیں یہ اجتہادی اور ظنی باتیں ہیں اہل فن سمجھ سکتے ہیں ، غیر اہل فن کے بس کا کام نہیں جیسے طبیب حاذق سمجھتا ہے امراض کواور غیر حاذق تو گڑ بڑ کرے گا سمجھے گا خاک بھی نہیں ۔

کون سے امراء کو مرید کرے

ایک سلسلئہ گفتگو میں فرمایا کہ امراء کو مرید نہیں کرتا اسلئے کہ ان کی تربیت نہیں ہوسکتی ۔تربیت کیلئے ضرورت ہے کہ ڈانٹ ڈپٹ بھی ہواور نواب یا بادشاہ اس کو کب برداشت کر سکتے ہیں ۔ مرید ایسے ہی کو کرے کہ جن کو کم ازکم گدھا تو کہہ سکے ۔ فرمایا

کہ اگر چاہیں تو محروم نہیں رہ سکتے اس کا بھی ایک طریقہ ہے ہر ایک عذر کا جواب اللہ نے دل میں پیدا کر دیا ہے وہ یہ ہے کہ قبل از بیعت اس درجہ کی بے تکلفی پیدا کر لیں پھر بیعت ہوں دیکھو کیسے اصلاح کی جاتی ہے جس سے حکومت اور ریاست کو بھی بھول جائیں، مگر اکثر وہاں ان چیزوں کی ضرورت بھی کم ہوتی ہے اسلئے کہ امراء میں سے اکثر فقیروں کے پاس وہی امراء آتے ہیں جو واقع میں اپنی طبیعت سے فقراء ہی ہوتے ہیں اور یہ ان کی فہم سلیم ہونے کی پہلی دلیل ہے پھر فہم سلیم کے ہوتے ہوئے وہ ایسی بیہودگی اور بے تمیزی کیوں کریں گے جس سے ایسی سیاست کی ضرورت ہو۔

ڈانٹ ڈپٹ کے بعد نہ پچھتانا

ایک مولوی صاحب کے جواب میں فرمایا: کہ باستثناء بعض مواقع کے احتمال لغزش کا ہو جاتا ہے اکثر اوقات الحمدللہ ڈانٹ ڈپٹ کرنے کے بعد بھی نہیں پچھتاتا بلکہ کہتا ہوں کہ اچھا ہوا جو کہا سنا کہنا ہی چاہئے تھا جیسے باپ اگر بیٹے کو ضرورت اور حدود کے اندر ڈانٹ ڈپٹ کرے اور اس سے اس کی اصلاح کی توقع ہو تو باپ خوش ہوگا یا پچھتائیگا ظاہر ہے کہ خوش ہوگا۔

نواب حیدر آباد سے ملاقات نہ کرنا

ایک سلسلئہ گفتگو میں فرمایا کہ حیدر آباد دکن گیا تھا، بعض مخلص احباب نے مجھ سے اجازت لی کہ ہم ملاقات کرانے کی کوشش کریں مگر میں نے یہ سمجھ کر کہ چوں کہ سلاطین میں سے ہیں اسلئے ان کو تو کوئی نفع نہ ہوگا اور جو ہم کو ان سے نفع ہو سکتا ہے وہ بقدر

ضرورت اللہ نے ہم کو بھی دے رکھا ہے اس ملاقات کو پسند نہیں کیا، اسلئے میں احتیاط کرتا ہوں کہ بڑے دنیا داروں کو میں مرید نہیں کرتا۔ایک ہندی مقولہ مشہور ہے کہ حاکم کی اگاڑی اور گھوڑے کی پچھاڑی سے الگ ہی رہنا بہتر ہے گھوڑا پیچھے سے لات مارتا ہے بادشاہ آگے سے ہاتھ مارتا ہے۔

تعلقات کم کرنے کی نصیحت خاص

ملفوظ (۳۲۴) فرمایا: ایک مولوی صاحب نے بذریعہ پرچہ آج صبح اپنے حالات سے اطلاع دی تھی میں نے ان کے جواب دئے ایک یہ بات دریافت کی تھی کہ مجھے کوئی خاص وصیت فرمادی جائے اس کا جواب میں نے یہ دیا کہ جہاں تک ممکن ہو تعلقات کم کرنا چاہئے، خواجہ صاحب نے دریافت کیا کہ تعلقات سے حضرت کیا مراد ہے؟

فرمایا: ان مولوی صاحب کو دوسرے کے معاملات میں گھسنے کا اور مشوروں میں پڑنے کا بہت شوق ہے، آدمی کو آزاد ہو کے رہنا چاہئے۔عرض کیا کہ اگر کوئی مشورہ لے یا کوئی بات پوچھے تو کیا بتلا دے فرمایا کہ آجکل تو یہ بھی مناسب نہیں۔یہ باتیں تجربہ سے تعلق رکھتی ہیں اسی میں راحت ہے کہ دوسروں کے قصہ جھگڑوں میں نہ پڑے ۔اس کو مولانا فرماتے ہیں ؎

ہیچ کنجے بیدرد و دام نیست۔جز بخلوت گاہ حق آرام نیست

ترجمہ: دنیا کا کوئی کونہ دردوں اور کش مکشوں سے خالی نہیں بجز خلوت گاہ حق کے کہیں

راحت نہیں۔

نری تحقیقات بیکار ہے

ملفوظ (۳۲۵) فرمایا: بعض لوگوں کو تحقیقات کا بڑا شوق ہوتا ہے وقت بیکار کھوتے ہیں کام میں لگنا چاہئے محض تحقیقات سے کیا ہوتا ہے زیادہ سے زیادہ تحقیقات سے فن کی تدوین ہو جائیگی، مگر نتیجہ کچھ نہ ہوگا۔ اگر آدمی کام کرے تو تحقیق بھی خود ہو جاتی ہے بلکہ ایک خاص بات یہ مشاہد ہے کہ جو شخص کام نہ کرے وہ سوال بھی نہیں کر سکتا سوال بھی کام کرنے والا ہی کر سکتا ہے تو وہ تحقیقات ہی کریگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ کام کرنے والے کے سوال پر جو جواب ہوگا پھر اس کو اس پر شکوک وارد ہوں گے پھر ان شکوک کے جواب کی ضرورت ہوگی۔ بس وہ اسی کام کا ہو رہے گا اور کام کرنے والے کو جواب ملے گا اس میں شبہ اس واسطے نہیں ہو سکتا کہ اس کو جو حالت مشاہد ہوگی وہ تکذیب کر نہیں سکتا بخلاف کام نہ کرنے والے کے صرف قال ہی قال ہے حال نہیں اس لئے اس کو شکوک پیش آئیں گے غرض بغیر کام کئے ہوئے تحقیق سے اور خلجان بڑھتا ہے۔

ہندو کا پیسہ مسجد کیلئے لیا جا سکتا ہے

ملفوظ (۳۲۶) فرمایا: اس کا چندہ لینا جائز ہے پھر فرمایا اگر لیا جائے تو دو باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے ایک تو یہ کہ وہ دینے والے ایسے نہ ہوں کہ دے کر احسان جتلائیں۔ دوسرے یہ کہ اس سے مسلمان متأثر ہو کر ان کے مذہبی چندہ میں شریک نہ

ہونے لگیں ۔عرض کیا گیا کہ شاید ایسا ہو کہ وہ اپنے مذہبی چندہ میں شریک کریں ۔فرمایا تو اس صورت میں لینا جائز نہیں ۔

بلاضرورت کلام کی ظلمت

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ بلاضرورت کلام کرنے سے قلب پر ظلمت ہوتی ہے اور ضرورت سے کلام ہو اگر گو کتنا ہی زیادہ ہو اس سے ظلمت نہیں ہوتی مثلا ایک کنجڑہ تمام دن یہ کہتا ہے پھرے کہ لے لو خربوزے اس سے رائی برابر بھی ظلمت نہ ہوگی اور بلا ضرورت اگر یہ بھی پوچھ لے کہ کب جاؤ گے تو اس سے بھی ظلمت ہوتی ہے۔

ملفوظات میں زیادہ نفع ہے

ملفوظ (۳۲۷) فرمایا: ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت وعظ زیادہ نافع ہے یا ملفوظ؟ فرمایا کہ ملفوظ زیادہ نافع ہوتے ہیں اس لئے کہ ملفوظ میں خاص حالت پر گفتگو ہوتی ہے۔البتہ وعظوں میں سے اگر اپنے حسب حال انتخاب کرلیا جائے اس سے بھی انشاءاللہ بہت نفع ہوگا۔

کبر اور خجلت کی حقیقت

ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ ایک تو ہوتا ہے کبر اور ایک ہوتی ہے خجلت یعنی خلاف عادت ہونے پر جو انقباض ہو اس کو خجلت کہتے ہیں تکبر نہیں ۔مثلا ایک حالت اسکی عادت سے ارفع ہے جیسے اس شخص کا جلوس نکالیں تو اگر اس سے اس کو نفرت ہے تو اس کو تکبر نہ کہیں گے خجلت کہیں گے اور اگر اس کا عکس ہو کہ

بازار میں سر پر گٹھا رکھ کر چلنے میں تو شرماتا ہے اور جلوس نکالنے میں نہیں شرماتا۔ گویہ بھی خلاف عادت ہو تو اس کو تکبر کہیں گے اور اگر دونوں میں شرماتے تو تکبر نہیں خجلت ہے فرمایا: آجکل امراض روحانی کو تو لوگ امراض ہی نہیں سمجھتے میں نے ایک صاحب سے کہا تھا کہ تم میں کبر کا مرض ہے اپنی خبر لو نہیں مانا پانچ برس بعد اقرار کیا کہ آپ سچ کہتے تھے مجھ میں واقعی کبر کا مرض ہے، میں نے کہا کہ بندۂ خدا اگر اس وقت مان لیتے تو جب سے تو کیا سے کیا ہو جاتا مگر اتنے زمانہ تک اینٹھ مروڑ ہی میں رہے۔ ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ بعض لوگوں کو شیوخ کی تقلید سے عار آتی ہے طریقت کے غیر مقلد ہو جاتے ہیں مگر اس طریق میں تمام تر دار و مدار اعتماد پر ہے مگر بعض کو نہیں ہوتا حالانکہ اعتماد بڑی چیز ہے یہی حاصل ہے تقلید شیوخ کا۔

علماء کیلئے شہادت اور دعوت میں شرکت نہ کرنا

ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ علامہ شامیؒ نے تو یہاں تک نقل کیا ہے کہ فقہاء اور علماء کو کسی کی شہادت بھی نہیں دینی چاہئے اس کا راز یہ ہے کہ ان کو سب مسلمانوں سے یکساں تعلق رکھنا چاہئے اور شہادت میں ایک فریق میں شمار کیا جائیگا اور یہ بھی نقل کیا ہے کہ کسی کی دعوت نہ کھائیں، اس کا راز یہ ہے کہ آجکل اس میں ذلت ہے۔

لوگوں میں انتظام کا قحط

ایک صاحب کی غلطی پر مؤاخذہ فرماتے ہوئے فرمایا کہ میں تو کہا کرتا ہوں کہ

لوگوں میں تو انتظام کا قحط ہے اور مجھ کو انتظام کا ہیضہ، تو ہیضہ زدہ اور قحط زدہ جمع نہیں ہو سکتے اور انتظام کی کمی کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں میں سوچ اور فکر نہیں اور انتظام بدون سوچ اور فکر کے نہیں ہوسکتا۔

آجکل کی اولوالعزمی تکبر ہے

ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ آجکل جس کا نام اولوالعزمی رکھا ہے وہ فی الواقع ناشی ہے تکبر سے، انسان کو اپنی ترفع کی فکر واہتمام نہ چاہئے مگر ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ ذلت سے بھی بچنا چاہئے ایسی اولوالعزمی کے بارے میں یہ کلام حق تعالی کا سن لیں. تِلْكَ الدَّارُ الآخِرةِ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لا يُرِيْدُوْنَ عُلُوّاً فِي الْاَرْضِ وَلا فَسَاداً(83)سور القصص .

بدفہموں کی اصلاح کی امید نہیں

آخری فیصلہ یہی ہے کہ میں بدفہموں سے تعلق رکھنا نہیں چاہتا، میں جو یہ سوال کرتا ہوں کہ اس غلطی کا منشاء بےفکری ہے یا بدفہمی تو میرا خیال تو یہ ہوتا ہے کہ اگر بےفکری سبب ہے تب تو امید اصلاح کی ہے اور اگر بدفہمی سبب ہے تو امید اصلاح کی نہیں اور یہ جو لوگ جواب میں کہہ دیتے ہیں کہ بدفہمی اس غلطی کا سبب ہے سو یہ واقع میں غلط بات ہوتی ہے زیادہ تر سبب بےفکری ہی ہوتی ہے؛ مگر ان کے اندر ایک چور ہے جس کو اللہ نے میرے دل میں ڈال دیا ہے، وہ یہ کہ لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ اگر یہ کہہ دیا کہ بےفکری سبب ہے تو اس پر تو جرم ثابت ہوجائے گا؛ اس لئے کہ فکر کرنا اختیاری چیز

ہے ،اس پر معذور سمجھے جائیں گے اور جرم میں تخفیف ہوجائے گی اور یہاں اس کا عکس اثر ہوتا ہے واقعہ بھی یہی ہیکہ جو چیز اختیاری ہے ،مثلا بے فکری ہوتو اسکا علاج بھی ہے ،یعنی بے فکری تو اسمیں تعلق رکھنے کی گنجائش ہے ،اور جو چیز غیر اختیاری ہے مثلا بدفہمی تو اس کا علاج بھی غیر اختیاری ہے ،اس میں تعلق رکھنے کی گنجائش نہیں ؛چنانچہ میں کہہ دیتا ہوں کہ بدفہموں کی اصلاح کی امید نہیں ؛لہذا میں خدمت سے معذور ہوں ،تب آنکھیں کھل جاتی ہیں ۔

اجتماع سے طبعی تنفر

حضرت نے فرمایا: کہ بعض لوگوں کا مذاق ہے کہ جماعت کے لوگ جمع رہیں باہم ارتباط رہے مگر چوں کہ اس اجتماع کے اغراض فاسد ہوتے ہیں اس لئے مجھ کو اس سے نفرت ہے بلکہ اگر اغراض فاسد بھی نہ ہوں مگر کوئی مصلحت بھی نہ ہو تب بھی انقباض ہوتا ہے جیسے گھر میں آج اوجھڑی پکی تھی سب نے کھائی مگر میں نے نہیں کھائی جب یہ خیال ہوتا تھا کہ یہ وہی ہے جس میں گو بر تھا جی ہٹ جاتا تھا، گو جائز ہے بس اسی طرح بدفہمی کے اجتماع سے گو مباح ہی ہو جی گھبراتا ہے ایک دو دوست سمجھ دار فہیم ہوں دل بہلانے کیلئے وہی کافی ہیں ایسے ہی بہت سے افعال مباح ہوتے ہیں مگر مجھ کو ان سے طبعًا انقباض ہوتا ہے ۔

اللہ سے محبت پیدا کرنے کا طریقہ

میں نے ایک امّی بزرگ سے پوچھا تھا کہ خدا سے محبت کس طرح پیدا ہو؟ فرمایا

کہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلی کو آپس میں ملا کر رگڑو میں نے ایسا ہی کیا، دریافت فرمایا کہ کچھ گرمی معلوم ہوئی میں نے عرض کیا کہ جی ہاں گرمی معلوم ہوئی فرمایا کہ بس یہی طریقہ ہے محبت پیدا کرنے کا کثرت سے اللہ اللہ کر کے قلب کو رگڑا کرو محبت پیدا ہو جائیگی۔

بعض بزرگ بھولے ہوتے ہیں بے وقوف نہیں

فرمایا: جس نے اپنے مالک کو راضی کرلیا یا راضی کرنے کے اہتمام میں لگ گیا اس سے زیادہ کون عاقل ہوگا۔ اور جو شب و روز اپنے مالک کی نافرمانی اور گستاخیوں میں لگا ہو اس سے زیادہ کون بے وقوف ہوگا۔ فرمایا کہ بھولے پن پر یاد آیا، ایک مرتبہ وہی امّی بزرگ جن کا ذکر اوپر کے ملفوظ میں ہے مدرسہ کانپور میں تشریف لائے، مدرسہ کا کام محض توکل پر تھا۔ میں نے کہا حضرت اس مدرسہ کی کوئی مستحکم بنیاد نہیں دعاء کیجئے۔ فرمایا کہ تم تو مولوی آدمی ہو، جانتے ہو کہ یہ تمام عالم کا کارخانہ حق تعالی کی قدرت سے چل رہا ہے قدرت ہی ایک ایسی چیز ہے جو تمام عالم کو سنبھالے ہوئے ہے تو کیا جو قدرت اتنے بڑے عالم کے کارخانہ کو سنبھالے ہوئے ہے تمہارے مدرسہ کو نہ سنبھال سکے گی اللہ پر نظر رکھو، یہ فرما کر دعاء فرمائی کیا ٹھکانہ ہے اس عقل کے۔

دو بیویوں میں مساوات

ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ جی ہاں دو نکاحوں میں بڑا لطف ہے مگر وہ لطف ایسا ہے جیسے جنت تو ہے مگر بیچ میں پل صراط بھی ہے جو طے کرنا

ہوگا۔جب میں نے یہ عقد کیا تو بڑے گھر میں سے کہنے لگیں کہ تم نے مردوں کیلئے دوسرا نکاح کرنے کا راستہ کھولدیا میں نے کہا کھولا نہیں بند کر دیا اب جو کوئی دیکھے گا نام بھی نہ لے گا بلکہ یہ کہے گا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ (سورۃالبقرہ) دیکھئے یہاں ترازو کھڑی ہے جس سے چیزیں برابر تقسیم کی جاتی ہیں اس کا نام میں نے میزان عدل رکھا ہے خاص اہتمام کرنا پڑتا ہے بعض دفعہ مشقت بھی ہوتی ہے مگر اس سے تسلی ہے کہ ہر مصیبت پر ثواب ہو رہا ہے۔گو دونوں گھروں سے میں نے ایک روپیہ کا تفاوت معاف کرا رکھا ہے لیکن پھر بھی مساوات کا اہتمام رکھتا ہوں مگر یہ تکلیف سب خیالی ہے باقی جب آدمی کسی کام یا بات کا ارادہ کرتا ہے پھولوں سے ہلکا کر گذرتا ہے۔

لوگوں نے مولانوں کو غلام سمجھ رکھا ہے

ایک دیہاتی شخص نے آکر نا تمام بات کہی اور کچھ پہلے کہے ہوئے کا مجمل حوالہ دیا ۔حضرت والا نے فرمایا پوری بات کہو۔گزشتہ بات مجھ کو بالکل یاد نہیں ،اس طرح واقعہ بیان کرو کہ جیسے ابھی پہلے پہلے کہہ رہا ہوں گزشتہ بات کے بھروسہ اختصار مت کرو یہ سمجھ کر کہو کہ یہ کہنا اور ہی بار ہے اس پر بھی اس شخص نے ادھوری ہی بات کہی ۔فرمایا کہ اگر خود سمجھ نہ ہو تو آدمی سمجھ لے جو میں کہہ رہا ہوں اس کو بندۂ خدا سنتا نہیں اپنی ہی ہانکے چلا جاتا ہے اب میں دوسری طرح کہوں گا کہ عقل درست ہو جائیگی اور جو میں نرمی سے کہہ رہا ہوں اس کی نہ کچھ قدر ہے اور نہ پرواہ ہے کہ دوسرا کیا کہہ رہا

ہے وہ اس پر بھی کچھ نہ بولا۔فرمایا کہ اب خاموش بیٹھا ہے جیسا بت ہوا اچھا جاؤ چلو یہاں سے مہمل آدمی آتے ہیں پریشان کرنے اس پر وہ شخص کچھ کہنا چاہتا تھا ،فرمایا اب کچھ نہ سنوں گا دس منٹ ہوئے سانپ کی طرح کھلاتے ہوئے نواب بنا بیٹھا رہا خبردار جو کبھی یہاں آیا ان لوگوں نے تو ملانوں کو غلام سمجھ رکھا ہے کہ ہم ہرادا میں ان کے تابع رہیں۔

رنج کی بات سے رنج تو ہوتا ہی ہے

ملفوظ (۳۲۹) فرمایا: کہ ایک خط آیا ہے ان صاحب نے پہلے تو گالیاں دے لیں اب بہلا پھسلا کر فیض حاصل کرنا چاہتے ہیں، میں انتقام نہیں لیتا مگر رنج کی بات سے رنج ہوتا ہی ہے اور ہم لوگوں کی حقیقت ہی کیا ہے کہ رنج نہ ہو حضور ﷺ نے حضرت وحشی کے ساتھ کیا معاملہ کیا یہ فرمایا کہ ساری عمر صورت نہ دکھانا مگر ہم کو کہا جاتا ہے کہ صاحب معاف کردینا چاہئے ۔ان کے باوا کے غلام ہیں کہ گالیاں بھی کھائیں اور چاپلوسی بھی کریں۔ہاں اس حالت میں بھی اس کی ضرورت کا انتظام کرسکتے ہیں مثلاً ایک شخص سے ناراضگی ہوگئی اوراس سے کہہ دیا کہ صورت مت دکھانا لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہہ دیا جاتا ہے فلاں جگہ یا فلاں شخص سے اپنی اصلاح کراؤ۔

اس زمانہ میں لٹھ پیر کی ضرورت

ملفوظ (۳۳۰) فرمایا: چودھویں صدی کا پیر ایسا ہونا چاہئے تھا جیسا کہ میں لٹھ۔

نہ آنے سے خوش نہ جانے سے رنج

ملفوظ (۳۳۱) فرمایا: کہ نہ مجھے کسی کے آنے سے خوشی ہوتی ہے نہ جانے سے رنج ہوتا ہے الحمدللہ یہ حالت ہے جس کو حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں۔

ہر کہ خواہد گو بیا ؤ ہر کہ خواہد گو برو۔ دار و گیر و حاجب و دربان دریں درگاہ نیست

جس کا جی چاہے آئے جس کا جی چاہے جائے مؤاخذہ، دربان و چوکیدار اس درسگاہ میں کوئی نہیں۔

اہل اللہ کا کوئی کام نفس کیلئے نہیں ہوتا

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ اہل اللہ اور خاصان حق کی شان ہی جدا ہوتی ہے۔ ان کا کوئی بھی کام نفس کیلئے نہیں ہوتا ہاں نفس کے کچلنے اور پیسنے کے واسطے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ ایک بزرگ کی ایک شخص نے دعوت کی، بلا کر لے گیا اور گھر جا کر کہا آپ خواہ مخواہ چمٹے پھرتے ہیں کس نے آپ کی دعوت کی وہ بزرگ چل دئے پھر وہ آ کر کہتا ہے کہ آپ بھی عجیب آدمی ہیں میں نے دعوت کی تھی یہ کھانا پکا ہوا رکھا ہے، آپ چھوڑ کر چلے جا رہے ہیں اس کو کون کھائیگا آپ پھر چلے آئے، کئی مرتبہ اس شخص نے ایسی ہی حرکت کی وہ شخص قدموں پر گر پڑا کہ واقعی آپ بزرگ ہیں۔ سن کر فرماتے ہیں کہ یہ تو کوئی بزرگی نہیں یہ تو کتے کی بھی خاصیت ہے ٹکڑا دکھلا دیا آ گیا ڈنڈا دکھا دیا بھاگ گیا مگر اس قسم کی حرکت بزرگوں کے ساتھ کرنا سخت خطرناک ہے: مگر ان کے یہاں رعایت کا کچھ ٹھکانا ہی نہیں شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

شنیدم کہ مردان راہ خدا۔ دل دشمناں ہم نکردند تنگ

ترا کے میسر شود ایں مقام۔ کہ با دوستانت خلاف است جنگ

طلب صادق کی ضرورت

ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اس طریق میں طلب صادق کی ضرورت ہے بدون سچی طلب کے کامیابی مشکل ہے جیسے دوا وہیں اثر کرتی ہیں جہاں بیماری ہو پانی وہیں جا کر ٹھہرتا ہے جہاں نشیب ہو اونچے پر پانی نہیں چڑھا کرتا۔ حقیقت یہ ہے کہ طلب صادق کی بدولت سب شرائط اور آداب طریق کے آسانی سے پورے ہو جاتے ہیں پھر منزل مقصود قریب ہے، پس پستی اور شکستگی کی ضرورت ہے اور یہ ایسی ضروری چیز ہے کہ اس راہ میں قدم رکھنے سے پہلے اس کو پیدا کر لینا چاہیئے اب رہی یہ بات کہ وہ کس طرح پیدا ہو تو اس کا طریقہ یہی ہے کہ کسی کی جوتیاں سیدھی کرے اور اپنی رائے کو اس کی رائے کے سامنے فناء کر دے اپنی عقل کو اس کے سامنے مٹا دے، اسی کو فرماتے ہیں ۔

ترجمہ: ہوشیاری اور چالاکی اس راستے میں نہیں چلتی بغیر شکستگی کے شاہ کا فضل نہیں ہوتا ، جہاں پستی ہوتی ہے پانی وہیں جاتا ہے، جہاں مشکل ہوتی ہے جواب وہیں ملتا ہے، جہاں درد ہوتا ہے دوا وہیں جاتی ہے، جہاں رنج ہوتا ہے شفاء وہیں جاتا ہے،

خودرائی سم قاتل ہے

فرمایا کہ آج کل خودرائی کو اس قدر ترقی ہوئی ہے کہ ہر شخص کو اس میں ابتلاء ہے

آتے ہیں معتقد ہوکر اور کرتے ہیں مخالفت ایک مولوی صاحب کے جواب میں فرمایا کہ نہیں صاحب یہ وجہ نہیں بلکہ طبیعت میں اطاعت نہیں خودرائی ہے اپنی رائے کو ترجیح دینا چاہتے ہیں دوسروں کو اس کے تابع بنانا چاہتے ہیں اس راہ میں اپنی رائے سے کوئی کام نہیں کرنا چاہئے یہ اس راہ میں سم قاتل ہے۔خلاصہ یہ ہے کہ اصل مضر چیز اس راہ میں خودرائی ہے مگر سب باتیں فکر سے ہوتی ہیں سارا مرض بے فکری کا ہے سوچتے ہی نہیں جو جی میں آیا کرلیا۔

اسلام کو غیروں کی شکایت نہیں اس کو تو مسلمانوں سے ہی شکایت ہے

اسلام بزبان حال کہتا ہے۔

من از بیگان گاں ہرگز نہ نالم۔کہ بامن آنچہ کرد آں آشنا کرد

میں غیروں کا شاکی نہیں کیوں کہ میرے ساتھ جو کچھ کیا ہے وہ اپنوں نے کیا ہے ۔

طعنۂ اہل جہاں کی مجھے پرواہ کیا تھی۔تم بھی ہنستے ہو مرے حال پر رونا ہے یہی۔

اس تحریک حاضر کے زمانہ میں احکام شرع میں اس قدر تحریف ہوئی ہے کہ زمانہ سابق سے اب تک کبھی بھی اس قدر تحریف نہ ہوئی تھی اور زیادہ وجہ اس کی یہ ہے کہ ان بدخواہوں کے ساتھ بعض اہل علم پھسل گئے پھر خیر کہاں مگر ہوتا کیا ہے وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلَ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا.سورۃ الاسراء(۸۱) ایسے ہی عقلا اور ریفارمروں کے متعلق کسی نے خوب کہا ہے ۔

گربہ میر و سگ وزیر و موش را دیواں کنند ۔ایں چنیں ارکان دولت ملک را ویراں کنند

بدون روک ٹوک اصلاح ممکن نہیں

حضرت بدون روک ٹوک کے اصلاح قطعاً غیر ممکن ہے یوں شاذ و نادر اگر کوئی شخص فہیم ہو یا سلیم الطبع ہو وہ اور بات ہے مگر وہ اس حکم میں ہوگا **النادر کالمعدوم**۔ لیکن آجکل طبائع میں اکثر تو کجی ہی ہے اس لئے ضرورت ہے کہ دار و گیر محاسبہ بلکہ معاقبہ کی، حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ فرمایا کرتے تھے کہ جس کا پیر تڑانہ ہو اس مرید کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ حضر مولانا نے ایک لفظ میں حقیقت کو ظاہر فرما دیا۔ ان بزرگ کی رائے ہے جو مجسم اخلاق تھے حضرت مولانا رائے پوریؒ کو جب مرض میں بھی لوگوں نے چین نہ دی اور راحت نہ میسر ہوئی تب فرمایا کہ تھانہ بھون کی طرز کی ضرورت ہے بدون اس کے راحت نہیں ملے گی۔ حضرت مولانا دیوبندیؒ کے پاس لوگ آتے جو متکبر ہوتا فرماتے کہ اس کا علاج تھانہ بھون میں ہوگا ایسوں کو وہیں پہچانا چاہئے، یہ تو زندوں کے فیصلے ہیں اور سنئے مولوی ظفر احمد نے حضرت حاجی صاحبؒ کو خواب میں دیکھا عرض کیا کہ حضرت میرے لئے دعاء فرما دیجئے کہ میں صاحب نسبت ہو جاؤں، حضرت کے جواب میں یہ الفاظ ہیں کہ صاحب نسبت تو تم ہو مگر اصلاح کی ضرورت ہے اور اصلاح کراؤ اپنے ماموسے۔ میں مراد ہوں۔ مولوی ظفر احمد مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوریؒ سے بیعت ہیں اس کے بعد تعلیم کیلئے مجھ سے رجوع کیا، اب فرمائے اتنے فیصلے سن لینے کے بعد اہل الرائے کی کیا رائے ہے۔ اور اگر کچھ شبہ تھا بھی مجھ کو اپنے اس طریق اصلاح پر وہ رسالہ آداب الشیخ

والمرید مصنف امام محی الدین ابن عربی کو دیکھ کر جاتا رہا جس قدر اس میں شیخ اور مرید کے اصول وقواعد لکھے ہیں اتنے تو میرے یہاں بھی نہیں۔ یہ رسالہ دیکھنے کے بعد پھر میرے طریق اصلاح پر انشاء اللہ کوئی شبہ باقی نہیں رہ سکتا۔

ساری خرابی بےفکری سے ہوتی ہے

ایک مولوی صاحب کے جواب میں فرمایا کہ طریقہ سے ہر کام ہوتا ہے اور کوئی گرانی نہیں ہوتی نہ کوئی حرج ہوتا ہے یہ ہے اصول اور قواعد کی برکت اور ضرورت، مگر یہ سب باتیں فکر سے ہوتی ہیں ساری خرابی بےفکری سے ہوتی ہے۔ میں لوگوں میں فکر کی عادت پیدا کرنا چاہتا ہوں۔ لوگ بھاگتے ہیں گھبراتے ہیں۔ مگر کام تو کام ہی کے طریقہ سے ہوتا ہے۔ اب تو عام طور پر حالت اس مقولہ کے مصداق ہو رہی ہے کہ اوت کے اوت نہ آپ چلے نہ اور کو چلنے دے۔ ایک سپاہی میدان جنگ میں زخمی پڑا تھا چل نہیں سکتا تھا، شب کا وقت قریب آ رہا تھا، سپاہی کو فکر تھی کہ دن تو خیر جوں توں ہو کر گزر جائیگا مگر شب کا تنہائی میں گزرنا بڑا مشکل ہوگا۔ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ دیکھا سامنے سے ایک لالہ صاحب دھوتی باندھے چھٹے چھٹے جا رہے ہیں، اس سپاہی نے آواز دی کہ صاحب میری سن لیجئے یہ سن کر وہ گھبرایا سپاہی نے کہا ڈرنے اور گھبرانے کی کوئی بات نہیں مردہ یا بھوت نہیں ہوں جنگ میں زخمی ہو گیا ہوں میرا بچنا اب محال ہے اور میری کمر سے روپیہ کی ہمیانی بندھی ہے اب میرے تو کام آنے سے رہی تم ہی کھول کر لے جاؤ، یہ سن کر لالہ جی کے منہ میں پانی بھر آیا فوراً سپاہی کے قریب پہنچ

گئے قریب پہنچا تھا کہ سپاہی نے برابر میں سے تلوار اٹھا کر لالہ جی کے پیروں پر رسید کی پیر کٹ گیا اور چلنے کے قابل نہ رہا اور ہمیانی تلاش کی تو وہ بھی ندارد لالہ جی سپاہی سے کہتے ہیں کہ یہ کیا کیا اس نے کہا کہ میاں کیسا روپیہ اور کہاں کا روپیہ بھلا کوئی میدان جنگ میں روپیہ لیکر آیا کرتا ہے میاں تنہا شب گزارنا مشکل ہوتا اب دونوں پڑے ہوئے باتیں کریں گے شب کٹ جائیگی لالہ جی کہتے ہیں کہ میں نے کہا مکار اوت کا اوت نہ آپ چلے نہ اور کو چلنے دے یہی حالت ہو رہی ہے کہ نہ آپ کام کریں اور نہ دوسروں کو کرنے دیں کوئی کرے تو اس پر طعن کریں۔

دنیا کی خاطر اپنا مسلک بدلنا

ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ یہ بڑی خطرناک بات ہے کہ محض دنیا کے واسطے اپنے فرع مذہب کو چھوڑ دے مثلاً شافعی ہے محض دنیاوی غرض سے حنفی ہو جائے، یا اگر حنفی ہے تو شافعی ہو جائے، علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ ایک بزرگ سے ذکر کیا گیا کہ ایک شخص جو اپنے مذہب کے فروع کو حق سمجھتا تھا اس کو کسی حنبلی کی بیٹی لینے کیلئے چھوڑ دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھ کو اندیشہ ہے کہ آخر وقت میں اس کا ایمان نہ سلب ہو جائے کیوں کہ ایک مردار دنیا کے واسطے دین کو نثار کیا۔

اصلاح نہ کرنا خیانت ہے

ملفوظ (۳۳۱) فرمایا کہ میں تو یہ چاہتا ہوں نہ مجھ سے کسی کو تکلیف پہنچے اور نہ اوروں سے مجھے اور ایک یہ چاہتا ہوں کہ جب دعوی محبت کا لیکر آتے ہیں اس کا حق ادا کریں

میرے بدنام ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اور مشائخ اور پیروں نے تو قسم کھالی ہے کہ کچھ نہ کہا جائے، اور میں کہتا ہوں ان کے کانوں کے کیڑے یہیں آ کر جھڑتے ہیں ان بیچاروں کو کسی نے نہیں بتلایا اسلئے بیہودہ رسمیں عام ہوگئیں ہیں اور میں بھی کچھ نہ کہتا مگر دو وجہ سے کہنا پڑتا ہے، ایک تو میں اپنی وجہ سے کہتا ہوں کہ مجھ کو پریشان نہ کریں، اور دوسرے ان کے دین کی وجہ سے کہتا ہوں کہ اگر ایسا نہ کیا تو اصلاح کیسے ہوگی نہ کہنے اور خاموش رہنے کو میں خیانت سمجھتا ہوں آخر کیا وجہ ہے کہ نہ کہا جائے آخر ہم ہیں کس مرض کی دوا اسی کو فرماتے ہیں۔

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است۔ اگر خاموش بنشینیم گناہ است

ایک واعظ کو وعظ کہنے کی ممانعت

ایک سلسلۂ گفتگو میں ایک واعظ کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا کہ میں نے ان کے وعظ کہنے سے جو بوجہ عدم اہلیت کے منع کیا اسی پر انہوں نے کہا کہ اگر میرا وعظ سن لیں تو اجازت دے دیں، میں نے کہا کہ اگر سن لوں تو اور زیادہ ممانعت کروں ابھی تو علم الیقین ہے اور پھر عین الیقین ہو جائے گا تمہارے جہل کا۔

طالب کی دلجوئی اور تسلی

ملفوظ (۳۳۲) فرمایا: کہ شیخ کامل وہ ہے جو طالب کی دلجوئی اور تسلی کرتا رہے اور اس کی مایوس سے مایوس حالت کو سنبھالتا رہے اس کے دل کو بڑھاتا رہے اس میں تو ہم نے اپنے حضرت حاجی صاحبؒ کو دیکھا کہ کیسا ہی کوئی روتا ہوا گیا ہنستا ہوا آیا۔

طالبین اور بزرگان سلف کے امتحانات

مولوی صاحب کے سوال جواب میں فرمایا کہ میں تو پھر بھی طالبین کی بہت رعایت کرتا ہوں بزرگان سلف نے تو بڑے بڑے سخت امتحان طالبوں کیلئے ہیں اگر مناسبت دیکھی تو تعلیم کی ورنہ نکال باہر کیا۔

حضرت سلطان جی کی خدمت میں دو شخص مرید ہونے کیلئے حاضر ہوئے سامنے کوئی حوض تھا کہنے لگے کہ ہمارے یہاں کا حوض اس سے بہت بڑا ہے، حضرت سلطان جی نے سن لیا فرمایا ناپ کر آؤ، جا کر پیمائش کی تو ایک بالشت بڑا نکلا بہت خوش خوش آئے عرض کیا کہ ایک بالشت بڑا ہے، فرمایا کہ ایک بالشت کو بہت بڑا نہیں کہتے معلوم ہوتا ہے تمہارے مزاج میں کلام کی احتیاط نہیں نکلو یہاں سے، ایک بزرگ جب نئے طالب کیلئے کھانا بھیجتے تو اس کے کھانے کے بعد بچے ہوئے کھانے کو دیکھتے کہ روٹی سالن تناسب سے بچا یا نہیں اگر گڑ بڑ ہوتی تو فرماتے انتظام نہیں تمہارے مزاج میں اس واسطے تم کو ہم سے مناسبت نہیں ہوگی کیوں کہ جب اتنی چھوٹی سی بات میں انتظام نہیں تو آئندہ تم سے کیا امید ہوسکتی ہے چلو چلتے بنو ہم سے تمہاری خدمت نہیں ہوگی۔

فکر ہو تو غلطیاں کم ہوتی ہیں

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ فکر انسان کی اختیاری چیز ہے اگر فکر ہو تو غلطیاں کم اور ہلکی ہوتی ہیں مربیّ قرائن سے یا نور بصیرت سے معلوم کر لیتا ہے کہ اس نے اہتمام

کیا تھا پھر غلطی ہوگئی مگر اب بے فکری ہے اس پر چشم پوشی نہیں ہوتی۔ ایک مولوی صاحب مدرس اول متقی یہاں آئے تھے کھانا آیا انہوں نے ایک اور شخص کو کھانے کیلئے بیٹھا لیا پرواہ نہیں حالانکہ شریعت کے خلاف تھا عرف کا اتنا غلبہ ہوگیا ہے، عبدالستار نے کہا کہ مولانا یہ تو جائز نہیں کیوں کہ کھانا آپ کی ملک نہیں صرف آپ کیلئے بھیجا گیا ہے اور زیادہ بھیجا گیا ہے تاکہ مہمان کو کمی نہ ہو یہ سن کر بھی اس شخص کو نہیں اٹھایا صرف یہ کہا اچھا ہم پوچھ لیں گے۔ مجھے اطلاع ہوئی میں ان کے پوچھنے کا منتظر رہا مگر انہوں نے نہیں پوچھا آخر مجھ کو ہی کہنا پڑا، یہ حالت لکھے پڑھوں کی ہے دوسروں کی اصلاح کی کیا امید کی جاسکتی ہے۔

آجکل کے مشائخ کی مخلوق پر نظر

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ آجکل ساری خرابیاں اس وجہ سے ہورہی ہیں کہ جو مصلح اور مشائخ کہلاتے ہیں ان کو بھی طالبوں کے حال پر توجہ نہیں، چاہتے ہیں کہ لوگوں کی نظر میں میرے کمالات میں کوئی کمی نہ آجائے۔ میرے نزدیک وہ شیخ خائن ہے، رہزن ہے، جو اللہ کی مخلوق کی راہ مارے اور اپنے اغراض اور مصالح کی بناء پر طالب کی اصلاح وتربیت نہ کرے ان لوگوں نے دکانیں جمارکھی ہیں ہر وقت اس کی فکر ہے کہ کوئی ہم کو برا نہ کہے، کوئی غیر معتقد نہ ہوجائے، اچھی خاصی دین فروش اور مخلوق پرستی ہے سو ایسے لوگ خود ہی گمراہ ہیں دوسروں کو کیا راہ بتائیں گے، میں پوچھتا ہوں کہ جب آنے والوں کی بری عادت پر ان کو ٹوک نہ کروگے ان کی اصلاح نہ

کروگے تو پھر تم ہو کس مرض کی دوا، غرض بےفکری کے مرض سے اس وقت مشائخ بھی خالی نہیں الا ماشاء اللہ یہ سب فساد بےفکری کی بدولت ہورہا ہے، اگر اپنی عاقبت کی اور دین کی فکر ہو تو آپ ہرگز نہ کریں اور اس پر بس نہیں بلکہ اس سے آگے بڑھ کر خلاف شرع بکواس لگاتے ہیں بڑیں ہانکتے ہیں اور وہ رموز واسرار سمجھے جاتے ہیں اشرار کا نام اسرار رکھا ہے۔ احکام شرعی میں تخفیف کرتے ہیں اور فن تصوف کی تو وہ گت بنائی ہے کہ الامان والحفیظ مگر اب تو کچھ آنکھیں کھل گئیں اللہ کا شکر ہے اب بہت کم لوگ ان کے جال میں پھنستے ہیں۔

ذکر کی برکات کیلئے منکرات سے اجتناب ضروری ہے

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ ذکر بڑی برکت کی چیز ہے مگر اس کی برکت وہیں تک ہے کہ منکرات سے اجتناب رہے اگر ایک شخص فرض نماز نہ پڑھے تو ثواب تو ہوگا مگر فرض نہ پڑھنے کا جو گناہ ہے وہ ضعیف کردے گا، کوئی نفع ان لفظوں سے ظاہر نہ ہوگا، یعنی یہ کہ اس سے آئندہ اعمال میں قوت نہ ہوگی۔

مربی کی تعلیم کے خلاف نہ کرے

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ مربی کی تعلیم کے کبھی خلاف نہ کرنا چاہئے ویسے تو اس کی مخالفت سے موقت نقصان ہو ہی گا مگر اس سے جو عادت خلاف کرنے کی پیدا ہوگی یہ آئندہ ہمیشہ کیلئے قوت استعداد کو فناء کردے گی پھر مصلح کی موافقت کی نظیر میں فرمایا کہ کل ہی کا میرا واقعہ ہے کہ حکیم صاحب نے مجھ کو ایک رقعہ لکھا کہ کل دوائی چھوڑ

دو میں نے ایک دم چھوڑ دیں قلب میں اس کا وسوسہ بھی نہیں آیا کہ ایک دم کیوں سب چھڑا دیں۔

متکبر کی کبھی وقعت نہیں کرنی چاہئے

ملفوظ (۳۳۳) فرمایا: ان دنیاداروں خصوص مالداروں کو منہ نہ لگانا چاہئے ان میں اکثر خرد ماغ ہوتے ہیں جی چاہتا ہے کہ کوئی انکو اسپ دماغ ملے تب تو ان کا دماغ ڈھیلا ہو ایک مالدار کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا اس نے کہا کہ مال کی مذمت کی جاتی ہے مگر مال ایسی چیز ہے کہ میں داڑھی منڈا ہوں بدافعال ہوں نہ شریعت کے موافق لباس ہے نہ اعمال ہیں محض مال میرے پاس ہے اس کی وجہ سے بڑے بڑے علماء میری تعظیم کو کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دیکھئے ان کی تعظیم وتکریم ایسی مضر ہوتی ہے میں کہا کرتا ہوں کہ متکبروں کی کبھی وقعت نہیں کرنی چاہئے چاہے ثقہ صورت ہوں ان متکبروں کو تو ہمیشہ نیچا دکھانا چاہئے اور خصوص ان میں جو نیچری ہیں وہ تو یہ سمجھتے ہیں کہ دین کو بھی ہم ہی سمجھے ہیں علماء نہیں سمجھے، بڑے بدفہم ہیں اور ان سب کا منشاء تکبر ہی ہے یہ تکبر ایسی چیز ہے جس شخص میں نہ ہو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں سب کچھ ہے اور جس میں تکبر ہو اس میں اگر اور سب خوبیاں ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کچھ بھی نہیں۔ اور اس میں امیر وغریب کی کوئی قید نہیں کوئی بھی ہو حدیث شریف میں آیا ہے کہ رائی برابر بھی جس میں کبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائیگا۔

رذائل نفس کے ازالہ سے غفلت عام

ملفوظ (۳۳۴) فرمایا: آجکل اکثر جگہ رذائل نفس کے ازالہ کا سلسلہ نہیں صرف فقہی مسائل کی تخلیق ہے اور باتیں بھی ہیں مگر اس کا نام ونشان بھی نہیں اسی وجہ سے لوگوں کو اس طریق سے اجنبیت ہوگئی ہے سمجھتے ہیں کہ اگر یہ کوئی ضروری چیز ہوتی تو اور جگہ بھی تو ہوتی اور واقعہ یہ ہے کہ اگر یہ چیز اور جگہ ہوتی تو پھر میں اس کا اہتمام نہ کرتا اس لئے کہ مقصود تو حاصل ہو رہا ہے چنانچہ جو کام اور جگہ ہو رہا ہے یعنی فقہی مسائل ان کے متعلق یہاں رجوع کرنے والوں کو کہہ دیتا ہوں کہ یہ فقہی مسئلہ ہے دیوبند سہارنپور سے معلوم کرلو وہاں یہ کام ہو رہا ہے اسی طرح اگر اصلاح اعمال کا بھی اہتمام دوسری جگہوں میں ہوتا تو میں اس کو بھی انہیں کے حوالہ کر دیتا مگر اس کا تو کہیں نام بھی نہیں یہی وجہ ہے کہ لوگوں کو وحشت ہوتی ہے کہ ساری دنیا میں جو باتیں نہیں وہ یہاں پر آکر دیکھتے ہیں۔

طبائع نرمی سے اصلاح قبول نہیں کرتیں

ملفوظ (۳۳۵) فرمایا: کہ لوگ میری کتابیں دیکھ کر معتقد ہو جاتے ہیں سخت غلطی ہے کہ یہاں آکر کہتے ہوں گے کہ تصنیف میں تو چہرہ ایسا دلفریب اور یہاں دیکھو تو اورنگزیب اسلئے کہ میں اصلاح اور تربیت کی بناء پر روک ٹوک اور تعلیم کرتا ہوں اگر کوئی بیہودگی کرتا ہے تو مؤاخذہ کرتا ہوں اس وجہ سے مجھ کو سخت سمجھتے ہیں، لیکن اگر یہ طرز اختیار نہ کروں تو اصلاح کیسے ہوگی آجکل اکثر طبائع شریف نہیں رہیں کہ نرمی

سے اصلاح قبول کرلیں۔

امراء سے انقباض ہوتا ہے نفرت نہیں

ملفوظ (۳۳۶) فرمایا: بعض حرکات سے نفرت تو نہیں ہوتی ہاں انقباض ہوتا ہے ایک صاحب کے جواب میں فرمایا کہ انقباض اور چیز ہے نفرت اور چیز ہے ایسے ہی امراء سے انقباض ہوتا ہے نفرت نہیں ہوتی، میں جب کسی امیر کے پاس بیٹھتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کسی کو پنجڑے میں بند کردیا اور آجکل کے امراء تو اکثر متکبر ہوتے ہیں اور اہل دین کو نظر حقارت سے دیکھتے ہیں، میں تو ہمیشہ علماء کو خصوص اہل مدارس کو مشورہ دیتا ہوں کہ ان سے چندہ نہ مانگو مگر یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ مدرسہ کا کام بدون چندے کے چل نہیں سکتا۔

عالم ہوکر بھی کسی کے سامنے جاکر پامال ہونا ضروری ہے

ملفوظ (۳۳۷) فرمایا: میں تو کہا کرتا ہوں کہ عالم ہوکر کتابیں پڑھ کر بھی کسی کے سامنے جاکر پامال ہوجائے کسی کی جوتیاں سیدھی کرے تب انسانیت اور آدمیت پیدا ہوتی ہے۔

صلحاء کی نقل کے برکات

صالحین کی وضع قطع کی نقل میں بھی بہت برکت ہے جادوگروں نے موسیٰؑ کی وضع قطع بنائی یہ مشابہت ان کی ہدایت کا سبب بن گئی حق تعالیٰ کا فضل ہوگیا سب کو ایمان عطاء ہوگیا۔ حضرت حکیم الامت صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ مشتبہ بالصوفی کی بھی قدر

کرو کیوں کہ صوفیوں کے لباس کی نقل دلیل ہے کہ اس کے دل میں صوفیوں کی یا محبت یا عظمت ہے۔ ہمیشہ نقل کا سبب دو ہوتے ہیں یا تو جس کی نقل کرتا ہو اس کی محبت ہوگی یا اسکی عظمت ہوگی پس جو لوگ صالحین کی وضع قطع ترک کر کے اہل مغرب کی وضع قطع کی نقل کرتے ہیں یا تو ان کے دلوں میں ان کی محبت ہے یا عظمت ہے، اور حق تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا (سورة هود)

ظالموں کی طرف میلان نہ ہونا چاہئے۔ لباس صلحاء کا اختیار کرنے والا انشاء اللہ محروم نہ رہے گا۔ ایک شخص آزاد طبع تھا جب مرنے لگا تو اپنے گھر والوں سے کہا میری ڈاڑھی پر آٹا چھڑک دو جب قبر میں سوال ہوا کہ یہ آٹا کیوں چھڑک رکھا ہے جواب دیا کہ سنا ہے آپ بوڑھوں پر رحم فرما دیتے ہیں میں تو بوڑھا نہیں مرا ہوں مگر بوڑھوں کی شکل آٹا چھڑک کر بنالایا ہوں اسی پر رحم فرمادیا۔

رحمت حق بہانہ می جوید۔ رحمت حق بہانمی جوید

وقار کیسے ہوتا ہے

ڈاکٹر عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ صاحب خلیفہ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں: جاہ پسندی کچھ اچھی چیز نہیں نکال ہی دیجئے اس خلش کو، اہل ثروت اور اہل دولت کے پاس بلا ضرورت جا کر خود کو کیوں ذلیل کرتے ہو؟ سبکی ہوگی اور وہ تمہارا اثر قبول نہ کریں گے۔ شیطان پاگل بنادے گا اور مجرم بھی ہوجاؤ گے دینی وقار قائم رکھنا چاہئے یہ وقار ان کے پاس جانے سے ختم ہوجاتا ہے۔ (ارشادات عارفی)

مقبولین سے نسبت بہت بابرکت ہے

ملفوظ (۳۳۸) فرمایا: کہ مقبولین سے نسبت ہونے کی بھی بڑی برکت ہوتی ہے خواہ حسی ہو یا معنوی ہو۔

ایک مرتبہ حضرت حاجی صاحبؒ کے کسی مرید نے حضرت عمرؓ کو خواب میں دیکھا فرمایا کہ ہماری طرف سے اپنے پیر کے سر پر ہاتھ رکھنا وہ ہماری اولاد میں سے ہیں صبح کو مرید نے حضرت حاجی صاحبؒ سے یہ خواب بیان کیا آپ نے سر آگے کر دیا کہ حکم کا امتثال کرو مرید جھجکا کہ میرا ہاتھ اس قابل کہاں فرمایا کہ جھجکتے کیوں ہو یہ تو حکم کا امتثال ہے۔ اسی سلسلہ میں فرمایا کہ ایک مرتبہ بعض کاغذات کی وجہ سے مجھ کو فاروقیت کے متعلق کچھ تردد ہو گیا تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص نے مجھ سے نسب کے متعلق پوچھا میں نے کہا سنا ہے فاروقی ہیں اس شخص نے کہا میں حضرت عمرؓ سے پوچھ کر آؤں؟ میں ڈرا کہ کہیں کرکری نہ ہو پھر خیال ہوا کہ اچھا ہے ایک طرف معاملہ ہو جائے گا۔ میں نے کہا ہاں پوچھ آؤ وہ دوڑا گیا اور دوڑا آیا اور کہا کہ میں حضرت عمرؓ سے پوچھ آیا ہوں۔

معاصی کا زیادہ صدور نفس کی وجہ سے ہوتا ہے

ملفوظ (۳۳۹) فرمایا: شیطان تو کمبختی مارا بدنام ہو گیا ورنہ ہم جیسوں کے بہکانے کیلئے تو نفس ہی بڑی چیز ہے شیطان کی بھی ضرورت نہیں، یعنی ذریت ہی کافی ہے باقی اگر ان سب کے ثمروں سے بچنا چاہو تو پہلے یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہوگی کہ

دشمن مقابلہ پر کون ہے؟ یہ معلوم ہوجانے کے بعد مقابلہ آسانی سے ہوسکتا ہے یعنی پہلے یہ معلوم کرلو کہ اس خاص گناہ کی طرف شیطان رغبت دلا رہا ہے یا نفس؟ سو اس کا معیار یہ ہے جس وقت قلب میں معصیت کا وسوسہ پیدا ہو تو یہ دیکھو کہ باوجود بار بار دفع کرنے کے بعد اگر پھر وہی وسوسہ ہوتا ہے تو یہ نفس کی طرف سے ہے، اسلئے کہ نفس کو گناہ سے محض حظ مقصود ہے اور خاص وقت میں حظ خاص ہی گناہ میں ہے۔ اگر دفع کرنے کے بعد قلب سے وہ وسوسہ نکل جائے دوسرے گناہ کا وسوسہ پیدا ہو تو سمجھو کہ یہ شیطان کی طرف سے ہے۔ اسلئے کہ شیطان کو کوئی خاص حظ مقصود نہیں بلکہ عداوت کی وجہ سے مطلق گناہ میں مبتلا کرنا مقصود ہے، اسلئے یہ شخص ایک سے ہٹے گا تو وہ اس کو دوسرے میں مبتلا کرنے کی کوشش کرے گا، اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ زیادہ تر صدور معاصی کا نفس ہی کی طرف سے ہوتا ہے، مگر لوگ دھوکے میں ہیں کہ ایسے خطرات کے وقت کثرت سے لاحول پڑھتے ہیں، مگر پھر بھی وسوسہ میں کمزوری پیدا نہیں ہوتی، کیوں کہ لاحول نفس کا علاج نہیں، سو کتنی بڑی غلطی میں بوجہ عدم علم کے ابتلاء ہورہا ہے۔ نفس کا علاج کرو جو گناہ کرانے میں شیطان کی بھی اصل ہے، چنانچہ ظاہر ہے کہ اوروں کو تو شیطان بہکاتا ہے، مگر شیطان کو کس نے بہکایا تھا ظاہر ہے کہ شیطان کو اس کے نفس نے بہکایا تھا تو اصل کون ہوا نفس ہی تو ہوا البتہ بعد میں حق میں دخل دونوں کو ہے۔ جب یہ معلوم ہوگیا تو شیطان کا مقابلہ لاحول اور ذکر سے کرو، اور نفس کا مقابلہ ہمت سے کرو، آجکل گڈ مڈ معاملہ ہے سب کو ایک ہی لکڑی سے ہانکنا چاہتے

ہیں۔جس کا نتیجہ نا کامی ہے اسلئے کسی کامل کی صحبت کی ضرورت ہے ایسے علوم کسی کی صحبت سے حاصل ہوتے ہیں اسلئے کہا گیا کہ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے بھی زیادہ بھاری ہے۔

مبادی اور انفعالات مراد نہیں

ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں کہ جب اللہ تعالی بندوں کو معذب دیکھیں گے کیا ان کو رحم نہ آئیگا جب کہ ہم کو رحم آجاتا ہے،فرمایا کہ رحیم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اپنے بندوں کے ساتھ اپنے ارادہ سے لطف کا معاملہ کرتے ہیں یہ نہیں کہ وہ مخلوق کی طرح کسی کو تکلیف دیکھ کر متأثر ہوتے ہیں اسلئے علماء نے کہا کہ ان صفات میں افعال مراد ہیں نہ کہ مبادی،پس وہاں انفعالات نہیں محض افعال ہیں۔

صحابہ کرام کے نزدیک دنیا کی حقیقت

ملفوظ(۳۴۰)فرمایا: کہ صحابہ کرامؓ کے قلب میں تو بسی ہوئی تھی آخرت،اور دنیا ان کی نظر میں اس سے زیادہ وقعت نہ رکھتی تھی جیسے پیشاب یا پاخانہ کا معاملہ بضرورت کرنا پڑتا ہے۔اور آجکل اس کے عکس معاملہ ہے کہ آخرت کی طرف تو بقدر ضرورت بھی توجہ نہیں اور دنیا میں انہماک ہے۔

ذبیحہ میں بے رحمی نہیں

جس طرح اللہ تعالی نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ روح نکال لو جو حقیقت ہے موت کی اسی طرح ہمیں ذبح کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حیات المسلمین کی اہمیت

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ میں ایسی تمام تصنیفات میں رسالہ حیات المسلمین کو اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھتا ہوں، کیوں کہ اس میں انتظام ہے مسلمانوں کے دین ودنیا کا قیامت تک کیلئے لیکن بعض ثمرات ایسے ہوتے ہیں کہ بدون جماعت کے مرتب نہیں ہوسکتے، جیسے نماز میں جماعت کے فضائل ہیں مگر جب تک سب جمع ہوکر نہ پڑھیں وہ فضائل نہیں حاصل ہوسکتے، ایسے ہی حیات المسلمین کے اعمال کے ثمرات بدون کثرت سے مسلمانوں کے جمع ہونے اور عمل کئے حاصل نہیں ہوسکتے۔ اگر سب مسلمان اس کی تعلیم پر عمل کریں اور اس کو اپنا دستور العمل بنالیں تو میں خدا کی ذات پر بھروسہ کر کے کہتا ہوں کہ دین ودنیا میں ان کو اعلی درجہ کی کامیابی اور فتح نصیب ہو۔

بزدل کو غصہ زیادہ آتا ہے

ملفوظ (۳۴۱) فرمایا: جتنے بہادر ہیں ان میں غصہ کم ہوتا ہے بزدل کو غصہ بہت ہوتا ہے سمجھتا ہے کہ اگر اس وقت انتقام نہیں لیا تو پھر کہاں موقع ملے گا، بخلاف بہادر کے وہ یہ سمجھتا ہے کہ جب چاہوں گا انتقام لے لوں گا۔

تبحر فی العلم اس زمانہ میں عجب نہیں کہ فرض عین ہو، اور باوجود تبحر کے بھی ایک دوسری چیز بھی گویا فرض عین ہے، یعنی صحبت اہل اللہ کی۔ اسلئے کہ لکھے پڑھے لوگ بھی گڈمڈ ہوجاتے ہیں۔ اسلئے میں ان دونوں چیزوں کو یعنی تبحر فی العلم، اور صحبت اہل اللہ کو

ایک درجہ میں فرض عین کہتا ہوں، اسلئے کہ دین کی حفاظت انہیں دونوں پر موقوف ہے خصوصاً دوسری چیز پر۔

چھوٹوں سے زیادہ ڈرنا چاہئے

ملفوظ (۳۴۲) فرمایا: میں تو اپنے تجربہ سے کہا کرتا ہوں کہ بڑوں سے ڈرنے کی اتنی ضرورت نہیں جس قدر چھوٹوں سے ڈرنا چاہئے وائسرائے سے زیادہ ڈرنے کی ضرورت نہیں کانسٹیبل سے زیادہ ڈرنے کی ضرورت ہے، وجہ یہ ہیکہ بڑوں کو حوصلہ ہوتا ہے چھوٹوں کو نہیں ہوتا۔

درود شریف ہمیشہ مقبول ہوتا ہے

ملفوظ (۳۴۳) فرمایا: کہ ایک نکتہ عجیب ہے درود شریف کے متعلق وہ یہ کہ علماء نے لکھا ہے کہ عبادتیں تو کبھی قبول ہوتی ہیں کبھی نہیں۔ اور درود شریف ہمیشہ مقبول ہی ہوتا ہے۔ میرے خیال میں اس کا یہ راز معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالی شانہ خود حضور ﷺ پر رحمت کرنا چاہتے ہیں، دوسرا اسی کی درخواست کرے گا تو ضرور قبول ہوگی۔

حضرت کی حالت قبض

ملفوظ (۳۴۴) فرمایا: کہ یہ طریق بہت نازک ہے، اس میں مجھ پر خود ایسی حالت گزر چکی ہے کہ حضرت حاجی صاحبؒ کا اس حالت کے قبل یہ ارشاد نہ ہوتا کہ جلدی نہ کرنا۔ تو میں خودکشی کر لیتا۔ اسلئے میں اس کے متعلق جو کچھ کہتا ہوں دیکھ کر کہتا ہوں ،اس حالت کا قصہ ہے کہ میرے ایک دوست مجھ سے ملنے آئے ان کے پاس بھری

بندوق تھی، کئی مرتبہ جی میں آیا کہ ان سے کہوں کہ میرے گولی ماردیں، مگر اللہ تعالی نے سنبھال لیا۔اس حالت میں مجھ کو بڑے گھر میں سے بہت امداد ملی اور کوئی ایسا نہیں جس سے کہتا حق تعالی نے ان کو ہی غمگسار بنا دیا تھا۔ان سے اپنی حالت کہتا تھا ان کے جواب ایسے ہوتے تھے جیسے حضرت خدیجہؓ کے جوابات حضورﷺ کیلئے ہوتے تھے۔

علی گڑھ کالج میں لڑکے کے داخلے سے دین پر فالج

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت علی گڑھ کالج میں لڑکے کو داخل کرتے ہوئے ڈر معلوم ہوتا ہے، کہیں دین نہ برباد ہوجائے فرمایا ہوگا،تو وہی جو اللہ کو منظور ہوگا،مگر ظاہری اسباب میں یہ داخلہ بھی قوی سبب ہے بربادی کا،اوراس بناء پر کالج کے داخلہ سے فالج کا داخلہ اچھا ہے اسلئے کہ اس میں تو دین کا ضرر ہے اوراس میں جسم کا ضرر ،ان دونوں مرضوں میں حقیقی مرض وہی ہے جو کالج میں رہ کر پیدا ہوتا ہے۔

اہل کمال کو زیب وزینت کی ضرورت نہیں

ملفوظ (۳۴۵) فرمایا: کہ اہل کمال کو زیب وزینت کی ضرورت نہیں ہوتی ان کو اتنی فرصت کہاں کہ وہ ایسی فضولیات کے طرف متوجہ ہوں، میں تو کسی کو زیب وزینت کا اہتمام کرتا دیکھتا ہوں سمجھ جاتا ہوں کہ یہ شخص کمال سے خالی ہے۔اور حصول کمال کی طرف متوجہ بھی نہیں۔

خاموش رہنے سے فہم پیدا ہوتا ہے

ملفوظ (۳۴۶) فرمایا: میں تو نئے آنے والوں کیلئے قید لگا تا ہوں کہ مکاتبت اور مخاطبت کچھ نہ کریں، اس کا منشاء صرف طرفین کی راحت رسانی ہے اور مقصود اعظم یہ ہے کہ خاموش رہنے سے فہم پیدا ہوتا ہے، اور وقتاً فوقتاً کی صحبت اور گفتگو سے اپنے مطلوب کی حقیقت سے باخبر ہو جائیں۔ اس لئے سمجھ میں آجانے کے بعد پھر حصول میں بڑی سہولت اور آسانی ہو جاتی ہے اس کے سوا اور کوئی میرا مقصود نہیں۔

آزادی کا زمانہ اور اتباع حق سے انکار

ملفوظ (۳۴۷) افرمایا: آجکل آزادی اور حریت کا زمانہ ہے لوگوں کو دوسروں کی اتباع سے عار آتی ہے اور اس طریق میں یہ طرز سم قاتل ہے، میں یہ چاہتا ہوں کہ اتباع کی عادت ہو اور طبیعتیں اس کی خوگر ہوں تا کہ اتباع ظاہری کی عادت سے انقیاد باطنی کا مادہ پیدا ہو جائے، اب تو یہاں تک آزادی کا مرض بڑھ گیا ہے کہ کسی استاد یا شیخ یا والدین کا تو کیا اتباع کریں گے اللہ تعالی ہی سے آزاد رہنا چاہتے ہیں (**نعوذ بالله استغفر الله**)

طریقت کا احترام امام غزالیؒ کی نگاہ میں

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ اس طریق کا انکار نہ کرے چاہے معتقد بھی نہ ہو۔ بلکہ یہ طریق اس قدر باوقعت اور باعظمت ہے کہ بعض بزرگوں نے فرمایا کہ اگر کوئی اس طریق کو مکر و ریاء کی وجہ سے بھی اختیار کرے اس کی بھی قدر

کرے، اسلئے کہ اس کے دل میں اس طریق کی عظمت ہے تب ہی تو اس کو لیا، گو مکر ہی سے سہی، سو اس کو بھی حقیر مت سمجھو کیوں کہ جس چیز کی قلب میں وقعت وعظمت نہیں ہوتی آدمی اس کو کسی طرح بھی اختیار نہیں کرتا، حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں دیکھئے ان حضرات میں حقائق کی کس قدر دقیق رعایت ہے۔

شیخ محی الدین ابن عربی کا دماغ

ملفوظ (۳۴۸) فرمایا: کہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی عبارت میں تنگی ضرور ہے، مگر کوئی مدلول شریعت کے خلاف نہیں لوگوں کے نہ سمجھنے کی وجہ سے شیخ کو بہت بدنام کیا گیا ہے۔ میں نے اپنے رسالہ التیسیر الطرابی۔ میں ان کے خاص خاص اقوال کی توجیہ کی ہے مگر مجھ کو توجیہ میں دشواری پیش آئی ان ہی باتوں کو دیکھ کر ایک غیر مقلد نے مجھ کو لکھا کہ تم شر القرون کے صوفیوں کی بہت حمایت کرتے ہو، مجھ کو یہ بدتمیزی ناگوار ہوئی یہ کیا شرارت ہے کہ شر القرون میں سب شر ہی ہوں ۔

تکبر جہالت یعنی حماقت سے ہوتا ہے

ملفوظ (۳۴۹) فرمایا: کہ حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ تکبر ہمیشہ جہل سے ہوتا ہے۔ میں نے جہل کی جگہ حمق کر دیا ہے تکبر ہمیشہ حماقت سے ہوتا ہے یہ ذرا واضح لفظ ہے، مراد جہل سے بھی حضرت کی یہی تھی اگر کوئی برسوں تجربہ کرتا تب بھی ایسی بات نہ کہہ سکتا، جو ان حضرات کو فی البدیہ معلوم ہو جاتی ہے۔

مرغیوں کے کھول دینے سے شرح صدر ہو جانا

ملفوظ (۳۵۰) فرمایا: کہ شیخ کی مثال طبیب کی سی ہے کہ وہ فن میں اختراع نہیں کرتا، مگر فن کے اصول سے دقائق کو سمجھ لیتا ہے، ان دقائق پر ایک واقعہ نقل کیا کہ۔
ایک مرتبہ گھر میں سے اپنے میکے گئیں جاتے وقت مجھ سے یہ کہا کہ مرغیاں ہیں ان کو خیال کر کے صبح ہی جب نماز کو جانے لگو کھول دیا جایا کرے ایک روز کھولنا یاد نہیں رہا ،اس روز صبح کو بکس میں ایک طالب علم کا پرچہ ملا جس میں اپنی حالت کا اظہار کر کے جواب مانگا تھا، میں نے اس پرچہ کو پڑھ کر ہر چند کوشش کی کہ جواب لکھوں مگر کوئی جواب شافی قلب میں نہ تھا، جب قطعاً شرح صدر نہ ہوا تو اب فکر ہوئی کہ اس کا کیا سبب ہے یاد آیا کہ مرغیاں بند اور محبوس ہیں، اس وجہ سے قلب کو محبوس کر دیا گیا، گھر پہنچا مرغیاں کھولیں پھر جو واپس آ کر لکھنا شروع کیا تو فیضان ہونے لگا۔

ذکر اللہ اور ذکر حقیقی کا غلبہ

ملفوظ (۳۵۱) فرمایا: کہ اپنے محبوب کی طرف اس قدر مشغول رہنا چاہئے کہ کسی کا دلچسپی سے تصور بھی نہ آئے نہ دوست کا نہ دشمن کا چہ جائے جنگ وجدل۔

گرایں مدعی دوست بشناختے۔ بہ پیکار دشمن نہ پرداختے

دیکھئے اگر کسی کا بیٹا مر جائے تو جب تک غم رہے گا قدم اٹھاتا ہے، مگر اٹھتا نہیں بادل نخواستہ بات کرتا ہے مگر بات نہیں ہوتی اسی طرح وہ شخص دنیا کے کام میں نہیں رہتا جسے آخرت کی فکر ہو جاتی ہے۔

ایک بزرگ کی حکایت ہے کہ حجامت بنوار ہے تھے ہونٹ ہل رہے تھے نائی نے کہا حضرت لبوں پر استرا ہے تھوڑی دیر کیلئے لب روک لیجئے ورنہ کٹ جائیں گے۔فرمایا میاں کٹ بھی جانے دو اس کا نام لینا کیسے چھوڑا جا سکتا ہے۔

ایک بزرگ کی حکایت ہے کہ رات بیٹھ کر گزار دیتے بیوی کہتی سو جاؤ بیمار پڑ جاؤ گے کہتے کہ جب سے یہ آیت پڑھی ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِیْکُمْ نَارًا. سورة التحریم۔۔نیند نہیں آتی کیا کروں۔

مسلمانوں کے ہاتھ سے سلطنت کس طرح گئی وجہ کیا تھی

ملفوظ (۳۵۲) فرمایا: مسلمانوں کے ہاتھ سے جو سلطنت گئی وہ بدنظمی ہی کی وجہ سے گئی ہے سلطنت کفر کے ساتھ تو جمع ہو سکتی ہے لیکن بدانتظامی کے ساتھ ہر گز جمع نہیں ہو سکتی۔اسلئے بوجہ شامت اعمال مسلمانوں کے اندر سے سلطنت کا مادہ ہی نکال لیا گیا۔

ملفوظ (۳۵۳) فرمایا: حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں بڑے بھائی اکبر فرماتے تھے صاحب علم ہونا ضروری نہیں مسلمان ہونا ضروری ہے۔

امام ابن تیمیہ کی زہد

جب امام ابن تیمیہ کو کسی مسئلہ میں اشکال یا کسی آیت کے سمجھنے میں دقت ہوتی تھی تو کسی سنسان جنگل میں چلے جاتے تھے اور پیشانی خاک پر رکھ کر دیر تک یہ کہتے رہتے کہ یامعلم اِبراھیم فھِمنِی۔امام صاحب کہتے ہیں۔

اذا یقف خاطری فی مسئلة او الشئ او الحالة التی تشکل علی فاستغفر الله تعالی مرة او اکثر او اقل حتی انشرح الصدر ویتجلی اشکال مااشکل ۔اگر کوئی آپ کے منہ پر تعریف کرتا تو فرماتے واللّٰہ الی الآن اجدد اسلامی کل وقت وما اسلمت بعد اسلاما جیدا ۔خدا کی قسم میں ابھی تک برابر اپنے اسلام کی تجدید کرتا رہتا ہوں اور ابھی تک نہیں کہہ سکتا کہ کامل طور پر مسلمان ہوں کبھی کوئی تعریف کرتا تو یوں کہتے انا رجل ملة لا رجل دولة ۔میں امت کا ایک عام آدمی ہوں سلطنت وحکومت کا آدمی نہیں ۔

حصول مدعا کیلئے طلب شرط ہے

ملفوظ (۳۵۴) فرمایا: عادت اللہ یہی ہے کہ بدون طلب کے کچھ نہیں ہوتا ہے، اس پر میں ایک مثال دیا کرتا ہوں کہ بچے کو باپ پچاس قدم کے فاصلے پر کھڑا کر کے اس کی طرف ہاتھ پھیلاتا ہے اس بچہ نے ابھی کھڑا ہونا سیکھا ہے چل نہیں سکتا مگر باپ کے ہاتھ پھیلانے پر اس طرف آنے کیلئے حرکت کرتا ہے مگر گر جاتا ہے اب باپ دوڑ کر آغوش میں لے لیگا، جو مسافت یہ بچہ سال بھر میں بھی قطع نہ کر سکتا وہ باپ کی حرکت سے ایک منٹ میں طے ہوگئی ۔خلاصہ یہ ہے کہ طلب شرط ہے پھر کام تو سب اسی طرف کے چاہنے سے ہوگا اور اگر طلب نہیں تو عدم طلب پر تو یہ فرماتے ہیں کہ ﴿ اَنُلْزِ مُکُمُوْھَا وَاَنْتُمْ لَھَا کَارِھُوْن ﴾

اعتماد بڑی چیز ہے

ملفوظ (۳۵۵) فرمایا: اعتماد پر ہی سب کام ہوتے ہیں اگر اعتماد نہ ہوتو کوئی کام بھی نہ ہومثلا اگر مریض کوطبیب پر اعتماد نہ ہوکبھی کام نہیں چل سکتا اعتماد بڑی چیز ہے، عدم اعتماد سے ہمیشہ پریشانی ہی رہے گی مثلاً طبیب مریض سے کہے کہ تم صحت یاب ہوگئے طبیب کہے کہ مرض باقی ہے مریض کہے کہ نہیں ایسی حالت میں سوائے پریشانی کے اور کیا ہوگا۔

راہ سلوک میں تدقیق کی ضرورت نہیں

ملفوظ (۳۵۶) فرمایا: انسان کو کام میں لگنا چاہیئے اس کی ضرورت نہیں کہ نفع کا ہونا بھی اس کو معلوہوہی جائے۔ اس کی ایسی مثال ہے کہ بچہ کم سن ہے اور باپ اس کی طرف سے بینک میں روپیہ جمع کردے تو وہ بچہ مالک ہوجائے گا۔ مگر مالک ہونے کیلئے اس کا معلوم ہونا شرط نہیں، جب آمدنی تقسیم ہونے لگے گی اس کو معلوم ہوجائے گا۔ اسی طرح عمل کا نفع یہاں اگر سمجھ میں نہیں آیا وہاں آخرت میں سمجھ لوگے، اس وقت معلوم ہوجائے گا یہاں تو کام میں لگے رہو نفع برابر واقع ہورہا ہے، وہاں دیکھو گے اور تم یہاں ہی نفع کو معلوم کرنا چاہتے ہوتو کیا دنیا کے نفع کے واسطے کام کررہے ہو؟ جو دنیا میں نفع کے طالب ہو، جہاں کیلئے کام کررہے ہو وہاں اس کا نفع دیکھنا انشاء اللہ خزانہ بھرپور ملے گا۔ یہاں کے نفع کے متلاشی تو کفار ہوتے ہیں جن کو آخرت میں کوئی امید نہیں بس اپنے مقصود کیلئے کام کرتے رہو ثمرہ کو نہ دیکھو ورنہ اگر ساتھ کے

ساتھ اس کو بھی دیکھو گے کہ کچھ ثمرہ مرتب ہوا یا نہیں تو بس کام ہو چکا، پھر تو وہ مثال ہوئی جیسے چکی پیسنے والی ہر چکر گھمانے کے بعد دیکھا کرے کہ کس قدر آٹا ہوا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ نہیں دیکھا کہ دروازہ کھلا ہے یا نہیں اٹھ کر دوڑ پڑے اپنا کام کیا بس ارادہ اور نیت کی برکت سے دروازے خود بخود کھل گئے اور آپ صاف باہر آ نکلے، اسی طرح تم چلو تو جو کچھ برے بھلے ہو آگے تو بڑھو پھر دیکھو خریداروں میں تو نام لکھا ہی جائیگا اور وہاں خریدار نام کا بھی محروم نہیں رہتا، کام کر و قیل وقال کو چھوڑو۔

حضرت حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے: کئے جاؤ، سب سمجھ میں آ جاوے گا، سب تسلی ہو جائے گی۔

خودرائی رائے کے برابر بھی مضر ہے

ملفوظ (۳۵۷) فرمایا: کہ خودرائی اگر رائی کے برابر بھی ہو تو اس کو بھی چھوڑ دینا چاہئے یہ بڑی ہی مضر چیز ہے۔ اگر شیخ عبادت مستحبہ سے بھی منع کرے اس کو چھوڑ دینا چاہئے اس کے نافع ہونے کے بھی شرائط ہیں اس کو مبصر سمجھتا ہے کہ اس کیلئے نافع ہے یا نہیں؟ مثلاً مستحب میں مشغول ہونے سے کوئی واجب فوت ہوتا ہو جس کو بعض اوقات شیخ جانتا ہے طالب نہیں جانتا۔

مزاح علامت ہے عدم تکبر کی

ملفوظ (۳۵۸) فرمایا: کہ متکبر آدمی مزاح کو اپنی شان کے خلاف سمجھتا ہے اس پر ایک

واقعہ بیان فرمایا کہ۔

ایک مرتبہ میں اور بھائی منشی اکبر علی مولانا والی مسجد میں مغرب کی نماز پڑھنے گئے ۔ایک شخص نماز کے بعد برتن میں نمازیوں سے پانی دم کرا رہا تھا میں اور بھائی صاحب جب مسجد سے نکلے اس شخص نے زبان سے تو کچھ نہ کہا بھائی کے سامنے بھی وہ برتن کر دیا بھائی نے اس کو ہاتھ میں اٹھالیا وہ سمجھا کہ اور لوگ تو ویسے ہی چھو چھا کر گئے یہ اہتمام کے ساتھ دم کریں گے، بھائی صاحب نے یہ کیا کہ سب ایک دم پی گئے، وہ شخص بڑا اچھلا یا بھائی نے کہا تم نے زبان سے کچھ کہا تھا کہا نہیں پھر میں کس طرح سمجھتا کہ تم نے کیوں دیا ہے میں نے یہ سمجھا کہ محبت سے پینے کو دے رہے ہو ایسا متبرک پانی کہاں سے میسر ہوتا جس پر پچاسوں مسلمانوں کی دعائیں دم ہوئی ہیں میں پی گیا۔فرمایا جتلانا مقصود تھا کہ زبان سے کہنا چاہئے تھا گو قرینہ کافی تھا اور قرینہ سے سمجھ کر ایسا تصرف اور ایسا طریقۂ تنبیہ جائز نہ تھا لیکن احوط پھر بھی قرینہ پر اکتفاء کرنا اور زبان سے کہنا ہے۔خواجہ صاحب نے عرض کیا ہر شخص کہاں تک کہتا پھرے فرمایا اس کی ضرورت ہی کیا ہے ایک مرتبہ بلند آواز سے پکار کر کہہ دے تاکہ سب سن لیں عرض کیا کہ ممکن ہے کہ کوئی نہ بھی سنے،فرمایا اگر ایسا احتمال ہو تو فرداً فرداً کہنا چاہئے ،اسی سلسلہ میں فرمایا کہ ماموں صاحب فرمایا کرتے تھے مزاج کی شوخی دلیل ہے روح کے زندہ اور نفس کے مردہ ہونے کی۔خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ حضور ﷺ بھی مزاح فرمایا کرتے تھے فرمایا ہاں مگر ایک خاص حد تک زیادہ نہیں، بہت کم وہ بھی

دوسروں کی تطییب قلب کی مصلحت سے۔ایک مرتبہ حضور ﷺ سے ایک شخص نے اونٹ مانگا آپ ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو اونٹنی کا بچہ دوں گا،عرض کیا کہ حضور ﷺ بچہ کیا کروں گا فرمایا کہ اونٹ بھی تو اونٹنی کا بچہ ہی ہوتا ہے۔

تربیت میں مربی کورائے دینا مناسب نہیں

ملفوظ(۳۵۹)فرمایا: کہ ایک خط آیا ہے اس میں لکھا ہے کہ سہل طریق کی تعلیم دی جائے۔فرمایا یہ تو ہمارا کام ہے کہ جب ضرورت سمجھیں سہل تعلیم کریں گے مگر تم کو اس کہنے کا حق نہیں۔یہ مرض ایسا چلا ہے کہ قریب قریب اس میں عام ابتلاء ہے کہ اپنا تابع بنانا چاہتے ہیں کہ جو ہم چاہیں اور جس طرح چاہیں اس طرح کام ہو محکوم بن کر کام لینے میں عار آتی ہے، ان اصلاحات کے بعد فرمایا کہ تربیت نازک ہے مربّا بنانا پڑتا ہے اسی وجہ سے اس کو کوچا جاتا ہے کہ اندر تک شیرینی پہنچ جائے اور قوام پختہ ہو تا کہ اندر تک کی مائیت جاتی رہے تا کہ بہت دنوں تک رہ سکے اسلئے مربی کو چاہیئے کہ خوب اچھی طرح مربّا بنائے۔

امر بالمعروف کی اہم شرط

ملفوظ(۳۶۰)فرمایا: آجکل غیر اہل فن بھی تو فن میں دخل دیتے ہیں، میں نے ایک صاحب سے ان کے بے محل دوسرے شخص کو نصیحت کرنے پر باز پرس کی تھی تو وہ مجھ سے کہنے لگے کہ امر بالمعروف بھی تو عبادت ہے اور عبادت ہی کے واسطے یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔میں نے کہا کہ عبادت کی کچھ شروط اور ہدایات بھی ہوتے ہیں یا

نہیں، مثلاً نماز بھی تو عبادت ہے اگر کوئی بے وضو پڑھانے لگے تو کیا صحیح ہو جائے گی؟ اس طرح امر بالمعروف کی بھی شرائط ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عین امر بالمعروف کے وقت ناصح اپنے کو مخاطب سے کمتر اور بدتر سمجھے، ایسا شخص امر بالمعروف کرسکتا ہے، کیا تمہاری اس وقت یہ حالت تھی؟ کہنے لگے نہیں، میں نے کہا کہ جب شرط نہ پائی گئی تو پھر عبادت کہاں ہوئی۔

بعض مرتبہ گردن جھکا کر بیٹھنے سے عجب پیدا ہوتا ہے

ملفوظ (۳۶۱) فرمایا: کہ بعض مرتبہ گردن جھکا کر بیٹھنے سے اور ذکر کرنے سے عجب کا اندیشہ ہوتا ہے اس کو شیخ ہی سمجھتا ہے وہ ایسے وقت ذاکر سے کہے گا کہ چلتے پھرتے اللہ اللہ کرو گردن جھکا کر نہ بیٹھو اس سے شہرت ہوگی، نفس میں عجب پیدا ہوگا۔ آجکل ان تعلیمات کا مشائخ کے یہاں نام ونشان نہیں۔

فناء تجویزات اور ترک تعلقات

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ میرا مسلک تو فناء تجویزات اور ترک تعلقات ہے ۔مگر یہاں پر تعلقات سے مراد غیر ضروری تعلقات ہیں بدون اس فناء کے زندگی راحت کی میسر نہیں ہوسکتی۔

کیا عورت پر گھر کا کھانا بنانا لازم ہے

ملفوظ (۳۶۲) فرمایا: میری رائے ہے کہ ان کے ذمہ واجب نہیں۔ میں نے اس آیت سے استدلال کیا ہے عدم واجب پر ﴿ومن آیاتہٖ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِنْ اَ

نُفُسِکُمْ اَزْوَاجاً لِتَسْکُنُوا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً﴾ (سورة الروم) ۲۱۔حاصل یہ ہے کہ عورتیں اس واسطے بنائی گئی ہیں کہ ان سے تمہارے قلوب کو سکون ہو قرار ہو جی بہلے۔تو عورتیں جی بہلانے کے واسطے ہیں نہ کہ روٹیاں پکانے کے واسطے، اور آگے فرمایا کہ تمہارے درمیان محبت و ہمدردی پیدا کردی ہے۔میں کہا کرتا ہوں مودۃ یعنی محبت کا زمانہ تو جوانی ہے اس وقت جانبین میں جوش ہوتا ہے اور ہمدردی کا زمانہ ضعیفی کا ہے دونوں کا اور دیکھا بھی جاتا ہے کہ ضعیفی کی حالت میں سوائے بیوی کے دوسرا کام نہیں آسکتا۔

حقیقت اعتقاد

اعتقاد اس کو کہتے ہیں جو جازم ہوتا ہے ٹل نہیں سکتا ہٹ نہیں سکتا۔جیسے کوئی کسی پر عاشق ہو جائے تو اس کو کوئی بات بھی ہٹا نہیں سکتی یہ ہے حقیقت اعتقاد کی۔

تصوف سے بے خبری

ملفوظ (۳۶۳) فرمایا: کہ لوگ طریق کی حقیقت سے بے خبر ہیں ایک شخص کا خط آیا تھا لکھا تھا کہ میں ذکر وشغل کی حالت میں بھی کبائر میں مبتلا تھا، اب سمجھا کہ طریق کیا چیز ہے؟ پہلے ذکر وشغل کو طریق سمجھتے تھے جو کبائر کے ساتھ بھی جمع ہوسکتا ہے ،فرمایا کہ اللہ بچائے جہل سے۔

مدارس میں عمارتوں پر زور اور علم وعمل مفقود

ملفوظ (۳۶۴) فرمایا: آجکل اکثر مدارس میں عمارتوں پر زور اور علم وعمل گویا

مفقود، پھر فرمایا یہ بھی غنیمت ہے جو کچھ ان لوگوں کے ہاتھ سے ہو رہا ہے خدا نہ کرے وہ دن آئے جب یہ لوگ بھی نہیں ہوں گے ایک صاحب نے عرض کیا کہ کیا ایسا وقت بھی آئیگا فرمایا ضرور آئیگا۔ مگر اس میں بھی ایک جماعت اعلانیہ کلمۃ الحق کرتی رہے گی۔ حدیث شریف میں حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ لَاتَزَالُ طَائِفَۃٌ مِّنْ اُمَّتِیْ مَنْصُوْرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ لَا یَضُرُّھُمْ مَنْ خَذَلَھُمْ حَتّٰی تَقُوْمُ السَّاعَۃ۔

ترجمہ: قیامت تک میری امت کی ایک جماعت کی حفاظت واشاعت حق کیلئے مدد ہوتی رہے گی ان کے مخالفین ان کو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔

نالائق اولاد کی مثال

ایک صاحب نے عرض کیا کہ فلاں صاحب آنا چاہتے ہیں مگر ان کا لڑکا کچھ رقم لیکر بھاگ گیا ہے اس پریشانی کی وجہ سے نہ آسکے، فرمایا کہ اگر بالغ ہو گیا ہے نکال باہر کریں کس جھگڑے میں پڑے ہیں، فرمایا کہ نالائق اولاد کی مثال ایسی ہے جیسے زائد انگلی نکل آتی ہے، اگر رکھا جائے تو عیب اور کاٹا جائے تو تکلیف۔

پیر کو سب سے افضل سمجھنے کا فائدہ

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ پیر کی افضلیت بمعنی انفعیت کا عقیدہ ہونے میں راز یہ ہے کہ منافع باطنیہ کا مدار جمعیت قلب پر ہے، تو اس عقیدہ اور خیال کی بدولت جمعیت قلب میسر ہوتی ہے اور اس کے خلاف جمعیت قلب نہیں ہوسکتی اسلئے قلب مشوش رہیگا۔

مشاجرت صحابہ کا ایک اہم پہلو

صحابہ کرامؓ میں جولڑائی ہوئی یہ بھی ان کی قوت ایمانیہ کی دلیل تھی یعنی ان کو یہ اطمینان تھا کہ یہ دین حق ہے، ایسے اختلاف سے مٹ نہیں سکتا ،ورنہ اتنی جلدی اختلاف نہ کرتے کیوں کہ نئے مشن میں اختلاف کرنے سے خیال ہوتا ہے کہ اس مشن کی مضرت ہوگی ،نقصان پہنچ جائے گا اس سے صحابہ کرامؓ کے جذبات کا پتہ چلتا ہے،سولوگوں کے نزدیک تو یہ بات عیب کی ہے اور میرے نزدیک کمال کی۔

اپنے سے بڑے پر اعتماد چاہئے

ملفوظ (٣٦٥) فرمایا: اپنے سے بڑے پر اور جاننے والے پر اعتماد چاہئے ورنہ کام چل نہیں سکتا۔ چنانچہ میدان میں تمام تر جنرل پر مدار ہوتا ہے اسی طرح ادنی سے ادنی چیز میں ضرورت ہے اتباع کی جاننے والے کی البتہ یہ علم ہونا ضروری ہے کہ جاننے والا ہے اور ہمارا خیر خواہ ہے پھر تو اس کے سامنے یہ حالت ہونی چاہئے بس۔

دلا رامے کہ داری دل درو بند۔ دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

تیرا جو محبوب ہے اسی میں دل لگا باقی تمام عالم کی طرف سے آنکھ بند کرلے۔

اصل چیز بیعت نہیں اتباع ہے

ملفوظ (٣٦٦) فرمایا: کہ بیعت میں کیا رکھا ہے اصل چیز تو اتباع ہے۔ اتباع میں بیعت سے بھی زیادہ قوی علاقہ ہوجاتا ہے اور میں تو تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ لوگوں کو بیعت مضر ہوتی ہے اسلئے کہ بعض طبیعتیں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ مرید ہو کر بے فکر ہو

جاتے ہیں ۔

شیروانی میں شیر گرگابی میں گرگ

ملفوظ (۳٦۷) فرمایا: لباس کا بھی اثر ہوتا ہے اخلاق پر میں تو کہا کرتا ہوں کہ شیروانی میں شیر ہے گرگابی میں گرگ ہے سر سے پاؤں تک درندوں میں لپٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ ثقہ لوگوں کو ایسے لباس سے اجتناب ضروری ہے۔ فرمایا سادگی علو اور عظمت کی دلیل ہے میں جب کسی کو بنا ٹھنا دیکھتا ہوں تو سمجھ جاتا ہوں کہ نہایت لیث خیال شخص ہے اگر بلند ہمت ہوتا اس کو اس کی فرصت ہی نہ ملتی جو شخص علوم عالیہ میں مشغول ہوتا ہے اس کا ذہن ہی ان چیزوں تک نہیں پہنچتا اور اہل دین جو مقتدا کہلاتے ہیں ان کو بننے کی ضرورت کیا ہے، حضرت مولانا یعقوب فرمایا کرتے تھے (ایں ہمہ زینت زنان باشد) اور دوسرے مصرع کی جگہ الی آخرہ فرمادیتے۔ یہ بھی ایک مزاج ہے۔

حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں ہرقل اپنی جگہ تھرا رہا ہے اور کسری اپنی جگہ، ہرقل کا بھیجا ہوا سفیر مدینہ آتا ہے اور اہل مدینہ سے دریافت کرتا ہے کہ خلیفہ کا محل کہاں ہے تاکہ میں گھوڑا وہاں لے جاؤں قوم کہتی ہے۔

قوم گفتند کہ او را قصر نیست ۔ مر عمرؓ را قصر جاں روشنے است

حضرت ان کی شان وشوکت بدون بنے ٹھنے ہوتی ہے۔ اسی کو فرماتے ہیں ۔

ہیبت حق است ایں از خلق نیست ۔ ہیبت ایں مرد صاحب دلق نیست

نہ دھوکہ دینا نہ دھوکہ کھانا

ملفوظ (۳٦۸) فرمایا: جس شخص میں دو صفتیں ہوں گی دین اور عقل کی وہ ہمیشہ غالب رہے گا۔

ایک بار ہرقل کے دربار میں سفیر اسلام آیا اس نے حضرت عمرؓ کے حالات دریافت کئے تو ان سفیر اسلام کا جواب سنئے فرماتے ہیں کہ ہمارے امیر المومنین کا مختصر حال یہ ہے کہ لَایَخْدَعُ وَلَا یُخْدَعُ۔ ہُرقل ان جملوں کو سن کر ششدر اور حیران رہ گیا اور دربار عام میں یہ بات کہی کہ ان کے خلیفۂ وقت میں یہ دو صفتیں ہیں: کہ نہ کسی کو دھوکہ دیتے ہیں جو دلیل ہے ان کے دین کی۔ نہ کسی کے دھوکہ میں آتے ہیں۔ جو دلیل ہے ان کی عقل کی۔ سو جس میں یہ دو باتیں جمع ہوں گی ساری دنیا اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔

دینداری عقل کو جلا بخشتی ہے

انبیاء ایسے کامل العقل اور کامل الدین بھیجے گئے کہ ارسطو، افلاطون، جالینوس، بھی ان کے سامنے گردن جھکا کر بیٹھ جائیں۔ اگر مسلمان میں دین راسخ ہو جائے تو ان کی عقل کو جلاء ہو اور پھر تمام پر یہی غالب ہو جائیں مگر اس کی طرف تو آتے ہی نہیں، ایک نیا دین تراش رکھا ہے چنانچہ انگریزی داں ایک عالم سے کہنے لگا ہمارا اسلام ٹھیٹ اسلام ہے، مولوی صاحب نے خوب جواب دیا ٹھیٹ نہیں ٹینٹ اسلام ہے۔

دین اور دنیا کی رونق

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ دین کی بھی رونق اور دنیا کی بھی رونق غرباء ہی سے ہے، امراء تو ہمیشہ بے رونقی کا سبب بنتے ہیں۔

دوسروں کی رعایت اسلام کا اولین سبق ہے

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ دوسری قوموں کا جہاں تک صدیوں کے بعد ذہن پہنچ رہا ہے وہ اسلام کا بالکل اول سبق ہے، چنانچہ حقوق کے متعلق ایک بزرگ کی حکایت ہے کہ ان کے ساتھ ایک شخص سفر میں چلے آئے جس میں یہ طے ہوا کہ ایک امیر ہو ایک مامور۔ اس شخص کو یہ خیال ہوا کہ میں بزرگ صاحب کے سامنے کیسے امیر بن سکتا ہوں لہذا عرض کیا کہ آپ ہی امیر ہیں، بزرگ نے قبول فرمالیا ایک مقام پر پہنچ کر خیمہ گاڑنے کی ضرورت ہوئی بزرگ صاحب نے اپنے ہاتھ سے خیمہ لگانا شروع کیا، یہ شخص بولا کہ حضرت میں اس کو انجام دوں گا۔ فرمایا میں جو حکم دوں اس کا اتباع کرو اسلئے کہ میں امیر ہوں لہذا حکم کرتا ہوں کہ تم ہاتھ مت لگاؤ میں خود خیمہ نصب کروں گا اب تو یہ شخص بہت پچھتایا کہ تیری غلطی ہوئی میں ہی امیر ہو جاتا تا کہ اس بزرگ صاحب کی خدمت کرنا تو نصیب ہوتی۔

ایک مرتبہ حضورﷺ سفر میں صحابہ کرامؓ ساتھ تھے کھانا پکانے کا انتظام کیا گیا سب صحابہؓ نے آپس میں کام تقسیم کر لئے یہ کسی کو یاد نہ رہا کہ لکڑیاں بھی جنگل سے آئیں گی، حضورﷺ جنگل میں تشریف لے گئے اور لکڑیوں کا گٹھ لیکر تشریف لائے تب

صحابہؓ کو معلوم ہوا کہ یہ کام کسی کو یاد نہ رہا، تو یہ رعایت اسلام کا اول سبق ہے جس پر آج دوسری قومیں فائز ہیں۔

تحریکات میں مدنی بنو یا مکی رہو

ایک مجلس میں آپ نے فرمایا کہ تحریکات حاضر میں بڑا ہی ہڑ بونگ لوگوں نے مچایا باوجود اس کے کہ باب فتن حدیث شریف میں موجود ہے اور تمام احکام بالتصریح مذکور ہیں دونوں نمونے حضور ﷺ پر گزرے ہیں پھر زیادہ کلام کی گنجائش کہاں ہے بس یہ دیکھنا کافی ہو کہ اگر مظالم سے بچنے پر قادر نہیں ہو اپنے کو مکی سمجھو اور قدرت سے کام لو مگر اب تو یہ ہو رہا ہے کہ یا تو مکی کی جگہ مکھی اور ذلیل بنیں گے اور یا مدنی کی جگہ بدنی اور پہلوان بنیں گے اور خطرات میں پھنسیں گے۔

محبت خداوندی کا مراقبہ نہایت نافع ہے

ملفوظ (۳۶۹) فرمایا: کہ یہ مراقبہ نہایت نافع ہے کہ خدا ہمیں چاہتے ہیں اس سے محبت خوف پر غالب آجائے گی اسلئے کہ اکثر حالات میں محبت عقلی ہے اور خوف طبعی اور آثار طبعی ہی کے غالب ہوتے ہیں احکام عقل پر، مثلاً اونچی دیوار پر چلنے کیلئے طبیعت اور عقل کا مناظرہ ہوتا ہے تو طبیعت غالب رہتی ہے جو بلا دلیل کہتی ہے کہ گر جائے گا اسلئے چل نہیں سکتا مگر اس مراقبہ سے محبت طبعی ہو جائے گی اور خوف عقلی ۔

اللہ سے محبت کرنے کا طریقہ

محبت پیدا کرنے کا سب سے اسہل طریق اور آسان یہ ہے کہ اہل محبت کاملین کی

محبت اختیار کرو ان کی جوتیاں سیدھی کرو اور سیدھی کرنے سے بھی کچھ نہیں ہوتا بلکہ اس کی جوتیاں کھاؤ گو وہ جوتیاں مارے گا نہیں مگر تم کو اس کیلئے تیار ہو کر جانا چاہئے اور اپنے کو در و بست اس کے سپرد کر دینا چاہئے اسی کو مولانا فرماتے ہیں ؎

قال را بگزار مرد حال شو ۔ پیش مرد کاملے پامال شو

اس کے بدون کام نہیں چل سکتا یہی اس طریق میں جزو اعظم ہے یہی کام بنانے والی چیز ہے خوب کہا ہے ؎

فہم و خاطر تیز کردن نیست راہ ۔ جز شکستہ می نگیرد فضل شاہ

خلاصہ

یہ کہ اس کی صحبت سے شکستگی اور خستگی پیدا ہو گی جو اس راہ میں اول قدم ہے پھر پستی و شکستگی کا یہ اثر ہو گا ؎

ہر کجا پستی است آب آں جا رود ۔ ہر کجا مشکل جواب آنجا رود

ہر کجا دردے دوا آنجا رود ۔ ہر کجا رنجے شفا آنجا رود

معصیت کون کرتا ہے

ملفوظ (۳۷۰) فرمایا: اگر دل میں ایک وسوسۂ گناہ بار بار آئے تو یہ نفس کی طرف سے ہے۔ اور اگر ایک وسوسۂ گناہ ہوا پھر اس سے ہٹا کر دوسرے میں مبتلا کر دیا تو یہ شیطان ہے اور یہ اس کا حملہ ہے نفس کو حظ آتا ہے بار بار گناہ کروانے میں اور شیطان کو عداوت ہے اس کو حظ نہیں آتا، اسلئے ایک گناہ کرا کر دوسرا کراتا ہے اس کا علاج یہ

ہے۔نفس کے گناہ سے بچنے کا طریقہ ہمت سے کام لینا ہے اور شیطان کے حملہ والے گناہ سے بچنے کا طریقہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ پڑھنا ہے آج کل گڈ مڈ معاملہ ہے سب کو ایک لکڑی سے ہانکتے ہیں جس کا نتیجہ ناکامی ہے اسلئے کسی کامل کی صحبت کی ضرورت ہے۔

غلطی کے اقرار سے شیخ پر اثر ہوتا ہے

ملفوظ (۳۷۱) فرمایا: کہ جب آدمی بار بار اپنی کوتاہیوں کا اقرار کرتا ہے مصلح پر اس کا اثر ہوتا ہی ہے اور ایسے شخص کی اصلاح کی امید ہوتی ہے بخلاف اس شخص کے کہ جو اپنی کوتاہیوں کا اقرار نہ کرے بلکہ تاویل سے کام لے اور سخن پروری کرے اس کی اصلاح کی امید نہیں نہ مصلح کی اس پر توجہ ہوتی ہے ۔

اخلاق کی درستی درشتی پر موقوف ہے

ملفوظ۳۷۲۔فرمایا: کہ اخلاق کی درستی درشتی پر موقوف ہے مصلح بدون تھوڑی سی سختی کے دوسرے کی اصلاح نہیں کرسکتا۔

مامون رشید کے پاس قاضی یحی بن اکثم امام بخاریؒ کے شیخ قیام فرماتھے شب کو کسی ضرورت سے مامون رشید نے پکارا یا غلام یا غلام اول تو غلام بولا نہیں اور جب بولا تو بہت ہی بگڑا کہ غلاموں کو زہر دے دو تلوار سے قلم کردو دن بھر تو راحت ملتی نہیں شب کی بھی چین نہ رہی یا غلام یا غلام یہی ہر وقت رہتا ہے۔ باوجود اس قدر گستاخی کے مامون رشید غلام پر برہم نہیں ہوا۔قاضی صاحب نے کہا کہ یہ بہت گستاخ ہوگئے ہیں

ان کی اصلاح ہونی چاہئے۔ مامون رشید نے کہا کہ پہلے میں اپنے اخلاق خراب کروں جب ان کے اخلاق درست ہوں اور ان کی اصلاح ہو، سو میری جوتی کو کیا غرض پڑی کہ میں ان کی وجہ سے اپنے اخلاق خراب کروں اور بدون مؤاخذہ ومطالبہ ومحاسبہ اصلاح ہو نہیں سکتی۔ پھر فرمایا: میرے یہاں اصلاح کیلئے مؤاخذہ تو ہے مگر بحمد اللہ عین مؤاخذہ کے وقت بھی تحقیر کسی کی قلب میں نہیں ہوتی، ہاں مجھ سے ہر ایک کی بنتی بھی نہیں اور یہ عدم توافق کسی نقص ہی کی بناء پر نہیں ہوتا۔ بلکہ عدم مناسبت اس کا اصل سبب ہے۔ دیکھئے حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کا واقعہ عدم مناسبت ہی کی بناء پر تھا جس پر ھٰذَا فِرَاقُ بَيْنِىْ وَبَيْنِكَ۔ کہا گیا ورنہ موسیٰ میں کسی قسم کا شبہ ہوسکتا ہے (نعوذ باللہ) ایسے ہی یہاں پر ہے کہ میں کسی نقص ہی کی بناء پر فراقی جواب نہیں دیتا بلکہ عدم مناسبت ہی اکثر سبب ہوتا ہے۔

ذمہ دار کو صاحب بصیرت ہونا چاہئے

ملفوظ (۳۷۳) فرمایا: ذمہ دار کو صاحب بصیرت ہونے کی ضرورت ہے یہ بڑا ہی دقیق فن ہے، دیکھ لیجئے اگر گورنمنٹ کسی چیز کو نافذ کرنا چاہتی ہے تو پہلے اعلان کرتی ہے نافذ نہیں کرتی اس کا چرچا ہوتا ہے چند روز میں سنتے سنتے طبیعت خوگر ہوجاتی ہے پھر نافذ کردیا جاتا ہے، یہ سب تدابیر ہیں جس سے انتظام کو بقاء ہوتا ہے۔

حضرت حاجی صاحبؒ اس فن کے امام مجتہد ومجدد تھے

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ سچ تو یہ ہے کہ ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ اس فن

کے امام مجتہد و مجدد تھے اور یہ بھی حضرت ہی کی برکت تھی کہ مجھ کو حضرت کی کسی بات پر بھی نکیر و اعتراض نہیں ہوا فوراً سمجھ میں آ جاتی ہے اور یہ منجانب اللہ مناسبت ہوتی ہے یہ مکتسب نہیں۔

آج کل کے شمس العلما شمس مکسوف ہیں

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا: کہ آجکل شمس العلماء تو شمس تو ہیں مگر شمس مکسوف ہیں۔

ہمارے اکابر اور اہل بدعات

ملفوظ (۳۷۴) فرمایا: کہ ہمارے اکابر اہل بدعات کی مذمت میں بھی غلو نہیں فرماتے کیوں کہ یہ اہل بدعت اگر اپنے علماء کے کہنے سے غلطی اور دھوکہ میں ہیں تو معذور ہیں، اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں گے اور اگر قصداً ایسا کرتے ہیں تو مؤاخذہ فرمائیں گے ہم کیوں اپنی زبان گندی کریں اسلئے اپنے بزرگوں کو کچھ زیادہ کہتے ہوئے یا لکھتے ہوئے نہیں دیکھا، پھر فرمایا کہ میں تو کہا کرتا ہوں اگر میرے پاس دس ہزار روپئے ہوں سب کی تنخواہ کردوں پھر دیکھو سب ہی وہابی بن جائیں گے۔

ہندوؤں کے دو اور انگریزوں کے دو اور مسلمانوں کے تین دشمن

ملفوظ (۳۷۵) فرمایا: کہ یہ وقت مسلمانوں کی غفلت کا نہیں مگر مشکل تو یہ ہے کہ اگر مسلمان غفلت سے بیدار ہوتے ہیں تو اس کے مصداق ہو جاتے ہیں۔

اگر غفلت سے باز آیا جفاء کی۔ تلافی بھی ظالم نیکی تو کیا کی یعنی اس بیداری میں نہ

اتباع احکام کا ہوتا ہے نہ باہمی اتفاق ہوتا ہے اسی نا اتفاقی کے متعلق ایک انگریز حاکم نے ایک بات خوب کہی: ہندوؤں کے دو دشمن، ایک مسلمان، اور ایک انگریز ۔انگریزوں کے دو دشمن، ایک ہندو اور ایک مسلمان ۔اور مسلمانوں کے تین دشمن ایک ہندو، ایک انگریز، ایک خود مسلمان ۔

درسی کتابیں کتنی مفید اور صحبت شیخ کتنی مفید

میں تو کہا کرتا ہوں کہ اگر درسی کتابیں سمجھ کر پڑھ لے تو وہ سب کام کر سکتا ہے حتی کے سلطنت بھی اگر ہاتھ میں آجائے تو اس کو بھی اوروں سے اچھی طرح پر انجام دے سکتا ہے ۔اور ایک چیز درسی کتابوں سے بھی بڑھ کر ہے یعنی صحبت، دیکھئے صحابہ کرام نے کونسا تمدن سیکھا تھا محض حضور ﷺ کی صحبت کی برکت تھی قیصر اور کسری ان کا لوہا مان گئے، ایک ادنی سا کمال ان حضرات کا یہ ہے کہ اس وقت نقشے نہ تھے، قبلہ نما نہ تھا ریاضی کے آلات نہ تھے وہ خود ریاضی کے قواعد نہ جانتے تھے اس پر دور دراز ممالک مفتوحہ میں جو مساجد بنائی گئی ہیں سب کا سمت قبلہ نہایت صحیح ہے، اس طرح آجکل کے تمدن والے حضرت عمر فاروقؓ کے تمدن کا لوہا مانے ہوئے ہیں ۔

پہلے اپنی اصلاح کرو

ایک صاحب کی غلطی پر تنبیہ فرماتے ہوئے فرمایا: کہ آدمی دوسروں کی وجہ سے اپنے دین کو خطرہ میں کیوں ڈالے اپنی اصلاح مقدم ہے اپنی تو کچھ فکر نہیں دوسروں کی فکر ہے، یہ بھی آجکل مرض عام ہو گیا ہے اور ان کی نسبت یہ بھی فرمایا کہ ان سے کچھ

مناسبت نہیں، معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اندر ذوق نہیں، حالانکہ انہوں نے مجھ سے اس وقت تک کوئی بات نہیں کی تھی مگر مجھ کو ان کے بشرے سے معلوم ہوتا تھا کہ ذوق کی کمی ہے، آخر بات چیت کرنے سے وہی بات ثابت ہوئی۔

تفسیر

ن والقلمِ وما یسطرون ابن کثیر روایت نقل کرتے ہیں کہ عن بی هريرة: سمعت رسول الله صل الله عليه وسلم يقول: "ان ا ول شئ خلقه الله القلم، ثم خلق "النون "وهى الدواة ثم قال له: اكتب قال وماأ كتب؟ قال:اكتب ما يكون -أو: ما هو كاائن -من عمل أ ورزق أوأ ثر أوأجل. فكتب ذالک الى يوم القيامة، فذالک قوله: }ن والقلمِ وما يسطرون {ثم ختم على القلم فلم يتكلم ا لى يوم القيامة، ثم خلق العقل وقال: وعزتى لاُكمِّلنک فيمن أحببتُ، ولأنقصنک ممن أ بغضتُ۔

سرپرست اور شوری

ایک صاحب نے کہا کہ میری ذاتی رائے ہے کہ سرپرست کو بالکل اختیارات ہوں اس پر ایک شخص بولے تو اس صورت میں اہل شوری نکمے ہوئے؟ میں نے کہا کہ نہیں اہل شوری کا جو کام یعنی محض مشورہ ہے وہ اس کام کو برابر انجام دیتے رہیں، جس کا فائدہ یہ ہوگا کہ ان کے مشوروں سے سرپرست کی رائے اور نظر محیط ہو جائے گی،

کیونکہ ایک شخص کی رائے اور نظر ہر وقت اور ہر کام میں محیط نہیں ہوتی اس ہی لئے اہل شوری کی ضرورت ہے اور اس سے زائد اہل شوری کا کوئی منصب نہیں ۔حق تعالی فرماتے ہیں۔﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَاعَزَمْتَ﴾ فرمایا: نہ أذاعزم اکثر کم فرمایا بلکہ فاذاعزمت فرمایا کہ اس سے جمہوریت کوئی چیز نہیں رہتی۔ایک صاحب کہنے لگے کہ اگر سر پرست کو بالکلیہ اختیارات دئے جائیں تو اندیشہ ہے کہ صاحب غرض آ کر اس کی رائے کو بدل دیں اور متاثر کر دیں، میں نے کہا یہی احتمال شوری میں بھی ہے بلکہ اہل شوری کے متعلق تو ایسے واقعات ہیں جس میں ان کی رائے پر اثر ڈالا گیا اور سر پرست کے تو ایسے واقعات بھی نہیں۔

انگریز اپنے مطلب کے ہیں

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ ایک صاحب کہتے تھے اہل یورپ میں علاوہ کفر کے اور سب خوبیاں ہیں میں نے کہا کہ ایک خوبی میں بھی بیان کرتا ہوں وہ یہ کہ کسی پر شفقت نہیں سوائے اپنے مطلب کے۔اس پر خاموش ہو گئے کوئی جواب نہیں دیا۔

امام فن حضرت حاجی صاحبؒ کے دولفظ

ملفوظ (۳۷۵) ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا ہمارے حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ کسی نیک عمل کے کر لینے کے بعد پھر جب کسی اور نیک عمل کی توفیق ہو تو یہ اس کی علامت ہے کہ پہلا عمل قبول کر لیا گیا تب ہی تو پھر عمل کی توفیق نصیب ہوئی، ورنہ مطرود ومخذول ہوتا، حضرت اپنے فن کے امام تھے، مجدد ومجتہد تھے، عجیب وغریب

تحقیقات تھیں۔ایک شخص نے حضرت سے عرض کیا: کہ حضرت ذکر و شغل کرتا ہوں مگر کچھ نفع نہیں ہوتا،فرمایا کہ بھائی ذکر میں مشغول ہو اللہ اللہ کرنے کی توفیق دے دی گئی یہ کیا تھوڑا نفع ہے۔

دارالعلوم دیوبند کی سرپرستی سے استعفاء کا قصہ

اس مدرسہ کی سرپرستی میرے سر تھوپ دی گئی تھی مگر وہاں سیاسیات کا زور ہوگیا اسلئے میں یہ چاہتا رہا کہ کسی طرح میں اس سے سبکدوش ہوجاؤں،مگر اب موقع ہاتھ لگ گیا اسی لئے مستعفی ہوگیا اور استعفاء بعض ممبروں کی ایک تحریر کی بناء پر تھا،جس ممبر نے غلط بات کہی تھی وہ بھی آئے وفد کے ساتھ میں، گوانہوں نے معذرت کی، آپ نے فرمایا آپ سے اس کی شکایت ہوئی ہے اور رہے گی جب تک کہ اس کا تدارک نہ ہوگا،اس پر معافی چاہی میں نے کہا جس درجہ کی غلطی ہے تحریری معذرت ہو، اور چونکہ اس تحریر کا اعلان ہو چکا ہے لہذا معذرت کا بھی اعلان ہونا چاہئے ۔حضرت فرماتے ہیں کہ آخر میں نے میں کہہ دیا کہ میں نہ اس غلطی کے اعلان کا منتظر ہوں نہ مستدعی ہوں نہ مشتاق ہوں اگر ساری عمر بھی ایسا نہ کرے تو مجھے کوئی ضرورت نہیں ،صرف اپنی رضا کی شرط بتلائی ہے،اور حضرت واقعہ یہ ہے کہ اب نہ سرپرستی کا وقت ہے نہ پاپرستی کا ،اب تو لطیفہ وقت اس کا ہے کہ ایک گوشہ میں گمنام ہوکر بیٹھ جائے۔

آجکل بدفہم وبدعقل ہی عہدہ پر ہیں

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ آجکل تو اکثر بدفہم، بدعقل ہی لوگ عہدوں پر ممتاز ہیں،

ہرحالت میں خدا کو یادرکھنے کا حکم

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ اسلام کی تعلیم کا اصل مقصد خدا کی یاد، خدا کی اطاعت، خدا سے صحیح تعلق رکھنا ہے، ایسی تعلیم غیراسلام میں کوئی نہیں دکھا سکتا چنانچہ تمام احوال کے متعلق مثلاً گھر میں جاؤ، گھر سے باہر، یا پاخانہ جاؤ، یا پاخانہ سے باہر آؤ، ضوکرو، نماز پڑھو، حتی کہ انزال کے وقت جب کہ سوائے بیوی کے اور کوئی چیز نظر میں نہیں ہوتی اس وقت کیلئے بھی اس کی تعلیم موجود ہے، کہ خدا کو یاد رکھو۔ پس ہر کام میں دین کو مقصود بنایا گیا ہے، یہاں ایک بات یہ بھی یادرکھنے کی ہے کہ ہر مذہب کے مقتداؤں کو کیف ما اتفق ، بلا انتخاب دیکھنا چاہئے کہ کثرت سے دین کی طرف لگاؤ والوں کی تعداد کن ادیان میں زیادہ ہیں؟ سو جیسے مسلمانوں کے مقتداء ہیں کسی مذہب کے پیشواں نہیں، بعض ادیان کے پیشوا تو اکثر فاسق وفاجر ہیں۔

شرح صدر ہونے پر قواعد سے جواب لکھ دیتا ہوں

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ میں بعض اوقات قواعد سے جواب لکھ دیتا ہوں مگر جب کہ شرح صدر ہو جائے اور اگر شرح صدر نہ ہو تو نہیں لکھتا۔

قواعد سے دوسروں کی راحت مقصود ہے

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ ان قواعد اور اصول کی بدولت اگر

مجھ کو بھی طبعی راحت مل جائے تو اس کو بھی جی چاہتا ہے لیکن اگر یہ نہ ہو تو دوسروں کو تو راحت ہوتی ہے سو یہ بھی میری راحت ہے۔

رعایت کرنے والوں کی رعایت

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ معاملۂ تربیت میں جب میری کوئی رعایت کرتا ہے تو میرا بھی جی چاہتا ہے کہ رعایت کروں اگر وہ رعایت کا اہتمام نہیں کرتا میں بھی نہیں کرتا کہ اس سے اس کا جہل بڑھتا ہے۔

برسوں کی ریاضت کے بعد یہ سمجھنا کہ کچھ حاصل نہیں ہوا

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ حضرت مولانا گنگوہیؒ فرمایا کرتے تھے کہ برسوں کے مجاہدہ اور ریاضت کے بعد اگر یہ سمجھ میں آجائے کہ مجھ کو کچھ حاصل نہیں ہوا تو اس کو سب کچھ حاصل ہو گیا۔ لیکن آجکل تو بھول کر بھی یہ خیال نہیں ہوتا دعوی ہی دعوی ہے، چنانچہ ذرا ذرا سے بچے شیخ الحدیث، شیخ التفسیر، شیخ الادب، کہلائے جانے پر نازاں ہیں، مگر ابھی تک کوئی شیخ الشرارت نہیں ہوا۔

حضرت حاجی صاحبؒ کے فیض عام کا درجہ

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب سے فیض اسی وجہ سے زیادہ ہوا کہ حضرت طالبین کے ساتھ توجہ اور سہولت اور تسلی بہت فرماتے تھے ظاہر میں کیسی ہی منکرات ہوتی مگر اس کو بھی بشرط گنجائش اچھی ہی حالت پر منطبق فرما دیتے اور یہ فرماتے کہ فلانی حالت میں ایسی بات ہو جاتی ہے کیا ٹھکانہ ہے اس شفقت کا۔

دیندار ہی حقوق ادا کرتا ہے

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ ادائے حقوق کا آجکل بہت ہی کم خیال ہے اگر خیال ہوسکتا ہے تو دینداروں ہی کو ہوسکتا ہے دینداری بھی عجیب چیز ہے ایک ایک پائی کا احترام کرتا ہے اور بددین تو سینکڑوں کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔

بزرگوں کے پاس رہ کر قناعت حاصل کرنی چاہئے

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ اگر کسی بزرگ کو تعظیم سے اذیت ہوتی ہو تو اس کی ایسی تعظیم نہیں کرنی چاہئے بڑا مقصود تو بزرگوں کے متعلق یہ ہے کہ ان کو اذیت نہ پہنچے۔ ہمارے بزرگ ہمیشہ ایسی بات سے نفرت کرتے تھے، عرفی ادب اور تعظیم کے سخت خلاف تھے اصل ادب اور تعظیم محبت اور اتباع ہے چاپلوسی سے کیا کام چلتا ہے۔

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت فلاں بزرگ کی صحبت میں ایک شخص رہے ہیں مگر ان کے دین کی حالت بڑی خراب ہے فرمایا کہ محض پاس رہنے سے کیا ہوتا ہے یہ پاس رہنا تو ایسا ہے جیسے کسی کے پاس زمین رہن ہو رہنے اور رہن میں تجنیس کا ایک درجہ ہے، کام جو چلتا ہے بیع سے چلتا ہے، رہن سے کام نہیں چلتا، بیعت بیع سے مشتق ہے، جس کا حاصل ہے بک جانا، فناء ہوجانا، دوسرے کا ہوجانا ہے۔

شبہات کا علاج صرف محبت وعظمت

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ احکام میں جو شبہات پیدا ہوتے ہیں بجائے جزئی جوابوں کے اس کا جو اصلی سبب ہے اس کا علاج کرنا چاہئے اور وہ سبب خدا کی عظمت

ومحبت کا نہ ہونا ہے۔پس اس کا علاج یہ ہے کہ کسی کی جوتیوں میں جا کر پڑ جائیں انشاء اللہ اس سے یہ عظمت ومحبت پیدا ہوگی، اور اس سے تمام شبہات کا ازالہ خود بخود ہو جائے گا۔

بازار میں کھانے والے کی شہادت کیوں مقبول نہیں

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ بازار میں کھانے والے کی شہادت اس وجہ سے معتبر نہیں کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں وقار نہیں،سو احتمال ہو گیا کہ جھوٹ بولنے سے جو وقار کم ہو جاتے ہیں،شاید یہ اس کی بھی پرواہ نہ کرے۔

شیخ کو ذرہ برابر بھی مکدر نہیں کرنا چاہئے

ایک صاحب کی غلطی پر مؤاخذہ فرماتے ہوئے فرمایا کہ جس شخص سے اصلاح باطن کا تعلق ہو اس کو رائے برابر بھی مکدر کرنا ایسا ہے جیسے بڑا بھاری پہاڑ بیچ میں آ گیا ،اور حجاب ہو جاتا ہے،اور فیض بند ہو جاتا ہے،اس طریق میں کدورت اور نفع دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔

فتن کا ایک خاص اثر

ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ جی ہاں فتن کا ایک خاص اثر ہوتا ہے اسلئے کہ بشریت ہے۔اسلئے تأثیر بعید نہیں۔

اس زمانہ میں خود اپنے اندر اثر پاتا تھا اسی واسطے حدیث شریف میں اس قبیل کے فتن کے وقت ارشاد ہے۔فَالْيَلْحَقْ بِاَهْلِهِ بِغَنَمِهِ بِأَرْضِهِ(مشکوۃ عن

المسلم) اورارشاد ہے :**عَلَیْکَ لِمَنْ اَنْتَ مِنْہُ یعنی بِعَشِیْرَتِہٖ(جمع الفوائدعن ابی داؤد)**
یعنی اپنے مواشی اپنی جائداد کنبہ میں جا پڑے اگر اس کا کوئی اثر نہیں تھا تو حضورﷺ یہ کیوں فرماتے۔

دو چیزیں قلب کوستیاناس کرنیوالیں

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ آجکل لوگوں کو گناہوں پر بڑی دلیری ہے جو نہایت خطرناک بات ہے بعض گناہ وہ ہیں جن میں لوگوں کو زیادہ ابتلاء ہے اور ان کو ہلکا سمجھتے ہیں مثلاً بدنگاہی ہے، اس میں عوام تو کیا خواص تک کو ابتلاء ہے، یہاں پر خاص سے مراد جاہل درویش اور مدعیان محبت رسولﷺ ہیں۔اہل فن نے لکھا ہے کہ دو چیزیں قلب کو ستیاناس کرنے والی ہیں ،اور نورانیت کو برباد کرنے والی ،ایک غیبت ،اور ایک بدنگاہی ،دونوں چیزیں لوگوں میں شیر وشکر بنی ہوئی ہیں۔

توفیق ذکر بڑی دولت ہے

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ یہ کیا تھوڑی بات ہے کہ ذکر کی توفیق ہو جائے یہی بڑی دولت ہے بڑی نعمت ہے ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ اس بارے میں فرمایا کرتے تھے۔

یابم اورانیابم جستجوئے میکنم ۔حاصل آید یانیاید آرزوئے میکنم

ایک رہواور نیک رہو

حضرت فرماتے ہیں ریل میں سفر کررہا تھا اس ڈبہ میں چند دیہاتی مسلمان تحریکات حاضرہ کے متعلق آپس میں گفتگو کررہے تھے، میں بھی سن رہا تھا، ان میں سے ایک بولا: کہ میاں اتنے جھگڑوں اور بکھیڑوں کی کیا ضرورت ہے؟ صرف دو باتوں کی ضرورت ہے، وہ یہ کہ ایک رہو، نیک رہو، پھر کوئی بھی مسلمانوں کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا ۔کیسی عجیب بات کہی تمام حکمت کو دو لفظوں میں بیان کرگیا۔ بڑے بڑے علامہ کو بھی نہ سوجھتی، اب بتلائے کیا کوئی اپنے علم پر ناز کرے، یہ تو سب خدا ہی کی طرف سے ہے، اسی واسطے میں کہا کرتا ہوں کہ ناز نہ کرو نیاز پیدا کرو۔

حقیقت مجاہدہ

ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا حقیقت مجاہدہ کی۔ ہے نَھَی النَّفُسَ عَنِ الْھَوٰی۔ نفس کو اس کی خواہشات سے روکنا۔اور اس کے حاصل ہونے کی تدبیر یہ ہے کہ خاف مقام ربہ۔ اگر یہ کہا جائے کہ شریعت میں مجاہدہ سے مراد مجاہدہ مع الکفار ہے، تو اس حدیث کے کیا معنی ہوں گے اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفُسَهُ ۔مجاہدہ وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے ۔ بلکہ مجاہدہ ظاہری میں مشغول ہونا تو آسان ہے اور سہل ہے، اور مجاہدہ باطنی میں مشغول ہونا سخت کام ہے، اور اس میں تساہل کرنا ایسا ہے کہ باہر کے دشمن کو تو ماردیا مگر اندر کے دشمن کی طرف التفات ہی نہیں اسی کو فرماتے ہیں۔

در بہ بست ودشمن اندر خانہ بود۔حیلۂ فرعون زیں افسانہ بود

دشمن تو گھر کے اندر موجود تھا اور دروازہ بند کرلیا فرعون کی تدبیر کی ناکامی کی وجہ یہی ہوئی اور فرماتے ہیں۔

اے شہاں کشتیم ما خصم بروں۔شیر باطن سخرۂ خرگوش نیست

اے حضرت ہم نے باہر کے دشمن کو تو ماردیا مگر باہر کے دشمن سے بدتر دشمن اندر رہ گیا ہے،اس اندر کے دشمن کے مارنے کی تدبیر عقل کے بس کی نہیں ہے، کیوں کہ یہ باطنی شیر خرگوش عقل وہوش کے بس میں آنے والانہیں۔اس کو مسخر کرنے کیلئے تائید غیبی کی ضرورت ہے،اور وہ تمہاری طلب اور شیخ کامل کے اتباع سے حاصل ہوگی،اور سب میں بڑی چیز جو اس کی بھی اصل ہے وہ ہے کسی کامل کی صحبت۔بدون اس کے اس راہ میں کامیابی مشکل ہے، بدون رہبر اس میں قدم رکھنا خطرہ سے خالی نہیں۔اسی کو مولانا فرماتے ہیں ؎

یار باید راہ تنہا مرد۔بے قلاز اندریں صحرا مرو

سلوک طے کرنے کیلئے ساتھی کی ضرورت ہے تنہاء مت چلو،بغیر رہبر کے اس جنگل میں مت جاؤ۔اپنے کو اس کے سپرد کردو،اور زبانی سپرد کرنے سے بھی کچھ نہ ہوگا ،بلکہ وہ جو تجویز کرے گا اس پر عمل کرنا ہوگا،اور اگر ہر چر کہ پر قلب میں کدورت پیدا ہوگی تو بس مقصود حاصل ہوچکا۔اسی کو مولانا فرماتے ہیں ؎

تو بیک زخمے گریزانی زعشق۔تو بجز نامے چہ میدانی زعشق

ایمان پر خاتمہ بڑی دولت ہے

ایک مولوی صاحب کے تعریضی جملوں پر فرمایا کہ اجی حضرت کہاں کی بزرگی، اور کہاں کا تبرک اگر ساتھ ایمان کے چلے جائیں یہی سب کچھ ہے اسی کا خطرہ ہے نہ معلوم قسمت میں کیا لکھا ہے کسی نے خوب کہا ہے۔

ایمان چو سلامت بلب گور بریم ۔ احسنت بریں چستی و چلاکی ما

لب گور تک ایمان سلامتی سے لے جاویں تو ہم بڑی شاباش کے قابل ہیں۔

انسانیت بھی اہل اللہ کی صحبت سے آتی ہے

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ میں تو تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ، جب تک اہل اللہ کی صحبت نہ ہو بزرگی تو کیا انسانیت بھی نہیں آسکتی، اور بزرگی آ بھی جائے مگر انسانیت پیدا نہیں ہو سکتی۔

مصالح دنیوی کو دین پر مقدم کرنا کتنا غضب ہے

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ آج کل مصلحت پرستی کا بازار گرم ہے بکثرت مصالح دنیوی کو دین پر مقدم سمجھتے ہیں، کتنے غضب اور ظلم کی بات ہے، میں بحمد اللہ دین کو مقدم رکھنا چاہتا ہوں مصالح دنیوی پر، بس یہی لوگوں سے میری لڑائی کا راز ہے، اسی وجہ سے میں بدنام ہوں میں تو کہتا ہوں کہ مصالح جس قدر پیسے جائیں اسی قدر سالن لذیذ ہوتا ہے، جی ہمیشہ یہ چاہتا ہے کہ خواہ دنیا کی مصلحت نہ ہو، مگر دین کی مصلحت محفوظ رہے کسی کام کا کسی بات کا داعی دنیا نہ ہو محض دین ہو۔

مسئلہ تصور شیخ کے متعلق حضرت کی رائے

ایک سلسلئہ گفتگو میں فرمایا کہ تصور شیخ کا مسئلہ کبھی جی کو نہیں لگا اس سے طبیعت الجھتی ہے بلکہ اچٹتی ہے، میں حرمت کا فتوی تو نہیں دیتا یہ تو مولانا شہیدؒ ہی کا منصب تھا۔مگر ایسا حلال سمجھتا ہوں جیسے اوجھڑی کو حلال سمجھتا ہوں ،مگر کھا نہیں سکتا ،پس اسی درجہ میں سمجھتا ہوں تصور شیخ کو، گوحضرت مجدد صاحب نے اس کے نافع اور محمود ہونے پر زور دیا ہے مگر میں امر فطری کو کیا کروں۔

مقتداؤں نے عوام کا ناس کردیا ہے

ملفوظ (۳۷۷) فرمایا: اگر اخلاق کے حوالہ سے میرے اصول اپنا لئے جائیں تو بہت جلد لوگوں کی اصلاح ہو جائے گی مگر وہ کریں ہی کیوں اوران کو ضرورت ہی کیا پڑی ان کی مصالح وہمیہ میں خلل پڑتا ہے نہایت ہی گڑبڑ ہو رہی ہے مقتداؤں اور پیشواں کے ڈھیلے پن نے تو عوم کا ناس ہی کردیا۔

لباس صاف تو رہے مگر زیب وزینت اور تکلف نہ ہو

ایک سلسلئہ گفتگو میں فرمایا کہ ایک دوست حکیم صاحب نے لکھا تھا کہ میں نے تمہارے لئے چالیس ۴۰ روپئے گز کا کپڑا منگایا ہے ۔میں نے ایک لطیف عذر کے ساتھ نامنظور کردیا وہ عذر یہ لکھا کہ میرا جوفرض منصبی ہے یعنی دین اس کا تعلق زیادہ تر مساکین سے ہے،سو مجھ کو ایسی وضع سے رہنا چاہئے جس سے مساکین مرعوب نہ ہو ں،تاکہ بے تکلف استفادہ کرسکیں، اسلئے میں چاہتا ہوں کہ معمولی حالت میں رہوں

،اورآپ حکیم ہیں جن کیلئے ظاہری شان وشوکت مناسب ہے، کیوں کہ ان کا تعلق امرا ء سے ہے، اسلئے چالیس روپئے گز کپڑا پہننا آپ کیلئے مناسب ہے ۔اس کے بعد فرمایا کہ خواہ مخواہ لوگوں کوایسی تکلف کی باتیں سوجھتی ہیں۔ ہمارے بزرگوں کا طریقہ یہ رہاہے کہ صاف تو رہے مگر زیب وزینت اور تکلف نہ ہو بس میلا نہ ہو پسینے کی بو نہ ہو اور یہ اعتدال بدون صحبت کے میسر ہونا مشکل ہے۔ باقی امتیاز کا قصد آدمی اگر نہ چاہے تو فاخرہ لباس میں بھی امتیاز نہیں ہوسکتا ،اور اگر نفس امتیاز چاہے تو تواضع کے لباس میں بھی امتیاز ہوسکتا ہے۔کہ بڑے ہی بے نفس ہیں میں تو اس ہی لئے اوسط درجہ کا کپڑا پہنتا ہوں کہ کسی قسم کا امتیاز نہ ہو۔

قلب کو فارغ رکھنے کا معمول مبارک

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ میں جو سب کاموں سے تقاضے کے ساتھ فارغ ہو جاتا ہوں وجہ اس کی یہ ہے کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ قلب غیر اللہ کے ساتھ مشغول نہ ہو، تاکہ اگر کبھی خدا کی یاد کی توفیق ہو جائے تو موانع تو مرتفع رہیں۔

ادائیگی قرض کیلئے وظیفہ

ایک صاحب نے سوال کیا کہ میں قرضدار ہوں دعاء فرمادیجئے ،اور کچھ پڑھنے کو بتلادیجئے۔فرمایا کہ یَامُغنِی بعد نماز عشاء گیارہ سو بار پڑھا کرو اول وآخر گیارہ گیارہ بار درود شریف یہ عمل حضرت حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے۔

انسانیت کسی کی جوتیاں کھائے بغیر پیدا نہیں ہو سکتی

ملفوظ (۳۷۸) فرمایا: اور میں یہ بھی بتلائے دیتا ہوں کہ انسانیت اور آدمیت بدون کسی کی جوتیاں کھائے بغیر نہیں ہو سکتی الا ماشاء اللہ اگر کسی کو خداداد فہم سلیم عطاء کر دیا گیا ہو تو یہ دوسری بات ہے، مگر اکثر یہی ہے کہ جوتیاں کھانے کی ضرورت ہے، اور ایسا نہ ہونا مصداق ہے، النادر کالمعدوم۔ اور میں اس موقع پر ایک مثال دیا کرتا ہوں کہ مربا جبھی بنتا ہے کہ پہلے سیب کو خرید کر لاتے ہیں، پھر اس کو چاقو سے چھیل کر اس کا چھلکا الگ کرتے ہیں اور جو کہیں داغ ہوتا ہے اس کو چاقو کے نوک سے جدا کرتے ہیں، پھر ایک دیگچی میں پانی بھر کر چولہے پر رکھ کر اور آگ جلا کر اور اس میں ان صاف شدہ سیب کو جوش دیتے ہیں، تاکہ قوام اس کے اندر اثر کر سکے، پھر قوام تیار کر کے اس میں اس کو ڈالتے ہیں، اور پھر کئی روز ایک مرتبان میں بند رکھتے ہیں، تب جا کر یہ مربا اس قابل ہوتا ہے، کہ جس غرض سے طبیب نے اس کو بتلایا ہے اس کیلئے مفید ہو سکے۔ تو اس طرح مربا بن کر پھر کہیں طبیعت کا مربی بننے کے قابل ہو سکتا ہے ، اگر ہر کو چنے پر وہ سیب ہاتھ سے نکل کر بھاگنے لگے اور اس کی برداشت نہ کر سکے تو بس بن چکا مربا، اسی طرح اگر شیخ کی ہر ڈانٹ اور ڈپٹ پر طالب کے دل میں کدورت پیدا ہو اور برداشت نہ کر سکے تو بن چکے مربی۔

شیخ کا کمال طالب کے مقام کی طرف نزول

ملفوظ۳۸۰ فرمایا: کہ شیخ کا بڑا ہی کمال ہے کہ طالب کے مقام پر نزول کر کے آتا

ہے طالب کو اپنے درجہ پر نہیں لیجاتا ہے جیسے ایک طالب علم میزان پڑھتا ہے اور ایک بہت بڑا علامہ اس کو پڑھاتا ہے، وہ علامہ اس کے مقام کی طرف نزول کرے گا، تب اس کو نفع ہوگا طالب علم کو اپنے مقام کی طرف نہ لیجائے گا اس کے مناسب۔ ایک واقعہ یاد آیا۔

ایک مرتبہ حضرت حاجی صاحبؒ مجلس میں یہ فرما رہے تھے کہ بلاء بھی نعمت ہے، عین اسی وقت میں ایک شخص آیا جس کے ہاتھ میں لڑائی کے وقت دوسرے شخص نے کاٹ لیا تھا اور اس کی وجہ سے تمام ہاتھ ورم کر رہا تھا اس کو سخت تکلیف ہو رہی تھی اس نے حضرت حاجی صاحبؒ سے کہا دعاء فرما دیجئے کہ میری تکلیف جاتی رہے۔ حضرت نے معمول کے خلاف اعلان کے ساتھ فرمایا: کہ سب اس شخص کیلئے دعاء کریں اور با آواز بلند فرمانا شروع کی: اے اللہ یہ ہم جانتے ہیں کہ یہ بلاء بھی نعمت ہے مگر ہم لوگ اپنے ضعف تحمل کے سبب اس نعمت کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اسلئے آپ اپنی رحمت سے اس نعمت بلاء کو بدل کر نعمت صحت سے بدل فرما دیجئے۔ مجھ کو اس وقت نہایت حیرت ہوئی۔

کم سونے کا نتیجہ بڑھاپے میں مضر ہوگا

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت بعض لوگ ذکر کیلئے نیند کا علاج کرتے ہیں، تاکہ نیند میں کمی اور ذکر میں بیشی ہو یہ جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا: کہ اگر نیند حد اعتدال سے بڑھی ہوئی ہو تو مرض ہے علاج ضروری ہے اور اگر اعتدال پر ہو تو اس کی کمی کی سعی

کرنا اپنے کو ہلاکت اور مرض میں ڈالنا ہے، عرض کیا کہ بعض کہتے ہیں کہ ہم کو کم سونے سے تکلیف ہی نہیں ہوتی، فرمایا: کہ گو حال میں نہ ہو، مگر مآل میں، بڑھاپے میں، اس کا نتیجہ برا ہوگا اور مضر ہوگا۔

مدرسہ کی مادی ترقی کی مثال

ایک سلسلۂ گفتگو میں ایک مدرسہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب کوئی مریض اس درجہ تک پہنچ جائے کہ اس کی صحت اور حیات سے مایوسی ہو جائے، تو اس کو خدا کے سپرد کر دیا جاتا ہے، اور پرہیز تو ڑ وا دیا جاتا ہے، تو یہ مدرسہ اسی درجہ تک پہنچ گیا ہے، اس کی روح ختم ہو چکی ہے گو مادی ترقی باقی بھی ہو۔ اسی مضمون کے متعلق میں نے فلاں بزرگ مہتمم مرحوم سے کہا تھا، کہ اگر مدرسہ ان کے مفاسد کے ساتھ باقی بھی رہا اور مادی ترقی بھی کی اور روح باقی نہ رہی تو اس کی ترقی اس حالت میں ایسی ترقی ہوگی، جیسے مرنے کے بعد لاش پھول جاتی ہے مگر تھوڑے ہی دنوں میں پھٹ بھی جاتی ہے، اس وقت تماشہ ہوگا کہ محلّہ بھر کو کیا بلکہ بستی تک کو اور بستی سے بھی آگے بڑھ کر قرب وجوار کو بدبو سے خراب کرے گی، ہاں اگر روح باقی ہو اور ساتھ ہی مریض کا جسم کمزور اور لاغر ہو گیا ہو تو اس کا علاج ہونا بھی ممکن، فربہ ہونا بھی ممکن، اور ایسا فربہ ہونا اور موٹا ہونا محمود ہے نہ کہ آماس کی فربہی۔

لوگوں نے حضرت کو کس کس طرح ستایا

ملفوظ (۳۸۱) فرمایا: یہاں تک لوگوں نے ستانے اور ایذاء پہنچانے کی کوشش کی،

کہ بھنگن تک سے کہا گیا تو اس گھر کمانا چھوڑ دے، اس نے جواب دیا کہ چاہے تمام قصبہ چھوڑ جائے مگر یہ گھر نہیں چھوٹ سکتا، یہ سب خدا کی طرف سے فضل تھا ورنہ عنایت فرماں کی عنایتوں کا کوئی حدوحساب نہ تھا، اب کیا کہا جائے وہ قصہ ہی ختم ہو چکا غالب نے خوب کہا ہے ۔

سفینہ جب کہ کنارے پر آیئگا غالب ۔ خدا سے کیا ستم وجور نا خدا کہے

میں تو سب کو دل سے معاف کر چکا ہوں ہاں جن لوگوں نے ستایا، سب وشتم کیا، بہتان باندھے، ان سے خصوصیت کے تعلقات نہیں رکھ سکتا عام مسلمانوں کا سا تعلق رہیگا، دل ملنا مشکل ہے، ایک بات ہوتو عرض کی جائے قتل کی دھمکیاں الگ تھیں، خانقاہ خالی کرانے پر زور دینے کے الگ منصوبے ہورہے تھے، نماز پیچھے نہ پڑھنے کا اعلان الگ تھا، سی آئی ڈی سے تنخواہ پانے کی شہرت الگ دی جارہی تھی، اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھ کو کسی کے دروازے پر جانے کی ضرورت پیش نہیں آئی ۔ ان ہی لوگوں کو یہاں پھر بھیج دیا، اور قریب قریب سب نے معافی کی درخواستیں کیں ۔ میں نے اس نیت سے سب کو معاف کر دیا کہ میں بھی اللہ کا قصوروار ہوں، شاید وہ بھی مجھے معاف کر دیں ۔ ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا مخالفین کے متعلق ۔ بکنے بھی دو، جس وقت آنکھیں کھلیں گی اس وقت سب پتہ چل جائے گا، اور مجھ کو جو چاہے کہیں، مجھ پر بحمد اللہ کوئی اثر نہیں، نہ ان کے جواب کی فکر، کہ عبث ہے، اور یہ حق تعالی کی رحمت اور فضل ہے کہ مجھ کو عبث سے طبعا نفرت ہے، بلکہ غور کرنے سے معلوم

ہوتا ہے کہ اس فکر میں پڑنا اچھی خاصی مخلوق پرستی ہے کہ ان بیہودوں کی للو پتو کیا کریں ،کوئی خوش رہے یا ناراض کوئی معتقد ہو یا غیر معتقد کوئی آئے یا نہ آئے سب برابر ہے ۔حافظ خوب کہتے ہیں۔

ہر کہ خواہد گو بیاؤ ہر کہ خواہد گو بروں ۔ دار و گیر و حاجب و دربان دریں درگا نیست

جس کا جی چاہے آئے اور جس کا جی چاہے چلا جائے اس درگاہ میں نہ کوئی دربان ہے نہ دار دگیر اہل حق کا کوئی کام مخلوق کے راضی کرنے یا ناراض کرنے کی بناء پرنہیں ہوتا ، بلکہ ہر کام کی بناء رضا حق ہوتی ہے نہ ان کو مخلوق سے طمع ہوتی ہے نہ ان پر مخلوق کا خوف ہوتا ہے، کہ جس کی وجہ سے وہ کتمان حق کریں بلکہ اس بارہ میں خود ان کی یہ شان ہوتی ہے، جس کو مولانا رومی فرماتے ہیں ۔

ہیبت حق است ایں از خلق نیست ۔ ہیبت ایں مرد صاحب دلق نیست

یہ ہیبت اللہ تعالی کی جانب سے ہے مخلوق کی نہیں، نہ اس گدڑی والے کی ۔ ان کی نظروں میں مخلوق کی وقعت اس سے زیادہ نہیں، ہوتی ، کہ جیسے مسجد کے لوٹے اور صفیں ہوتی ہیں ۔ اب آپ ہی بتلائے جن کی نظروں میں مخلوق کی یہ وقعت ہو ان کے دل میں ان کا خوف کیا ہوسکتا ہے، اور ان کے دکھلانے یا راضی کرنے کے واسطے ان کا کیا کام ہوسکتا ہے۔

خواب کے بارے میں لوگوں کا غلو

ایک سلسلئہ گفتگو میں فرمایا کہ آجکل لوگوں کو بڑا مرض ہے، ان میں سے ایک

خواب ہی کا سلسلہ ہے اس میں اکثر لوگوں کو غلو ہے، میں تو اکثر جواب میں لکھ دیتا ہوں کہ مجھ کو اس فن سے مناسبت نہیں اسلئے تعبیر سمجھ میں نہیں آئی، خواب کی باتیں پوچھتے ہیں بیداری کی کوئی بات ہی نہیں رہی جو اصل چیز ہے کیا خبط ہے۔

گناہوں کی بدولت نئی نئی بیماریاں

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت آجکل ایسے ایسے امراض پیدا ہو رہے ہیں کہ جن کے سمجھنے سے طبیب بھی قاصر ہے، فرمایا: کہ حدیث شریف میں بھی تو آیا ہے کہ گناہوں کی بدولت تمہارے اندر ایسے ایسے امراض پیدا ہوں گے جو کبھی تمہارے دادا نے بھی نہیں سنے ہوں گے۔

پیٹ کے درد کا دم

ایک صاحب نے پیٹ کے درد کیلئے تعویذ کی درخواست کی، فرمایا: تفسیر حسینی میں نقل کیا ہے کہ ایک بزرگ تھے محمد واسع ان کے کہیں درد ہوا، خادم کو حکم دیا کہ طبیب کو بلا، طبیب نصرانی تھا، خادم اس کو بلانے جا رہا تھا راستے میں خضر علیہ السلام ملے دریافت فرمایا کہ کہاں جا رہے ہو، عرض کیا کہ فلاں بزرگ کے درد ہے طبیب کو بلانے جا رہا ہوں۔ فرمایا کہ جا ان بزرگ کو میرا سلام کہو کہ تم کو مناسب نہیں نصرانی طبیب سے رجوع کرنا اور یہ آیت دم کردیں۔ وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ وَمَاأَرْسَلْنَاكَ اِلا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا (بنی ۱۰۵ اسرائیل) اور ہم نے اس قرآن کو راستی کے ساتھ نازل کیا اور وہ راستی کے ساتھ نازل ہوگیا اور ہم نے آپ کو

صرف خوشی سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے پھر فرمایا کہ میں اس موقع کیلئے اکثر یہی آیت اور کبھی کوئی دعاء وحدیث لکھ کر دے دیتا ہوں۔

واصل الی المقصود کا راستہ

حضرت تھانویؒ کی اپنی تمام تصانیف کے متعلق یہ رائے تھی کہ گو مجھ سے کوئی بیعت نہ ہو لیکن عقیدت کے ساتھ میری کتابیں لیکر کونے میں بیٹھ جائے تو انشاء اللہ واصل الی المقصود ہو جائے گا۔اور جو طالب کسی بزرگ سے بھی مناسبت نہ رکھتا ہو اس کیلئے یہ مناسب ہے کہ کتاب وسنت پر عمل کرتا رہے اور اپنی اصلاح وہدایت کیلئے بارگاہ الٰہی میں دعاء کرتا رہے انشاء اللہ وہ بھی واصل الی المقصود ہو جائے گا۔(مواعظ عید میلاد النبیؐ بعنوان نور صفحہ ۱۶۲)

سلاسل اربعہ کا تذکرہ بوقت بیعت

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے حضرت بیعت کے وقت چاروں سلسلے کے مشائخ کا نام لے دیتے ہیں، تا کہ سب سے برابر عقیدت رہے اور سب بزرگوں کے فیوض سے مستفیض ہوں، اگر چہ شجرہ چشتیہ دیتے ہیں، اور چاروں خاندان کے نام لینے کا طریقہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے زمانہ سے نکلا ہے (ارشادات گنگوہیؒ صفحہ ۱۶۱ از مفتی عبدالرؤف رحیمی ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

بیعت کس کس گناہ سے فسخ ہوتی ہے

فرمایا: مذکورہ کتاب میں حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں۔ایک بار منشی صاحب نے

دریافت کیا کہ حضرت بیعت کس کس گناہ سے فسخ ہوجاتی ہے آپ نے فرمایا ہے حدیث میں آیا ہے اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ. پس جب تک اپنے محبوب کے مطابق رہے گا بیعت بھی رہے گی اور مخالفت کرے گا تو فسخ ہوجائے گی۔

ذکر کرنے والے کو گوشت کھانا مضر ہے

حضرت گنگوہیؒ نے ایک بار ارشاد فرمایا کہ ذاکر کو گوشت کھانا کچھ مضر نہیں، مگر ہفتہ میں دوبار سے زیادہ کھانا سخت کر دیتا ہے۔

گھبراؤ مت

حضرت گنگوہی نے شیخ الشیوخ حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ کا مقولہ سالکین کی تسلی کیلئے نقل فرمایا: گھبراؤ مت استقلال کے ساتھ کام کئے جاؤ۔

طریقت بھی شریعت باطن ہے

حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں فی الوقع شریعت فرض اور مقصد اصلی ہے، طریقت بھی شریعت باطنی ہے اور حقیقت و معرفت متمم شریعت ہیں۔ اتباع شریعت بکمال بدون معرفت نہیں ہوسکتا۔

نسبت کے حصول کے معنی

نسبت کے حصول کے معنی یہ ہیں، کہ جو نسبت بندہ کو حاصل واقعی ہے اس سے متنبہ اور عارف ہوگیا، نہ یہ کہ کوئی نسبت پیدا ہوگئی۔ حضور علم حضور کا نام ہے نہ ابتداء حضور کا۔ نسبت حضور میں کوشش کرتے رہو اور کسی شئی کے طالب مت ہو، لطف حق

کے امیدوار رہو کہ ہر چہ ساقی ماریخت عین الطافست ۔

ہر مبتدی و منتہی پر قبض و بسط کا ورود دائمی ہوتا ہے

ہر مبتدی و منتہی پر قبض و بسط کا ورد دائمی ہوتا ہے، لہذا کسی وقت میں خواطر کا پاش پاش ہونا اور کسی وقت ہجوم خاطر ہونا ضروری ہے۔ بس جس وقت ہجوم خواطر ہو، اس وقت استغفار و اظہار عجز و نیاز کرنا چاہئے، اور بوقت رفع خواطر حمد و شکر لازم ہے۔ اور حدیث اِنَّهُ لَيُغَانُ قَلْبِی کُلَّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً ۔ شاہد اس کی ہے۔

جوامر خلوت میں حاصل ہوتا ہے وہ مجمع میں نہیں

مگر یہ بات محقق ہے کہ جو امر خلوت میں حاصل ہوتا ہے وہ مجمع میں اور مشغولی دیگر شئ میں نہیں ہوتا۔ فَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيلاً اِنَّ لَکَ فِی النَّهَارِ سَبْحاً طَوِيْلاً ۔ اس کا شاہد ہے۔

نسبت۔ مخلوق جو بھی ہے اس کو خالق سے بے انتہاء نسبت ہے جس قدر اسماء صفات اور نزول رحمت ہے اسی قدر نسبات ہیں، مثلاً خالق مخلوق میں نسبت خلق ہے، رازق مرزوق میں نسبت رزق ہے، لیکن حصول نسبت یہ ہے کہ علم الیقین حاصل ہو کر موثر ہو جائے، اور حضور کا درجہ ہو جائے۔ اگر کسی کے گھر میں خزانہ مدفون ہو اور اجداد سے مسموع ہو کہ گھر میں خزانہ ہے اور تحصیل نہ ہو، اور بعد مشقت بسیار اس کو مل گیا اور دوسروں کے گھر میں بھی خزانہ ہونے کا جو مسموع ہو کر علم تھا اب یقین بڑھ جائے گا ، بے شک ہے، مگر علم یقینی میں یہ شخص ان اشخاص کے برابر نہ ہوئے گا اور نہ غناء میں

مساوی، بلکہ یہ غنی، اور واجد اور صاحب یقین اور دیگر محتاج فاقد صاحب ظن بلکہ شک۔ ببیں تفاوت از کجا است تا بکجا۔ پس بعد اس کے اب فرق مراتب عوام وخواص باعتبار اس قوت علم کے ہوا کہ خاص کا ایک مُد عوام کے جبل احد کے برابر ہوا کما فی الحدیث۔ پس قلیل عبادت اس خاص کی حسب کثیر یقین عوام سے غالب ہوئے گی۔ (ملفوظ حضرت گنگوہیؒ)

بندہ مثل طفل ناعاقبت داں کے ہیں

حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں بندہ کا حال مثل طفل ناعاقیت داں اور ناواقف اپنی مصلحت کے ہے، کہ طفل اپنے والدین سے جو اس کو خواہش ہو مانگتا ہے۔ اور اس پر اصرار کرتا ہے اور روتا ہے اور نہایت ملول ہوتا ہے، بلکہ اپنے والدین کو اپنے اوپر تعدی کرنے والا جانتا ہے، مگر والدین اس کے شفیق ہیں ہرگز جس میں اس کا نقصان ہو قبول نہیں کرتے، وہی کرتے ہیں جو اس کے واسطے فی الحال اور مآل کار بہتر ہو۔ ایسا ہی بندہ اپنی خواہش میں مشغوف ہے آخر کی بات اس کو معلوم نہیں ہے، کہ اس کا انجام کیا ہوگا، مگر حق تعالی اس کیلئے وہی کرتا ہے جو خیر ہو۔ اگر چہ بندہ کو ناگوار معلوم ہو اور اپنے واسطے برا جانے۔

عارف کی توجہ کی حقیقت

بعض وقت عارف جس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اس پر ایک اثر پڑتا ہے جس سے ملون ہوجاتا ہے۔ یہ امر اتفاقی ہے بے اختیاری اس پر کوئی انتظار کر کے نہیں بیٹھا۔ اپنا

سر مارنا اور مجاہدہ مشروط ہے اور اپنا ہی کیا حال قائم ودائم لاتا ہے (حضرت گنگوہیؒ)

اللہ سے توقع ہرگز نہ توڑو

قضاء وقدر سے سب مجبور ہیں، جو کچھ مرضی مالک تعالیٰ شانہ کی ہے اس پر راضی اور شاکر ہونا چاہئے، آدمی کو ہرگز توقع نہ توڑنا چاہئے، کہ ہوتا وہی ہے جو مقدر ہے۔ انبیا علیہم السلام نے بعض امور میں سالہا سال التجاء کی اور کچھ نہ ہوا غرض بندگی کا اظہار ہوتا ہے۔

اصل مقصود آخرت ہے

سچ یوں ہے کہ اصل مقصد آخرت ہے اور بندہ عبادت اور بندہ پن ظاہر کرنے کو مخلوق ہوا ہے، تو اس کا وظیفہ اور ذمہ واجب یہ ہے کہ رات دن ایسے حرکات وافعال واقوال کرتا رہے، جس سے بندگی و عجز اپنا اور حمد وشکر وعظمت خالق تعالیٰ شانہ کی ظاہر ہوتی رہے۔ پس اس میں ہی مر جائے مگر یہ مشکل ہوئی کہ یہ قالب جسمانی کھائے پیئے بغیر قائم نہیں رہ سکتا، تو اس کا اسباب مہیا کرنا ضروری ہوا۔ (حضرت گنگوہیؒ)

تواضع بہت عمدہ خصلت ہے

﴿حضرت گنگوہیؒ﴾ تواضع بہت عمدہ خصلت ہے جب تواضع رفع ہوئی اور عجب آیا ہلاک ہوا، ابلیس کا مغوی ومہلک یہی عجب تھا، اور حرص مال وجاہ، دو دشمن سخت ہیں کہ دین ودنیا دونوں کو تباہ کرتے ہیں۔

حسرت نایافت حاصل ہو جائے تو سب کچھ حاصل ہو جائے

﴿حضرت گنگوہیؒ﴾ آپ کی حسرت عدم حصول مطلب اگر چہ عدم ہے مگر بندہ کے نزدیک عمدہ حالت ہے، جیسا کہ حصول مطلب کی فرحت وسرور حالت بسط کہلاتی ہے۔ ایسا ہی عدم، حصول مطلب کی حسرت قبض کہلاتی ہے، قبض وبسط دونوں حالت نیک ہیں، اگر حسرت عدم حصول ہے تو الحمداللہ کہ طلب اور درد نایافت ہے۔ ہمارے شیخ الشیوخ قطب عالم شیخ عبدالقدوسؒ فرماتے ہیں: کہ اگر کسی کو بعد مجاہدہ ہزار سالہ حسرت و درد نایافت حاصل ہو جائے تو سب کچھ اس کو حاصل ہو گیا۔ یأس حق تعالی سے حرام ہے بلکہ بین رجاء میں رہے، فرمایا: ذکر وہ شئ ہے کہ اگر کسی جزو انسانی سے متصل ہوئے گا تمام جسد کو اپنی طرف کھینچ لیگا۔ مگر اس زمانہ میں ترک تعلق کو شرط کامل ٹھہرایا ہے، اور پھر کوئی بتلانے والے کی شدید ضرورت ہے کہ بدوں ہادی کس طرح اندھیری راہ کو طے کرے، ہر چند حاصل کچھ نہیں مگر ﴿أُحِبُّ الصَّالِحِيْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ لَعَلَّ اللّٰهَ يَرْزُقُنِىْ صَلَاحاً﴾

ترجمہ: نیک لوگوں سے محبت کرتا ہوں گرچہ میں نیک نہیں ہوں امید قوی ہے کہ ان کے طفیل میں مجھے بھی انشاء اللہ نیک بنادے گا۔

کل سات قدم ہیں

سید الطائفہ حضرت احمد مجدد فرماتے ہیں: کہ وہ کل سات قدم ہیں سو سات قدم تو سات ہی ہیں ایک قدم بھی اگر لاکھ سال میں طے ہو تو جلد ہے، مگر جو فضل اللہ شانہ

ہوتو ایک ساعت ہے۔الحاصل اگر حاصل نہ ہو پاوے محصلین کی جماعت میں تو شمار ہو جائے (گنگوہیؒ)۔

طریقت نور یقیں کا نام ہے

تمام شریعت کا علم اور طریقت کا طریقہ نور یقیں کی تحصیل کے واسطے ہے اور انجام ومنتہی سب کا یہی تو ہے کہ جس کا مسلمان سرسری طور سے علم رکھتے ہیں وہ یقین حق ،یقین مثل ،مشاہدہ کے ہو جاوے۔

جماعت کھڑی ہونے کے بعد فجر کی سنتوں کا حکم

اداء سنت فجر درصورت جماعت فرض بشرطیکہ ایک رکعت جماعت مل جاوے، اور سنت کو پردہ میں ادا کرے بحضور جماعت نہ پڑھے درست ہے۔ ورنہ نہیں۔ اور یہ تاکید سنت فجر کے باعث ہے اور سنن میں یہ امر نہیں ہوتا، اور مدرک ایک رکعت کا مدرک جماعت وصلوۃ کا ہوتا ہے (گنگوہیؒ)۔

بحضور جماعت ہرگز نہیں پڑھنا چاہئے کہ مخالف جماعت مسلمین ہے وافتراء جرم ہے۔

آدمی آخرت کے واسطے پیدا ہوا ہے

آدمی آخرت کے واسطے پیدا ہوا ہے، نہ دنیا کے واسطے آدمی کو دنیا میں حق تعالی نے امتحان کمانے اور امتحان لینے کے واسطے بھیجا ہے، سو کسی عاقل کا کام نہیں کہ پچاس ساٹھ سال دنیا کے جو آخرت کی نسبت ایک لمحہ کے بقدر بھی نہیں نفس وشیطان کی

ترغیب سے راحت وعشرت میں گزار کر اسکے عوض کروڑوں سال آگ کا عذاب گوارا کر لے۔

جس کے دل میں غرور ہو اسے کچھ نہیں آتا

حضرت گنگوہیؒ نے ایک روز ارشاد فرمایا: کہ کوئی شخص کیسا ہی پرہیز گار کیوں نہ ہو کتنے ہی کشف وکرامات اس سے ظاہر ہوں لوگوں کے قلوب میں تصرف کر سکتا ہو مگر ہو اس کے دل میں غرور، بس سمجھ لو کہ اسے کچھ نہیں آتا۔

اللہ کو اپنے سامنے پاؤ گے

حدیث شریف میں ہے۔عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھے آپ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے لڑکے! تو اللہ کے حقوق کی حفاظت اور نگہداشت کرے گا، اللہ تیری اور تیرے حقوق کی حفاظت اور نگہداشت کرے گا، اللہ کو حاضر وناظر جان تو اسے اپنے سامنے پائیگا، جب تو سوال کرے تو اللہ سے سوال کر اور جب مدد مانگے تو اللہ سے مدد مانگ اور یاد رکھ صبر وتحمل کرنے والے کیلئے اللہ کی مدد واعانت لازمی ہے۔

تزکیہ بغیر علوم ظاہرہ بے روح

مفتی شفیع عثمانیؒ فرماتے ہیں حضرت والد صاحب کی رائے اول سے یہ تھی کہ علوم عربیہ کے نصاب سے فراغت کے بعد کسی بزرگ کی خدمت وصحبت میں رہ کر تزکیہ باطن اور ذکر اللہ کے بغیر علوم ظاہرہ بے روح رہتے ہیں، یہ ضروری ہے۔مفتی صاحب

فرماتے ہیں حضرت تھانویؒ نے ایک بار فرمایا: تصوف وسلوک اعمال باطنہ کی اصلاح کا نام ہے جو ایسا ہی فرض ہے جیسے اعمال ظاہرہ کی اصلاح، اس کو مؤخر کرنا میرے نزدیک درست نہیں آپ نے مجھ سے فرمایا اگر تمہارے پاس فرصت کی کمی ہے تو ہم آپ کو ایسا طریق بتائیں گے جس میں نہ قوت کی ضرورت نہ فرصت کی، پھر فرمایا فرائض وواجبات اور سنن وغیرہ سب مسلمان ادا کرتے ہیں، وہ تو اپنی جگہ ہیں، آپ صرف تین چیزوں کی پابندی کر لیں انشاء اللہ راہ سلوک اس سے طے ہو جائے گا (۱) تقوی اختیار کریں، اس کا مفہوم آپ کو بتلانے کی ضرورت نہیں، البتہ تقوی صرف نماز روزہ اور ظاہری معاملات کا نام نہیں، باطنی اعمال میں بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا ظاہری میں ہے (۲) دوسرے لایعنی بے فائدہ کام، کلام، مجلس، ملاقات سے پرہیز کریں، اور لایعنی سے میری مراد وہ کام ہے جس میں نہ دین کا کوئی فائدہ ہو نہ دنیا کا، غور کرو گے تو معلوم ہوگا کہ ہمارے اعمال اقوال مجالس میں بہت سا وقت ایسا گزرتا ہے کہ کام کی بات تھوڑی سی اور بے فائدہ وزائد زیادہ۔ بس ان سے پرہیز کرنا ہے (۳) تیسرے بقدر ہمت وفرصت کچھ تلاوت قرآن کریم روزانہ کر لیا کریں۔ آخر میں فرمایا: نسخہ تو آپ کیلئے اتنا ہی ہے اگر دل چاہے تو اور فرصت بھی ہو تو صبح وشام سبحان اللہ، الحمدللہ، لا الہ الا اللہ سو سو مرتبہ استغفار اور درود شریف سو سو مرتبہ پڑھ لیا کرو، اور نمازوں کے بعد تسبیح فاطمی کا التزام کرلو۔ راقم السطور بھی الحمدللہ از خود اسی پر عامل ہے۔

خلوت

رسول اللہ ﷺ سے صحابہؓ نے سوال کیا کہ یارسول اللہ ﷺ لوگوں میں بہترین شخص کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے راہ خدا میں جہاد کیا ہو۔ صحابہ نے سوال کیا اس کے بعد کون افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ وہ شخص جس نے کسی پہاڑ کے دامن میں گوشہ نشینی اختیار کی ہو، اور اپنے کو خدا کی عبادت میں لگائے رکھے، اور مخلوق کو اپنے شر سے بچائے رکھے۔ حدیث شریف میں یہ بھی آتا ہے کہ اللہ تعالی اس شخص کو دوست رکھتے ہیں جو کہ متقی اور لوگوں کی آنکھوں سے مخفی ہو۔ درحقیقت اس خلوت گزینی میں فوائد و منافع بہت ہیں سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ خلوت سے بڑھ کر ذکر وعبادت کیلئے فراغت قلبی حاصل ہونے کا اور کوئی ذریعہ نہیں، اس کی وجہ سے عبادت میں یکسوئی اور حضوری میسر ہوتی ہے، خدا کے ساتھ انس حاصل ہوتا ہے۔ لوگوں سے اختلاط میں مشکل سے یہ چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔

بدنظری

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں ایک شخص میرے پاس آئے جو بوڑھے ہو گئے تھے مگر بدنظری کے مرض میں مبتلا تھے آجکل لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ جوانی میں گناہ نہیں چھوٹتے تو بڑھاپے میں جا کر چھوٹ جائیں گے، مگر میں سچ کہتا ہوں کہ جو گناہ جوانی میں نہیں چھوٹا وہ بڑھاپے میں کبھی نہیں چھوٹے گا۔

درختے کہ اکنوں گرفت ست پائے۔ بہر روئے شخصے برآید ز جائے

اگر ہمچناں روزگار ہلی۔ بہ گردونش از بیخ برنگلی

وہ درخت جس نے ابھی جڑ پکڑی ہے ایک شخص کی طاقت سے اکھڑ سکتا ہے، اگر ایسے ہی وقت گزرتا گیا تو چرخی کی مدد سے بھی جڑ سے نہ نکالا جا سکے گا، سو جو گناہ اب جوانی میں نہ چھوٹا حالانکہ ابھی اس کی جڑ کمزور ہے تو بڑھاپے میں کیا خاک چھوڑے گا ، جب کہ جڑیں مضبوط ہو جائیں گی اور چاروں طرف پھیل جائیں گی۔ نیز ایک بات تجربہ کی یہ ہے کہ ہمیشہ عفت جوان آدمی کی قوی ہوتی ہے، کیونکہ جس طرح جوانی میں تقاضاء زیادہ ہوتا ہے اس کے روکنے کی قوت بھی زیادہ ہوتی ہے، اور بڑھاپے میں یا درکھئے کہ تقاضاء کم نہیں ہوتا، اگر چہ وہ کچھ کر بھی نہیں سکتا، مگر تقاضے میں کمی نہیں آتی ، اور اس کے تقاضے کو روکنے والی قوت کم ہو جاتی ہے، تو اور بھی کچھ نہ ہو نظر بد میں تو وہ شخص مبتلا رہے گا ہی، خصوصاً جب کہ عورتیں اس کی نظر سے احتراز بھی نہیں کرتیں ، چنانچہ بوڑھے آدمی سے پردہ بھی کم کرتی ہیں، بہت سے بہت وہ فعل نہ کر سکے گا، مگر میں کہہ چکا ہوں کہ مدار معصیت کے ارادہ پر ہے، جب ایک شخص نے معصیت کا پختہ ارادہ کرلیا، اور پھر بوجہ ناکارہ ہونے کے اسے پورا نہ کر سکا، تو گناہ اس کے نامۂ اعمال میں لکھا گیا، غرض وہ بوڑھے شخص مجھ سے ملے اس کی سہل تدبیر بتلاؤ، کہ میں اس مرض سے نجات پاؤں، میں نے کہا سہل کی قید سے تو یہ سلسلہ غیر متناہی چلے گا، آج آپ مرض کے ازالہ کی سہل تدبیر پوچھتے ہیں کل کو اس تدبیر کو سہل کرنے کیلئے اگر وہ سہل نہ معلوم ہوئی دوسری تدبیر پوچھیں گے، اسطرح تو مرض کا علاج نہیں ہو سکتا، بس سہولت

کی فکر نہ کیجئے ،بجز ہمت کے اس کا کوئی علاج نہیں۔ایک دفعہ پختہ عزم کر لیجئے کہ چاہے کتنی تکلیف ہو ہرگز نگاہ اوپر کو نہ اٹھاؤں گا،اور جو کبھی اٹھ جائے تو فوراً نیچے کر لیجئے ،اس ترکیب سے انشاءاللہ مرض زائل ہوجائے گا،اس کے بدون زوال ممکن نہیں ،وہ کہنے لگا کہ میں چھوڑنے پر قادر ہی نہیں ہمت کیسے کرسکتا ہوں؟ میں نے کہا کہ یہ آپ غلط کہتے ہیں،آپ یقیناً چھوڑنے پر قادر ہیں،اور دلیل سے میں نے ان کو سمجھا دیا کہ آپ قادر ہیں، وہ دلیل یہ تھی کہ حق تعالی شانہ کا ایک طرف تو یہ ارشاد ہے ﴿لَایُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفساً اِلَّا وُسْعَھَا﴾۔کہ حق تعالی طاقت سے زیادہ کسی کو تکلیف نہیں دیتے،دوسری طرف یہ ارشاد ہے ﴿قُلْ لِلْمُؤْ مِنِیْنَ یَغُضُّوْ ا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُم﴾ کہ مسلمانوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو نیچے رکھیں ،اور شرم گاہوں کو محفوظ رکھیں،ان دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ،نگاہ نیچی کرنے پر بندہ قادر ہے،اس لئے کہ اس کے متعلق حق تعالی کا حکم ہے اوران کا کوئی حکم طاقت سے زیادہ نہیں ہوتا،میرے سامنے میں تو وہ اس دلیل میں تاویلیں نکالتے رہے،مگر گھر جا کر جوانہوں نے اس میں غور کیا،اور خط بھیجا کہ واقعی میں غلطی پر تھا انسان ہر گناہ سے بچنے پر قادر ہے،البتہ پہلے پہل کلفت ضرور ہوتی ہے اس کے بعد یہ کلفت کم ہوتی جاتی ہے،یہاں تک کہ پھر عادت ہوجاتی ہے(المراوح)۔

ضابطہ کی پابندی کا ایک عجیب نمونہ

ملفوظ(۳۸۲)فرمایا: کہ ریاست بھوپال کے ایک وزیر صاحب ضابطہ کے

بڑے پابند تھے، اپنی گھریلو زندگی کی نشست و برخاست سونے، جاگنے، کھانے، پینے ،غرض ہر چیز کے ضابطے بنائے ہوئے تھے، اوران کی پوری پابندی کرتے تھے، ایک مرتبہ ان کو کسی شخص نے خط میں گالیاں لکھ کر بھیج دیں، خط کو پڑھا اور اس کی ایک باقاعدہ مسل بنا کر اس میں یہ خط اور خط پر یہ لکھ دیا کہ، یہ اس شخص کی ذاتی رائے ہے اس میں برا ماننے کی کوئی بات نہیں ہر شخص اپنی رائے میں آزاد ہے۔

روح تصوف

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں: کہ علامہ قشیری فرماتے ہیں کہ میں نے احمد بن محمد سے سنا ہے اور انہوں نے سعید بن عثمان سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ذوالنون مصری سے جو تیسری صدی ہجری کے مشہور بزرگوں میں سے ہیں یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ طریق میں سارے کلام کا دارومدار چار چیزیں ہیں، اول سب سے بڑے یعنی اللہ تعالی کی محبت، دوسرے سب سے کم یعنی دنیا سے بغض، تیسرے قرآن وحی الٰہی کا اتباع، چوتھے حالت بدل جانے کا خوف۔

دقیق ریاء

حضرت فضیل ابن عیاضؒ جو دوسری صدی ہجری کے اکابر اولیاء میں سے ہیں فرماتے ہیں: کہ لوگوں کے خیال سے عمل چھوڑ دینا یہی ریاء ہے، اوران کے دکھانے کیلئے عمل کرنا تو شرک ہے۔

گناہ کی خاصیت

حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ جب مجھ سے گناہ سرزد ہوتا ہے تو میں اس کا اثر اپنے گدھے اور خادم کے اخلاق میں محسوس کرتا ہوں کہ وہ مجھ سے سرکشی کرنے لگتے ہیں۔

گمنامی کی فضیلت

حضرت بشر حافیؒ جو تیسرے صدی ہجری کے مشہور بزرگوں میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ وہ آدمی آخرت کی حلاوت نہیں پا سکتا جو اس کا خواہش مند ہو کہ لوگ پہچانیں۔

کمال تواضع

حضرت حمدون جنکی وفات ۲۷۱ھ میں ہوئی ہیں، فرماتے ہیں: کہ جو شخص یہ خیال کرے کہ میرا نفس فرعون کے نفس سے بہتر ہے اس نے اپنا تکبر ظاہر کر دیا، مفتی شفیعؒ فرماتے ہیں: اس کی عام فہم توجیہ یہ ہے کہ، جب تک اس عالم سے نہ گزر جائے اس کا اطمینان نہیں ہوسکتا، کہ وہ فرعون سے بہتر ہے، کیونکہ انجام حال معلوم نہیں تو بلا دلیل اپنے کو اس سے بہتر سمجھنا تکبر ہے، باقی نفس کو بدتر ہونے سے افعال کا بدتر ہونا لازم نہیں آتا، چنانچہ اس کے ساتھ ہی اعمال ایمانیہ کو فرعون کے ایمان کفریہ سے یقیناً بہتر سمجھا جائے گا۔

تواضع حاصل کرنے کا طریقہ

حضرت حمدونؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص بزرگان سلف کے حالات پر نظر ڈالے اسکو

اپنی کوتاہی اور خدا تعالی کے خاص بندوں کے درجات سے پیچھے رہ جانا محسوس ہوگا۔

گناہ اور طاعت کا اثر

حضرت ابوالحسن مزین جن کی وفات ۳۲۸ھ میں ہوئی فرماتے ہیں، کہ ایک گناہ کے بعد جو دوسرا گناہ انسان سے سرزد ہوتا ہے، وہ پہلے گناہ کی) (عاجل) سزا ہے، اسی طرح ایک نیکی کے بعد دوسری کی انسان کو توفیق ہوتی ہے، وہ پہلی نیکی کی عاجل ثواب ہے۔

ازمقالات صوفیہ

عزت وذلت کی حقیقت

حضرت ذوالنون مصری متوفی ۲۵۴ھ نے فرمایا: کہ اللہ تعالی نے کسی شخص کو اس سے بڑی عزت نہیں دی کہ اس کو اپنے نفس کی حقارت وذلت پر مطلع فرما دیا۔ اور اللہ تعالی نے کسی شخص کو اس سے زیادہ ذلت نہیں چکھائی کہ اس کو اپنے نفس کی ذلت وحقارت سے غافل کر دیا۔

انس بالخلوۃ اور انس مع اللہ فی الخلوۃ میں فرق

حضرت یحی بن معاذ متوفیؒ ۲۵۸ھ فرماتے ہیں کہ اس میں غور کرو کہ تمہارا انفس خلوت کے ساتھ ہے یا بحالت خلوۃ اللہ کے ساتھ ہے؟ اور پہچان اس کی یہ ہے کہ اگر تمہارا انس خلوۃ کے ساتھ ہے تب تو جس وقت تم خلوۃ سے باہر آؤ گے انس جاتا رہے گا، اور اگر تمہارا انس بحالت خلوۃ اللہ تعالی کے ساتھ ہے تو تمہارے لئے دنیا کے

سارے مکان جنگل وآبادی برابر ہوں گے؛ اور یہ درجہ انتہاء میں حاصل ہوتا ہے ابتداء میں اس کی توقع نہ رکھے۔

زہد کی حقیقت

حضرت جنید متوفی ۲۹۷ھ محتاج تعارف نہیں فرماتے ہیں کہ زہد کی حقیقت یہ ہے کہ جس چیز سے آدمی کا ہاتھ خالی ہو اس سے اس کا دل بھی خالی ہو۔

محل تواضع

حضرت ابن مبارک متوفی ۱۸۱ھ فرماتے ہیں کہ اغنیاء متکبرین کے مقابلہ میں تکبر کرنا چاہئے (یعنی) صورۃً معاملہ تکبر کا کیا جاوے۔ اور فقراء کے ساتھ تواضع کرنا چاہئے یہ سب تواضع میں داخل ہے۔

تواضع تقوی عزت

حضرت ابراہیم ابن شیبان فرماتے ہیں کہ رفعت شان تواضع میں ہے۔ کما فی الحدیث مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰه. اور عزت تقوی میں اور آزادی قناعت میں۔

رضا کی تعریف

ابوعلی دقاق فرماتے ہیں: رضا کیلئے یہ لازم نہیں کہ بلاء کی تکلیف محسوس نہ ہو رضا صرف یہ ہے کہ حکم وقضاء الٰہی پر اعتراض نہ کرو نہ ظاہراً نہ باطناً۔

صبر ورضا اور تفویض عبدیت کے تین درجے

جس طرح گھر کے تین درجے عادۃً ہوتے ہیں۔اول دروازہ جو مکان کا ابتدائی افتتاحی درجہ ہے پھر گھر کا صحن وغیرہ جو گھر کا گویا متوسط درجہ ہے، پھر گھر کے وہ کمرے جن میں آدمی راحت پاتا ہے جو مکان کا گویا انتہائی درجہ ہے، اسی طرح عبدیت کے تین درجے ہیں، اول صبر، جب کوئی حادثہ پیش آتا ہے حق تعالی اول صبر عطاء کرتا ہے۔اس کے بعد رضا بالقضاء جو ذریعہ اطمینان ہے، اور اس کے بعد تفویض، جس میں راحت کاملہ عطاء ہو جاتی ہے۔(حکیم الامتؒ)

حسن خلق کا خلاصہ

حضرت واسطیؒ متوفی ۳۲۰ھ فرماتے ہیں کہ خلق عظیم کی علامت یہ ہے کہ نہ وہ کسی سے جھگڑے اور نہ لوگ اس سے جھگڑنے پائیں، جس کی وجہ حق تعالی کی غایت معرفت ہے، کہ اس معرفت سے ان قصوں کی اس کو فرصت ہی نہیں ہوتی۔

حسن خلق کیلئے مشق کا طریقہ

حضرت وہب متوفی ۱۱۰ھ فرماتے ہیں کہ جو شخص چالیس دن کسی خصلت و عادت کی پابندی کرے تو اللہ تعالی اس خصلت کو اس کے لئے مثل طبعی عادت کے بنا دیتا ہے۔

استقامت کا آسان طریقہ

حضرت شبلی سے نقل ہے کہ استقامت یہ ہے کہ وقت حاضرہ کو قیامت سمجھو یعنی ایسا سمجھنے سے تمام احوال و اعمال میں استقامت پیدا ہو جائے گی۔

ذکر مریدین کی تلوار

بیان کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دل سے یاد کرنا مریدین کی ایک تلوار ہے، جس کے ذریعہ وہ اپنے دشمنوں سے مقابلہ کرتا ہے اور آفتوں کو جوان پر آنا چاہتی ہے دفع کرتے ہیں، اور یہ ہے کہ جو کوئی بلاء بندہ کے قریب آتی ہے تو جب وہ اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے تو تمام ناگوار چیزیں اس سے ہٹ جاتی ہیں۔

دعاء میں تاخیر کی حکمت

حکایت ہے کہ یحیٰ بن سعید قطان نے حق تعالیٰ کی خواب میں زیارت کی تو عرض کیا یا اللہ میں بہت مرتبہ آپ سے دعاء کرتا ہوں اور آپ قبول نہیں فرماتے، ارشاد فرمایا کہ اے یحیٰ میں تمہاری دعاء کی، آواز سننا چاہتا ہوں اسلئے تاخیر کرتا ہوں تاکہ یہ آواز کا سلسلہ طویل ہو۔

عارفین کی ریاء مریدین کے اخلاص سے افضل

حضرت رویم فرماتے ہیں عارفین کی ریاء مریدین کے اخلاص سے افضل ہے۔ جامع رسالہ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مراد اس سے ریاء شرعی نہیں ہے بلکہ محض لغوی ریاء ہے یعنی اپنے عمل کو مریدین کیلئے ان کو دکھلانا اور ان پر ظاہر کرنا اور اپنے ذاتی نفع کیساتھ جب دوسروں کی نفع رسانی بھی جمع ہو جاوے تو ظاہر ہے کہ وہ تنہا اپنے نفس کو نفع پہنچانے سے افضل ہے۔

خواجہ خود روش بند پرور یداند۔ در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست

اس کے آغوش میں ہے ہزاروں رحمت اس کے ہر لطف میں ہے سینکڑوں الطاف وکرم (شیخ الہندؒ)۔

محبت ومعرفت میں افضل

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں: کہ میرا ذوق یہ ہے کہ اپنی ذات کے اعتبار سے تو محبت معرفت سے افضل ہے مگر ثمرات ونتائج کے اعتبار سے معرفت افضل ہے۔

سماع کی حقیقت

مفتی شفیعؒ فرماتے ہیں اس جگہ مناسب معلوم ہوا کہ اپنے شیخ کا وہ مقولہ بھی لکھ دیا جائے جو چند مرتبہ آپ کی زبان فیض ترجمان سے سنا ہے کہ بڑی بات سماع کے بارے میں قابل ذکر یہ ہے کہ تصوف کے سلاسل اربعہ میں سے کسی اہل طریق نے سماع کا معمولات کے طور پر کسی کو امرنہیں فرمایا، حالانکہ معمولات مشائخ میں بہت سے وہ اشغال بھی ہیں جو تجربہ سے نافع ہونے کی بناء پر دوا کے درجے میں جوگیوں سے لے لئے گئے ہیں جیسے حبس دم وغیرہ، جیسا کہ غزوۂ خندق میں آنحضرتﷺ نے خندق کا استعمال اہل فارس کے معمولات سے لیا۔ الغرض اگر سماع کو بطور عادت نافع اور مقصود سمجھا جاتا تو جس طرح دوسرے نافع اشغال واوراد دی جاتی ہیں اسی طرح اس کی بھی تعلیم ہوتی ہے۔

عالم کی لغزش

حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں سلف کا طریقہ یہ تھا کہ یہ حضرات فرماتے تھے کہ

عالم کی لغزش کو کہتے نہ پھرو،

کیونکہ عالم کی شان یہ ہے کہ اس سے کسی وقت لغزش ہو جاتی ہے تو دوسرے وقت اس سے باز آجاتا ہے۔

دنیا کے ساتھ بدن سے ملو نہ کہ دل سے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ اے آدمی تو صرف بدن سے دنیا کے ساتھ رہ اور دل سے اس سے علحدہ رہ، یعنی دل اللہ تعالی کے ساتھ رہے اور دنیا تیری دلی مقصود نہ بن جائے۔

عقل کا گم ہونا

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کی عقلیں اٹھالی جائیں گی یہاں تک کہ ہزاروں میں، ایک آدمی بھی عقلمند نظر نہ آئے گا۔

عورتوں کے معاملہ میں احتیاط اگرچہ کوئی شخص بوڑھا ہی ہو

مقالات صوفیہ میں حضرت تھانویؒ سعید بن مسیّب کا قول نقل کرتے ہیں: میرے لئے کوئی چیز عورتوں سے زیادہ خطرناک نہیں ہے حالانکہ آپ کی عمر اس وقت چوراسی سال کی تھی۔

اعلی درجہ کا اخلاص

حضرت زین العابدین فرماتے ہیں کہ احرار یعنی جو لوگ حق تعالی کے عبد کامل اور غیر اللہ سے بے نیاز ہیں ان کی عبادت حق تعالی کی شکر گزاری کیلئے ہوتی ہے نہ کہ جہنم

کے خوف یا جنت کی رغبت کیلئے۔

بیداری کی حالت درست ہوتو خواب مضرنہیں

جب محمد ابن سیرین سے تشویناک خواب کے متعلق دریافت کیا جاتا تھا تو آپ فرماتے تھے کہ بیداری میں خدا تعالی سے ڈروتو جو کچھ تم نے خواب میں دیکھا ہے تمہیں کوئی نقصان نہ ہوگا۔

(فائدہ) بعضے لوگ برے خواب سے مردود ہونے کے شبہ میں پڑ جاتے ہیں اس میں ان کے خیال کی اصلاح ہے۔

مقالات صوفیہ میں حضرت عبداللہ ابن وہب ابن منبہ کا ارشاد ہے کہ شریف آدمی جب علم پڑھتا ہے تو متواضع منکسر مزاج ہوجاتا ہے، اور رذیل آدمی جب علم پڑھ لیتا ہے تو متکبر ہوجاتا ہے۔

نفس کو تکلیف دینا

حضرت اویس خولانی کو اعمال میں سستی ہوجاتی تھی تو اپنی پنڈلیوں پر کورے مارتے تھے۔

مداہنت کی علامت

مقالات صوفیہ میں حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے تھے کہ دوستوں کی کثرت دین کے ضعف (یعنی) امر بالمعروف میں مداہنت کی علامت ہے۔

فائدہ۔ کیونکہ جو شخص دین کے معاملہ میں روک ٹوک کرتا ہے لوگ اس سے ناراض

ہو جاتے ہیں اس کے دوست زیادہ نہیں ہوتے۔

بعض اوقات لوگوں سے قطع نظر کر کے صرف اپنی فکر میں لگنا بہتر ہے

حضرت سفیان ثوریؒ نے ارشاد فرمایا: یہ زمانہ ایسا ہے کہ اس میں صرف اپنے دین کی حفاظت کی فکر چاہئے، مفتی شفیعؒ فرماتے ہیں مراد اس سے وہ وقت ہے جب کہ تجربہ سے ثابت ہو جائے کہ وعظ ونصیحت بالکل مفید نہیں ہوگی (مقالات صوفیہ)

بے حسی اور سخت دلی کی مذمت

امام شافعیؒ نے فرمایا: جس شخص کو غصہ دلایا جائے جو عادۃً ناراضگی کا سبب ہوتا ہے پھر وہ غصہ نہ ہو تو وہ گدھا ہے، کیونکہ یہ علامت بغیرتی اور بے حسی کی ہے، اور جس شخص کو راضی کیا جاوے یعنی عذر ومعذرت کر کے راضی کرنے کی کوشش کی جائے اور وہ راضی نہ ہو تو وہ شیطان ہے۔

سلامت خلوت میں ہے

حضرت حذیفہ مرعشیؒ فرماتے تھے: کہ کوئی نیک کام میں اس سے افضل نہیں سمجھتا کہ آدمی اپنے گھر میں رہے، کسی سے اختلاط نہ کرے، اور اگر میرے سامنے کوئی ایسی تدبیر ہوتی جو مجھے ادائے فرض کیلئے باہر نکلنے سے سبکدوش کر دیتی تو میں ضرور اس کو کر لیتا۔

سواد اعظم کی تفسیر

آپ فرماتے تھے کہ سواد اعظم بڑی جماعت کا اتباع کرنا چاہئے لوگوں نے سوال کیا

کہ سواد اعظم کونسی جماعت ہے؟ فرمایا کہ وہ ایک مرد عالم یا دو تین ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی سنت اور آپ کے اسوۂ حسنہ کے پیرو ہیں مطلق مسلمان کی ہر جماعت مراد نہیں۔ گو جو شخص ان جیسا ایک دو آدمیوں کے تابع ہوں وہی آدمی بڑی جماعت اور سواد اعظم ہیں، اور جو شخص ان کا مخالف ہو وہ سواد اعظم جماعت کا مخالف ہے۔

کسی کا دھیان ذکر سے نہ ہٹاؤ

حضرت ابو تراب بخشیؒ فرماتے ہیں جو شخص ذکر اللہ میں مشغول ہو اس سے بات کرنے کیلئے فارغ ہونے کا انتظار کرنا چاہئے، فرمایا کہ جو شخص ایسے آدمی کا دھیان ہٹائے جو ذکر اللہ میں مشغول ہو خدا تعالی کا غضب فوراً اس کو پکڑ لیتا ہے۔

اپنے نفس پر ہمیشہ مؤاخذہ کرنا

حضرت ابو العباس فرماتے تھے کہ محبت کامل یہ ہے کہ ہمیشہ اپنے نفس پر مؤاخذہ اور محاسبہ جاری رکھے۔

عورتوں کے سلام پہنچانے پر انکار

حضرت ذوالنون مصریؒ سے ایک شخص نے کہا کہ میری بیوی آپ کو سلام کہتی ہے فرمایا کہ عورتوں کا سلام ہمیں نہ پہنچایا کرو۔ (فائدہ) گو بعض تواضع پر جائز بھی ہو، مگر پوری احتیاط یہی ہے۔

تواضع کے حدود

ذوالنونؒ فرمایا کرتے تھے کہ تمام خلق اللہ کے سامنے تواضع (عاجزی) سے پیش آ

مگر جو شخص خود تم سے تواضع کرانا چاہے اس کے سامنے ہرگز تواضع نہ کرو، کیونکہ ایسا چاہنا اس کے تکبر کی علامت ہے (اب اگر تم اس کے سامنے تواضع عاجزی کرو گے تو تمہاری تواضع سے اس کے تکبر کی اعانت ہوگی۔

صحبت بد کا نقصان

حضرت ابونصر بشر حافیؒ فرماتے تھے کہ برے لوگوں کی صحبت نیک لوگوں کے ساتھ بدگمانی پیدا کر دیتی ہے، اور کوئی بندہ نہیں کہ حق تعالیٰ کسی بندہ سے ہرگز یہ سوال نہ کریں گے کہ تو نے میری بندوں کے ساتھ نیک گمان کیوں رکھا؟ مطلب یہ ہے کہ صحبت اخیار سے جو اشرار کے ساتھ نیک گمانی پیدا ہو جائے گو خلاف واقع ہو، مگر اس پر مؤاخذہ نہ ہوگا اسلئے اس میں خطرہ نہیں۔

گمنامی کی فضیلت

ابونصر بشر حافیؒ فرماتے تھے کہ اس زمانہ میں فقیر کیلئے بڑی غنیمت ہے کہ لوگ اس سے ناواقف ہوں اور ان پر اس کا مرتبۂ بزرگی اور مقبولیت مخفی رہے کیونکہ اکثر لوگوں کی ملاقات موجب خسارہ ہے۔

(فائدہ) وجہ یہ ہے کہ اکثر لوگوں پر دین کا رنگ غالب نہیں ایسے لوگ تو کسی عیب اور گناہ میں مبتلا کریں گے ورنہ کم از کم لایعنی باتوں میں ضرور ہی وقت ضائع کریں گے،

مضر صحبت سے بچے

حضرت یحییٰ بن معاذؒ اپنے متعلقین کو فرمایا کرتے تھے کہ تین قسم کے لوگوں کی صحبت

سے پرہیز کرو۔

غافل علماء، اور مداہنت کرنے والے (حق پوشی کرنے والے) مبلغینِ اور کاہل سست درویش سے، جو فرائض دین کا علم حاصل کرنے سے پہلے مجاہدات اور نفلی عبادت میں لگ جائے۔

اپنے کمال کو کمال سمجھنا اس کو برباد کرتا ہے

فرماتے تھے کہ اہل فضل وکمال کی فضیلت اسی وقت تک ہے کہ وہ خود اس کی طرف نظر والتفات نہ کریں اور جب خود اس پر نظر ہونے لگے تو کوئی فضیلت نہ رہی، اسی طرح اولیاء کی ولایت اسی وقت تک ہے کہ وہ خود اس پر فخر کے ساتھ نظر نہ کریں، اور جب اس پر اپنی نظر ہونے لگی تو کچھ ولایت نہ رہی۔

تکبر کے ساتھ عبادت کامل ونافع نہیں

حضرت محمد ابن حکیم وراقؒ فرماتے ہیں: کہ بدعمل اور گناہ گاروں کی تواضع اور پستی عبادت گزاروں کی تنبیہ اور تکبر سے بہتر ہے۔

محبت کامل

حضرت ابوالعباس ابن عطارؒ فرماتے تھے: مردانگی یہ ہے کہ اپنے کسی عمل کو حق تعالی کے سامنے زیادہ نہ سمجھے۔ اور محبت کامل یہ ہے کہ ہمیشہ اپنے نفس پر مؤاخذہ اور محاسبہ جاری رکھے۔

صورت علم پر حقیقت علم کو ترجیح

حضرت ابراہیم خواصؒ فرماتے ہیں: علم تو اسی شخص کا ہے جو علم کا اتباع کرے اور اس پر عمل کرے اور سنت کی اقتداء کرے اگرچہ عرفی اور رسمی طور پر وہ کم علم ہو۔

اولیاء اللہ کی صحبت میں رہنے کا طریقہ

ملفوظ (۳۸۳) حضرت ممشاد دینوریؒ نے فرمایا: جب کسی بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس طرح گیا کہ اپنے قلب کو تمام نسبتوں اور علوم و معارف سے خالی کرلیا ،اور اس کا منتظر رہا کہ ان کی زیارت اور کلام سے مجھ پر یہ برکات وارد ہوتی ہیں، اور یہ اس لئے کہ جو شخص کسی بزرگ کے پاس اپنا ذخیرہ لیکر جاتا ہے تو اس ذخیرہ کی وجہ سے اس بزرگ کی زیارت و صحبت اور ادب و کلام کی برکت سے محروم رہتا ہے۔

اپنے قصور کے استحضار کی برکت

ملفوظ (۳۸۴) فرمایا کہ وہ عمل جس کے ذریعہ بندہ انتہائی مدارج پر پہنچتا ہے وہ اپنے قصور اور عجز وضعف کا استحضار و مشاہدہ ہے۔

تکبر کا نقصان معصیت کے نقصان سے زیادہ

حضرت جعفر ابن حمدانؒ نے فرمایا: اطاعت کرنے والوں کا گناہ گاروں پر تکبر کرنا ان کے گناہوں سے زیادہ شدید ہے، اور ان کیلئے ان گناہوں سے زیادہ مضرت رساں ہے جیسا کہ کسی گناہ کی توبہ سے بندہ کا غفلت کرنا اس گناہ کے ارتکاب سے زیادہ برا ہے۔

مصلح پر اعتراض نہ کرنا چاہئے

ابو عبداللہ محمد بن منازلؒ جو حضرت حمدون کے اصحاب میں سے ہیں فرماتے ہیں: تم جس شخص کے علوم کے محتاج ہو اس کی عیوب پر نظر نہ کرو، کیونکہ اس کے عیوب پر تمہارا نظر کرنا تمہیں اس کی برکات علوم کے انتفاع سے محروم کر دیگا۔

بے تہذیبی کے ساتھ خدمت کرنے کا انجام بد

حضرت احمد بن عطا روز باریؒ فرماتے ہیں: کہ جو شخص بے تہذیبی کے ساتھ اولیاء اللہ کی خدمت کرتا ہے وہ ہلاک ہوتا ہے۔

نفع باطن کیلئے اعتقاد کامل شرط ہے

حضرت عیدی ابن مسافر فرماتے تھے: کہ تم اپنے شیخ سے اس وقت تک نفع نہیں حاصل کر سکتے جب تک تمہارا اعتقاد ان کے متعلق سب سے زیادہ نہ ہو۔

تصوف کے منازل

شیخ ابو النجیب سہروردی متوفیؒ ۶۳۰ھ فرماتے ہیں کہ تصوف کی پہلی منزل علم ہے، اور درمیانی منزل عمل، اور آخری منزل عطاء خداوندی ہے، کیونکہ علم منزل مقصود کو سامنے کر دیتا ہے اور عمل اس کی طلب میں امداد کرتا ہے اور عطاء حق منتہائے مقصود تک پہنچاتی ہے۔

ہمیشہ اپنے نفس کی نگرانی

شیخ ابو مدین فعری متوفیؒ ۵۸۰ھ فرماتے ہیں کہ جو درویش ہر وقت یہ معلوم نہ رکھے کہ میری حالت میں کمی ہوگئی یا زیادتی وہ درویش نہیں، یعنی درویش کیلئے لازم ہے کہ وہ ہر وقت اپنی حالت کی فکر میں رہے اگر زیادتی ہو تو شکر کرے اور کمی ہو جائے تدارک کی فکر کرے۔

اعلیٰ درجہ کا اخلاص

شیخ عبداللہ قرشی مجذومؒ فرماتے ہیں: تمہارا کام یہ ہے کہ عبودیت) (بندگی) اور اس کے آداب کو مکمل کرو اس کے ذریعہ وصول الی اللہ کی بھی طلب نہ کرو کیونکہ جب حق تعالیٰ تمہیں اپنا بنالیں گے تو اپنے تک خود ہی پہنچاویں گے اور تمہارا کونسا عمل خالص ہے کہ اس کے ذریعہ وصول کے طالب ہو۔

مرید اپنے شیخ سے بقدر محبت نفع حاصل کرتا ہے

حضرت شیخ داؤد کبیر بن خلاؒ فرماتے ہیں: کہ مریدین کے قلوب پر انوار کی بارش کا ذریعہ مرید کی صدق محبت ہے یعنی جس قدر مخلصانہ محبت شیخ سے ہوگی اسی قدر انوار و برکات زیادہ ہوں گے۔

کسی حال پر قناعت نہ کرنا ترقی ہے اور قناعت کر لینا تنزل ہے

حضرت داؤدؒ نے فرمایا حقیقت طریقت یہ ہے کہ تم ہمیشہ مفلس رہو (یعنی غیر حاصل شدہ درجات توقعہ کے اعتبار سے) اور یہ کہ تم ہمیشہ اللہ کے طالب رہو اور جب

تمہارا گمان ہو کہ میں کامیاب ہو گیا تو سمجھ لو کہ کامیاب نہیں۔ اور جب یہ گمان ہو کہ تم نے کوئی حال پیدا کرلیا ہے تو سمجھ لو کہ تمہیں کوئی حال حاصل نہیں۔

شیخ ابوالحسن شاذلیؒ متوفی ۶۵۶ھ فرماتے ہیں کہ قبض کے تین سبب ہوتے ہیں ایک یہ کہ تم سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا دوسرے یہ کہ کوئی دنیوی نعمت تم سے جاتی رہی۔ تیسرے یہ کہ کوئی شخص تمہارے نفس یا آبرو کے متعلق ایذاء پہنچاتا ہو، ان وجوہ سے قبض طاری ہو جاتا ہے، پس اگر تم سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو علاج اس کا یہ ہے کہ استغفار کرو اور اگر تمہاری کوئی دنیوی نعمت زائل ہو جائے تو اپنے رب کی طرف رجوع کرو، یعنی اس سے دعاء کرو وہ تمہیں اس کا نعم البدل عطاء کرے گا ا، ور اگر کسی نے تم پر ظلم کیا ہے تو صبر کرو اور اس کو برداشت کرو یہی تمہارے قبض کا علاج ہے، اور اگر اللہ تعالی نے تمہیں قبض کے سبب پر مطلع نہیں فرمایا تو تقدیر الٰہی پر راضی ہو کر مطمئن ہو جاؤ، کیونکہ یہ تقدیر تو جاری ہونے والی ہے۔

اہل اللہ پر اعتراض کرنے کی سزا

شیخ ابوالحسن شاذلیؒ فرماتے ہیں: جو شخص کاملین کے احوال پر اعتراض کرتا ہے ضروری ہے کہ وہ اپنی موت سے پہلے تین قسم کی موت کا مزہ چکھے ایک موت ذلت یعنی (عزت وجاہ کا فناء ہونا) اور دوسری موت فقر و محتاجی اور تیسری موت لوگوں کا محتاج ہونا اور اس کے ساتھ یہ بھی کہ کوئی اس پر رحم نہ کرے۔

شیخ و مرید کے باہمی معاملہ کا تعلق

شیخ احمد ابوالعباس مرعشی متوفیؒ ۶۸۶ھ فرماتے ہیں: کہ مشائخ کے لئے تو مناسب یہ ہے کہ مریدین کے حالات کی خبر رکھیں اور مریدین کیلئے بھی یہ جائز ہے، کہ شیخ سے اپنے تمام باطنی احوال کا ذکر کرے، کیونکہ شیخ مثل طبیب کے ہے اور مرید کی حالت مثل ستر کے ہے، اور طبیب کے سامنے بضرورت علاج ستر کھولنا بھی پڑتا ہے، اور در حقیقت جو مرید اپنے کسی حال کو شیخ سے پوشیدہ رکھے وہ اس سے اجنبی ہے وہ اس کے ساتھ متحد نہیں ہوا۔

توحید کے بعض آثار

شیخ مغربی شاذلیؒ فرماتے ہیں: کہ جب کسی بندہ کی توحید کامل ہو جاتی ہے تو اس کیلئے اس کی گنجائش نہیں رہتی کہ مخلوق میں کسی ایک شخص کا بھی سردار بنے، کیونکہ وہ وجود صرف حق تعالیٰ کا ہی دیکھتا ہے۔ صاحب مقالات صوفی فرماتے ہیں انبیا علیہم السلام اور خلفاء راشدین اور ان کے امثال کی ریاست وسرداری سے مقابلہ میں نہ پڑیں، کہ وہ محض صورۃً ریاست تھی اور حقیقۃً محض انتظام تھا اور وہ بھی باجازت حق تعالیٰ اسلئے یہ ریاست توحید کو مکمل کرنے والی تھی۔

مدح کرنے والوں کی طرف مائل نہ ہو

شعرانیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی خواصؒ سے دریافت کیا کہ میں اس شخص کی طرف بطور فال نیک لینے کے متوجہ نہ ہوں جو میری مدح کرتا ہے، کیونکہ وہ مدح

حق تعالی کا ایک عنوان ہے۔فرمایا نہیں جو تمہاری مدح کرتا ہے اس کی طرف مت مائل ہو، کیونکہ اگر ایسا کرو گے تو تمہارا نفس مدح سننے سے مانوس ہو جائے گا، اور تم کو خبر بھی نہ ہوگی اور ہر وہ چیز جس سے تمہارا نفس مانوس ہو اس کی وجہ سے تم کاملین کے درجہ تک پہنچنے سے پیچھے رہ جاؤ گے۔

نفس کا خرق عادت کی طرف مائل ہونا کیسا ہے

فرمایا کہ میں نے حضرت خواصؒ سے دریافت کیا کہ خرق عادت کی طرف مائل ہونا کیسا ہے فرمایا کہ بہت بے ادبی ہے کہ بندہ کو نعمت سے تو دلچسپی ہو اور منعم نعمت دینے والے سے نہ ہو کیا تم ادنی درجہ کی چیز یعنی نعمت سے بڑے درجہ کی چیز یعنی منعم کو بدلتے ہو۔

شیخ سے اپنے عیوب مت چھپاؤ

حضرت خواصؒ فرماتے ہیں: اور جو مرید اپنے شیخ سے کوئی چیز چھپاتا ہے وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اپنے شیخ سے خیانت کرتا ہے حضرت مصنف فرماتے ہیں کہ مراد اس سے وہ عیوب و معاصی اور برے خیالات وغیرہ ہیں جن کا علاج دقیق اور مشکل ہو کہ خود ان کا علاج نہیں کر سکتا۔

عبادت میں نیت کا صحیح ہونا

فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت خواصؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ذاکر کو چاہئے کہ اس کا ذکر محض تابعداری و بندگی کی نیت سے ہو کسی مقام کی طلب کے لئے نہ ہو۔

اللہ سے قریب ہونے کا مختصر طریقہ

حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا اے میرے مالک آپ کی طرف قریب ہونے کا طریق کیا ہے؟ ارشاد ہوا کہ اپنے نفس کو چھوڑ دو اور آجاؤ۔ بس حق تعالی نے میرے لیئے طریق کو ایک نہایت لطیف اور مختصر کلمہ کے ذریعہ مختصر فرمادیا۔ کیونکہ مرید جب اپنے نفس کو چھوڑ آوے خواہشات نفسانی کو فناء کر دے یعنی ان کا تابع نہ بنے تو حق تعالی کی محبت اس کو حاصل ہو جاتی ہے اور یہ سب سے زیادہ اقرب طریق ہے۔ حضرت مصنفؒ فرماتے ہیں یہی بعینہ مسلک ہمارے شیخ ، شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہؒ کا ہے اور ترک نفس سے مراد فناء ہے اور فناء ہی خلاصہ ہے ہمارے شیخ کے طریق کا۔

تواضع کی حقیقت

فرمایا: کہ میں نے اپنے شیخ سے حقیقت تواضع کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا کہ حقیقت تو تواضع کی یہ ہے کہ اپنے نفس کو ہر ہمنشیں سے کم سمجھے اور یہ کم سمجھنا ذوقی اور وجدانی طور پر محض علم کے درجے میں نہ ہو اور یہ اسلئے کہ صاحب ذوق میں کبر نہیں ہو سکتا اور وہ اپنی تحقیر کرنے والوں سے کبھی مکدر نہیں ہوتا بخلاف اس کے کہ اس کی تواضع محض علمی ہو تو بعض اوقات کبر اس میں آجاتا ہے اور اپنی تنقیص وتحقیر کرنے والے سے مکدر ہونے لگتا ہے لیکن مشاہدۂ تواضع میں ایک دقیقہ ہے جس کو سمجھ لینا ضروری ہے میں نے عرض کیا کہ وہ کیا ہے فرمایا شرط تواضع کی یہ ہے کہ اپنی تواضع اس

کے پیش نظر نہ ہو کیونکہ جو شخص ایسی تواضع کا مشاہدہ کر رہا ہے، تو ضروری ہے کہ وہ اپنے لئے مقام عالی کو ثابت کر رہا ہے، پھر اپنے بھائی کے سامنے اس مقام سے فروتنی اور پستی اختیار کر رہا ہے، اور کبر میں مبتلا ہونے کیلئے یہی خیال کافی ہے۔

شیخ کا عہدہ

شیخ کا عہدہ ایک بہت بڑا عہدہ ہے کیونکہ دعوت الی اللہ (لوگوں کو اللہ کی طرف بلانا) نبوت کا عہدہ ہے اور شیخ کا عہدہ اس کا نائب ہے اسلئے اس کے بڑا ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے اسی لئے بزرگوں کا مشہور مقولہ ہے۔

(الشیخ فی قومه کالنبی ﷺ فی امته)

ترجمہ۔ شیخ اپنی قوم میں ایسا ہوتا ہے جیسا کہ نبی اپنی قوم میں ہوتا ہے۔

سلوک کا خلاصہ

فرمایا سالک کو دو کام کرنے پڑتے ہیں ایک ضروری، ایک مستحب، ضروری یہ کہ احکام شرعیہ پر ظاہری و باطنی پابندی، اور مستحب، کثرتِ ذکر ہے، احکام کی پابندی سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور کثرتِ ذکر سے رضا وقرب زیادہ حاصل ہوتا ہے یہ سلوک کے راستے اور مقصود کا خلاصہ ہے۔

طریقت کے حقوق

(طریقت صوفیہ کا وہ طریقہ جس سے روحانی کمال حاصل ہوتا ہے) حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں: طریقت میں داخل ہوکر مندرجہ ذیل کام کرنے پڑیں گے۔

(۱) بہشتی زیور کے گیارہ حصے شروع سے آخر تک ایک ایک حرف کر کے پڑھنے یا سننے ہوں گے۔

(۲) اپنی سب چالیں بہشتی زیور کی مطابق رکھنی پڑیں گی۔

(۳) جو بھی کام کرنا ہو اور اس کا جائز اور ناجائز ہونا معلوم نہ ہو تو (کرنے سے پہلے) علماء حق سے پوچھنا پڑے گا، پھر ان کے بتانے کے مطابق کرنا پڑے گا۔

(۴) نماز پانچ وقت جماعت کے ساتھ مسجد میں پڑھنا ہوگی، ہاں اگر کوئی عذر و مجبوری جماعت معاف ہونے کی ہو تو، پھر کوئی حرج نہیں ورنہ اگر بغیر عذر کے جماعت چھوٹ جائے تو اس پر نادم ہونا اور استغفار کرنا چاہئے۔

(۵) اگر مال ہو اور اتنا ہو کہ اس پر زکوۃ فرض ہے تو زکوۃ دینا ہوگی، اسی طرح باغ کی پیداوار کا دسواں حصہ دینا ہوگا، زکوۃ کے مسائل بہشتی زیور میں مل جائیں گے اور باغ کی پیداوار کے مسائل زبانی علماء سے معلوم کر لئے جائیں۔

(۶) اپنی بیوی اور بچوں کے حقوق ادا کرنے ہوں گے، ان کا ایک دینی حق یہ بھی ہے کہ ان کو ہمیشہ شریعت کے احکام بتائے جائیں۔ پڑھے ہوئے لوگوں کیلئے آسان طریقہ یہ ہے کہ دن رات میں ایک وقت مقرر کر کے تھوڑا سا بہشتی زیور شروع سے آخر تک سنا اور سمجھا دیں۔ جب ختم ہو جائے دوبارہ شروع کریں، جب تک تم کو مسائل پکے نہ ہو جائیں سناتے رہو، جو لوگ پڑھے ہوئے نہ ہوں وہ جو بات بھی کسی عالم سے سنیں اس کو یاد کر کے گھر والوں کو سنا دیا کریں گے۔

مندرجہ ذیل کام طریقت میں داخل ہو کر چھوڑنے پڑیں گے

(۱) ڈاڑھی منڈانا۔

(۲) جب ڈاڑھی چار انگلی سے کم ہو کاٹنا۔

(۳) کنگھی سے ڈاڑھی اوپر کر کے رکھنا۔

(۴) سر میں چاند کھلوانا واطراف سے بال رکھ کر درمیان سے صاف کرنا۔

(۵) کھڈی رکھنا۔

(۶) یا آگے سے منڈانا۔

(۷) پائجامہ، لنگی یا کرتا، چولہ ٹخنو سے نیچے رکھنا۔

(۸) عمامہ کا شملہ آدھی کمر سے نیچے رکھنا۔

(مردوں) کو سرخ اور پیلے رنگ کے کپڑے پہننا، یا ریشمی یا زری کا لباس چار انگل سے زیادہ خود پہننا، یا لڑکیوں کو پہنانا۔ اسی طرح (عورت ومرد دونوں کو) ناپاک رنگ میں رنگا ہوا کپڑا پہننا، یا کفار کا لباس پہننا۔ مردوں کو ساڑھے چار ماشہ سے زیادہ چاندی کی انگوٹھی پہننا، یا سونے کی انگوٹھی پہننا، یا عورتوں کو کھڑا جوتا۔ یا مردانہ لباس پہننا بجنے والا زیور پہننا ایسا باریک یا چھوٹا کپڑا پہننا جس میں بدن کھلا رہے۔ کسی عورت یا مرد کو بری نگاہ سے دیکھنا، عورتوں یا چھوٹے لڑکوں سے زیادہ میل جول رکھنا۔ مرد کو کسی نامحرم عورت کے پاس یا عورت کو کسی نامحرم مرد کے پاس بیٹھنا، یا تنہا کسی جگہ میں رہنا، یا بغیر کسی سخت مجبوری کے سامنے آنا۔ اگر چہ پیر صاحب اور رشتہ

دارہی کیوں نہ ہو، اگر سخت مجبوری ہوتو اس صورت میں سر بازو کلائی پنڈلی اور گلا نامحرم
کے سامنے کھولنا تو حرام ہے منہ پر بھی گھونگھٹ رہنا ہی بہتر ہے۔عمدہ کپڑے اور
زیور کے ساتھ سامنے آنا بہت ہی برا ہے ۔اسی طرح نامحرم مرد وعورت کا ایک
دوسرے کے ساتھ بیٹھنا، بولنا،ضرورت سے زیادہ باتیں کرنا، یہ سب باتیں چھوڑ دینا
چاہیئے ۔ختنہ۔عقیقہ اورشادی میں جمع ہونا، یابارات میں جانا، ہاں عین نکاح کے موقع
پرآس پاس کے مردوں کو جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ۔کوئی کام فخر کرنے اور
لوگوں کو دکھانے کیلئے کرنا،آجکل رسموں میں بھی کھانا کھلانے سے لینا دینا ہوتا ہے
اس میں نوتہ بھی داخل ہےاس کو بھی چھوڑ نا چاہیئے ،اسی طرح فضول خرچی کرنا یا کپڑا
پہننے میں بہت تکلف کرنا یہ بھی فخر کرنے اور دکھلاوے میں داخل ہے۔

مردہ پر چلا کر رونا،اس کا تیجہ دسواں ،انیسواں ،اور چالیسواں ، وغیرہ کرنا، دوردور سے
ایک لمبے عرصے تک میت کی تعزیت کیلئے آنا،میت کے کپڑے شرعی طریقے سے تقسیم
کیئے بغیر خیرات کردینا (میت کی میراث میں لڑکیوں کا حصہ نہ دینا)

حکومت وریاست والوں کا غرباء پرظلم کرنا (لوگوں کی) جھوٹی شکایت کرنا،موروثی کا
دعوی کرنا۔

رہن یارشوت کی آمدنی کھانا (رہن کی آمدنی اس طرح کہ جب کسی نے کوئی چیز رہن
رکھوائی تو اس کو کرائے پر دے کر یا اگر بکری وغیرہ ہوتو اس کا دودھ حاصل کرنا ، وغیرہ
تصویر بنانا یارکھنا۔

صرف شوق کیلئے کتے پالنا، پتنگ بازی کرنا۔آتش بازی، کبوتر یا مرغ بازی کرنا، اسی طرح ان کاموں کیلئے بچوں کو پیسے دینا۔گانا سننا خواہ باجے کے ذریعے ہو یا بغیر باجے کے ہو اس میں گرام فون بھی داخل ہے، آج کل ٹیپ رکارڈ بھی اس میں داخل ہے۔

عرسوں میں جانا، بزرگوں کی منت ماننا (کہ اگر فلاں کام ہو گیا تو فلاں بزرگ کے نام پر کھانا کھلاؤں گا یا خیرات کروں گا، وغیرہ۔فاتحہ نیاز گیارہویں متعارف طور پر کرنا۔اگر فاتحہ میں متعارف قیدیں نہ ہوں کہ کھانا سامنے ہو یا کسی قاری صاحب یا مولوی صاحب کو بلانا، اوران کا فاتحہ دلانا وغیرہ بلکہ شریعت کے مطابق کسی بھی نیک عمل کا ثواب کسی کو دیدینا، پس یہی فاتحہ ہے۔رواج کے مطابق میلاد کرنا، تبرکات کی زیارت کیلئے عرس کا انتظام کرنا، اور اس وقت عورتوں مردوں کا ایک ساتھ ہونا، یا عورتوں کا مردوں کے ساتھ آنا۔

شب برائت کا حلوہ لگانا محرم کو تہوار منانا، رمضان المبارک میں ختم قرآن کے وقت ضروری سمجھ کر مٹائی تقسیم کرنا۔ٹونا ٹوٹکے کرنا ستیلا، چیچک وغیرہ کو ماننا، فال وغیرہ نکلوانا ،کسی نجومی یا آسیب زدہ سے کوئی بات پوچھنا ،غیبت کرنا، چغلی کرنا ،جھوٹ بولنا، تجارت میں دھوکہ دینا۔انتہائی مجبوری کے بغیر ناجائز نوکری کرنا، اسی طرح جائز نوکری میں کام خراب کرنا، عورت کا شوہر کے سامنے زبان درازی کرنا، یا بغیر شوہر کی اجازت کہیں جانا، یا بغیر اجازت مال خرچ کرنا۔حافظوں کو مردوں پر قرآن پڑھ کر یا

تراویح میں قرآن سنا کر کچھ لینا ،مولویوں کا وعظ پر مسئلہ بتا کر اجرت لینا، بحث ومباحثہ کرنا، درویشوں کی صورت میں مشکل والوں کو پیری مریدی کی ہوس کرنا،تعویذ گنڈوں کا کام کرنا۔

شیخ کامل کی پہچان

حضرت مجدد حکیم الامت اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا شیخ کامل وہ ہے جس میں یہ علامات ہوں۔

(۱) ضرورت کے مطابق دین کا علم رکھتا ہو۔

(۲) عقائد اور اعمال میں شریعت کا پابند ہو۔

(۳) نہ دنیا کی حرص رکھتا ہو اور نہ ہی کسی کمال کے پائے جانے کا دعوی کرتا ہو کیونکہ یہ دنیا کا حصہ ہے۔

(۴) کسی شیخ کامل کی صحبت میں کچھ دن رہا ہو۔

(۵) زمانے کے منصف علماء ومشائخ اس کو اچھا سمجھتے ہوں۔

(۶) عوام بنسبت خواص یعنی سمجھدار اور دیندار لوگ اس کی طرف زیادہ مائل ہوں۔

(۷) جو لوگ اس سے بیعت ہوں ان میں اکثر کی حالت شریعت کی پیروی کرنے اور دنیا کی حرص کم رکھنے کے لحاظ سے اچھی ہو۔

(۸) وہ شیخ تعلیم وتلقین کرنے میں اپنے مریدوں پر شفقت رکھتا ہو ان کی کوئی بری بات سنے یا دیکھے تو ان کو روک ٹوک کرتا ہو نہ یہ کہ ہر ایک کو اس کی مرضی پر چھوڑ

دے۔

(۹) اس کی صحبت میں چند بار بیٹھنے سے دنیا کی محبت میں کمی اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں ترقی ہوتی ہو۔ جس شخص میں یہ علامات ہوں اس میں کوئی اور بات نہیں دیکھنی چاہئے اس سے کوئی کرامت ظاہر ہوتی ہے، یا نہیں اس کو کشف ہوتا ہے یا نہیں، جو دعاء کرتا ہے قبول ہوتی ہے یا نہیں، یا صاحب تصرف ہے یا نہیں، کیونکہ یہ مذکورہ باتیں شیخ ہونے کیلئے لازمی نہیں ہیں۔ اسی طرح یہ بھی نہیں دیکھنا چاہئے کہ اس کی توجہ کرنے سے لوگ مرغ بسمل ذبح کئے ہوئے (مرغ) کی طرح تڑپتے ہیں یا نہیں، کیونکہ یہ بھی بزرگی کیلئے لازمی چیز نہیں ہیں۔ یہ ایک نفسیانی تصرف ہے (تصرف) کا مطلب ہے شیخ کا مرید پر ایسا باطنی اثر جس کے ذریعے سے مرید وہ کام کرنے لگے جو وہ خود نہ کر سکے اس کی قوت سے کرتا ہے جو مشق کرنے سے بڑھ جاتا ہے یہ جو شخص متقی پرہیز گار نہ ہو بلکہ غیر مسلم بھی ہو کر سکتا ہے۔ اس سے کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا ہے، کیونکہ اس کے اثر سے جو کچھ ہوتا ہے اس کے اثرات باقی نہیں رہتے ہیں، صرف ایک غبی، کم عقل والے مرید میں جو ذکر سے بالکل متأثر نہ ہوتا ہو، شیخ کے چند روز اس عمل کرنے سے ذکر قبول کرنیکا کچھ احساس واثر پیدا ہوتا ہے، نہ یہ کہ وہ اثر ہمیشہ باقی رہے (تربیت السالک حضرت تھانویؒ)۔

شریعت وطریقت اور معرفت وحقیقت کا خلاصہ

شریعت: شریعت ان احکام کے مجموعہ کا نام ہے جن کا بندوں کو پابند بنایا گیا ہے اس

میں ظاہری اور باطنی سارے اعمال آ گئے متقدمین (تیسری صدی سے پہلے) زمانے کے اہل علم۔لفظ فقہ کو اس کا ہم معنی سمجھتے تھے جیسا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ کی تعریف معرفة النفس مالها وما عليها ۔منقول ہے(تو شریعت کے دو حصے ہوئے ایک ظاہری اور ایک باطنی)

پھر متأخرین تیسری صدی کے بعد کے علماء اور اہل علم کے یہاں اس کے ایک حصہ ظاہری اعمال کا نام فقہ ہو گیا اور (دوسرے) حصہ باطنی اعمال کا نام تصوف ہو گیا (اب باطنی طریقوں کو طریقت سے لیتے ہیں پھر ان باطنی اعمال کے ٹھیک ہونے کی وجہ سے دل میں جو صفائی ستھرائی پیدا ہوتی ہے اس کی وجہ سے کچھ دنیاوی چیزوں کی حقیقت خصوصاً اچھے برے اعمال کی حقیقت اور اللہ تعالی کی ذات کی حقیقتیں خواہ وہ صفات کے لحاظ سے ہوں یا فعل کے لحاظ سے ہوں پھر ان مکشوفات کھلنے اور ظاہری ہونے والی چیزوں کو حقیقت کہتے ہیں، اور اس انکشاف کھلنے اور ظاہری ہونے کو معرفت کہتے ہیں،جس پر یہ چیزیں منکشف ہوئی ہیں اس کو محقق اور عارف کہتے ہیں۔ ان سب چیزوں کا تعلق شریعت ہی سے ہے عوام میں جو بات مشہور ہے کہ شریعت صرف ظاہری احکام کے حصے کو کہتے ہیں کسی اہل علم سے یہ اصطلاح منقول نہیں ہے ،اس سے عوام کی مراد بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ ظاہری اور باطنی احکام میں جدائی اور الگ الگ ہونے کا اعتقاد ہے (از تربیت السالک حکیم الامتؒ)

طریقت کا مغز ہے صرف اللہ کے نور سے فائدہ اٹھانا

ہر وقت تین باتیں موجود ہیں

(۱) ماضی کی حسرت۔

(۲) موجودہ حال کے شبہات۔

(۳) مستقبل کا خوف۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب محققین مجتہدین اور طریق کے مجددین (ان مجددین میں سے سب سے کامل میرے مرشد رحمۃ اللہ علیہ ہیں)۔ وَالْفَضْلُ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَّشَاءُ۔ ترجمہ: فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جس کو چاہے دے۔ کو میں نے دیکھا بلکہ اللہ تعالی نے ان کو الہام کے طریقے سے دکھایا کہ اس طریق میں مشقت بہت ہے، اور محنت کے نتیجہ کے حاصل ہونے میں ایک لمبا زمانہ چاہئے کبھی) (اس لمبی حالت پر) مشہور مصرع سچا ہو جاتا ہے۔ تو بمن پرسی من بخدا میرسم۔ ترجمہ: تو جب تک مجھ تک پہنچے میں خدا تک پہنچ جاؤں گا۔

دوسری بات یہ کہ اس زمانے کے لوگوں کی قوتیں کمزور اور ہمتیں کم ہیں۔ ان ساری باتوں کو دیکھ کر اور اللہ تعالی کے الہام سے تربیت کا ایک دوسرا طریقہ اختیار فرمایا: وہ یہ ہیکہ ماضی، حال، مستقبل، اللہ تعالی سے پردہ ہے۔ اللہ تعالی نے مشاہدہ (اپنے نور سے فائدہ اٹھانے) کیلئے پیدا کیا ہے۔ نہ ماضی، مستقبل کے مطالعہ کیلئے پیدا کیا ہے۔ رومی نے کیا خوب فرمایا ہے ماضی اور مستقبل اللہ تعالی کے درمیان

پردہ ہے۔

حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں اس کے باوجود ماضی کیلئے توبہ ضروری تھی اور مستقبل پر نظر رکھنے کیلئے تقوی کا عزم ضروری تھا، لیکن جو چیز ضروری ہوتی ہے جتنی ضرورت ہو اتنی ہی کافی ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ گزشتہ گناہوں پر توبہ کی شرائط کے ساتھ خوب توبہ کرے، پھر بار بار اس کے سبق کو دل میں نہ دہرائے، اور مختصر طور پر مستقبل کیلئے اللہ پر توکل کرے کہ انشاء اللہ آئندہ گناہ نہیں کروں گا ۔بس (اتنا کافی) ہے اس کے بعد ہر وقت اس قصہ میں نہ لگا رہے، اس سے زیادہ دوسرا کام ہے جس کو حدیث میں ان الفاظ سے فرمایا گیا ہے۔ رَاقِبِ اللّٰہَ تَجِدُ تِجَاھَکَ. اللہ تعالی کا دھیان رکھو تو تم اللہ تعالی کو اپنے سامنے پاؤ گے، اس مراقبہ ، دھیان میں مشغول ہونا چاہئے، یعنی ذکر و فکر عمل کے وقت میں عمل، کہ وہ بھی ذکر میں شامل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کے قرب کو مقصود سمجھے اور اس کیلئے جو راستہ ہے یعنی عقائد کے صحیح کرنے کے بعد اعمال اختیار یہ (کا اختیار کرنا) جس وقت جو عمل ہو خواہ یہ عمل ظاہری ہو جیسے نماز، زکوۃ وغیرہ، خواہ باطنی ہو جیسے خوف شکر رضا و عجز وغیرہ ، اور ذکر و فکر بھی عمل کا ایک فرد (حصہ جز) ہے۔ پس اسی میں اکثر اوقات مشغول رہنا چاہئے۔ جو اسباب اللہ تعالی سے دوری کے ہیں یعنی ظاہری گناہ یا باطنی گناہ ان سے بچتے رہنا چاہئے۔ اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ قرب کے اسباب پیدا کرنے کی فکر کرے، اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے کہ دوری کے اسباب کو ختم کرنے کی فکر میں

رہے ۔اختیاری باتوں میں جن میں کوتاہی ہوجائے اور اسکونقصان دہ اور بڑی چیز سمجھے اس کی اصلاح کرے،اور جو غیر اختیاری باتیں ہیں ان کے نہ ہونے کی طرف توجہ ہی نہ کرے،اوراس کی اصلاح کی بھی زیادہ کوشش نہ کرے،جیسے اگرکوئی ضروری عمل رہ گیا تواس کی قضاء کرے،اوراگرکوئی گناہ ہوگیا ہوتواس سے استغفار کرے ،اور پھراپنا کام میں مشغول ہوجائے،اسی ایک بات کے پیچھے نہ پڑجائے،کہ ہائے یہ کام مجھ سے کیوں چھوٹ گیا، یا یہ کام مجھ سے کیوں ہوا۔(اس بات کو یہ مجتہدین وغیرہ)لوگ غلواور مبالغہ سمجھتے ہیں جن سے کتاب وسنت نے منع فرمایا ہے۔لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ (دین میں غلومت کرو)مَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ ۔جوخودکو مشقت میں ڈالے اللہ تعالی اس کومشقت میں ڈالدیں گے۔اوراس سے نباہ نہ ہو سکےگا.سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاسْتَقِیْمُوْ اوَلَنْ تُحْصُوْا ۔کہ ٹھیک ٹھیک چلواور میانہ روی اختیار کرواور جمے رہواورتم دین کا انتہاء تک کبھی احاطہ نہیں کرسکوگے یعنی اگر یہ ہوس ہو کہ تم دین پر غالب آجاؤاور کوئی چھوٹی بات بھی تم سے نہ رہ جائے توتم ایسا بالکل بھی نہیں کرسکوگے۔ (مَنْ عَلَیْہِ النَّوْمُ فَلْیَرْ قُدْ) کہ جس کونیند کا غلبہ ہووہ لیٹ جائے (لَاتَفْرِ یْطَ فِی النَّومِ اِنَّمَا التَّفْرِ یْطُ فِی الْیَقْضَة ۔نیند میں کوئی قصورنہیں بلکہ قصورتو بیداری میں ہے۔

عارف شیرازیؒ فرماتے ہیں: سخت میگرد جہاں مردمان سخت کوش ۔ترجمہ: سختی کرنے والوں سے جہاں سختی کرتا ہے۔اس غلو اور مبالغہ کا اثر اس وقت کی موجودہ

قوتوں اور ہمتوں پر خصوصی طور پر یہ ہوتا ہے کہ مایوسی بہت جلد اپنا رنگ لاتی ہے اور سالک کو بیکار کر دیتی ہے۔ کبھی جان اور کبھی ایمان پر اتنا اثر پہنچتا ہے۔ جان پر تو یہ اثر ہوتا ہے کہ اس کی صحت خراب ہو جاتی ہے اور خیالات کی زیادتی سے سوداء بڑھتا ہے ۔ایمان پر تو یہ اثر ہوتا ہے کہ علاج اور عمل مبالغہ کے باوجود گمان کے مطابق کامیابی بالکل شفاء حاصل ہونے یا دیر سے حاصل ہونے میں یا حاصل ہو کر ختم ہو جانے سے اور امراض کے بار بار لوٹ آنے سے اللہ تعالی سے تنگی اور شکایت پیدا ہو کر ناگواری اور ناراضگی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ ہمیں سر مارتے محنت کرتے ہوئے اتنے دن ہو گئے اور وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۔جو لوگ ہمارے راستہ میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان کو اپنے راستے ضرور دکھائیں گے۔ کہ وعدے خدا جانے کہاں گئے۔ ہزاروں آدمی جان یا ایمان سے اس راستے میں ہلاک ہو گئے ہیں۔

ایسے لوگوں کے ساتھ ایک مرض ہر وقت یہ لگا رہتا ہے کہ وہ اپنے عمل کو پہنچا ہوا اور اپنی محنت و کوشش کو کامیاب سمجھ کر ہمیشہ نتیجہ کا انتظار کرتے رہتے ہیں، عمل کا پلہ اللہ تعالی کی عطاء، دَین سے بڑھا ہوا سمجھتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خود کو کبھی کامیاب نہیں سمجھتے ہیں، اسلئے ناشکری ہی میں مبتلا رہتے ہیں۔ اگر اپنے گمان کے مطابق کامیاب بھی ہو گئے تو اگر وہ کامیابی پھر ختم ہو گئی کیونکہ ایسی تبدیلیاں ساری عمر رہتی ہیں (تو ان کو) دوبارہ وہی تنگی و پریشانی شروع ہو جاتی ہے۔ ان کا سلسلہ ساری عمر بھی ختم نہیں ہوتا ہے۔ اس صورت میں ان کا یا دوسرے کا نفس دیکھ کر یہ کہتا ہے کہ اس راہ خدا سے

خدا ہی بچائے کہ اس میں مصیبت کے علاوہ راحت کا کوئی نام ہی نہیں ہے، دیکھ لیجئے کتنا بڑا خطرناک طریقہ ہے، اور خوف لازمی بھی، یعنی خود کو بھی ہے، اور متعدی بھی کہ دوسرے کو بھی ہوتا ہے۔ اس لئے اس غلو کا نقصان اور خرابیوں کو دیکھ کر ان لوگوں (مجتہدین) نے یہ تجویز کیا کہ ان باریکیوں اور برائیوں کو بالکل نظرانداز کردے۔ اگر کوئی اچھا خیال ہو تو اس کو کمال نہ سمجھے، اور نہ ہی اس کے باقی رکھنے کی تمنا کرے، اور نہ اس کے فوت ہونے پر حسرت کرے۔ اگر کوئی وسوسہ پیدا ہو تو اس کو حاصل کرنے کیلئے محنت نہ کرے (بلکہ اس وقت) ذکر کی طرف بہت مبالغہ سے نہیں بلکہ معمولی طور پر متوجہ ہونا کافی ہے، خواہ وہ (وسوسہ) دور ہو، یا نہ ہو اور اس (طریقہ) سے وہ وسوسہ دور ہو ہی جاتا ہے۔ مگر اس شخص کو بہادری سے اس پر بھی تیار رہنا چاہئے کہ اگرچہ وہ وسوسہ دور ہو یا نہ ہو ذکر، اللہ تعالیٰ سے قرب کے ارادے سے نہ کہ وسوسہ کو دور کرنے کیلئے۔ اگر قبض کی حالت پیش آئے تو اس کو برا نہ سمجھے اس کے ختم ہونیکی فکر اور تمنا کرے۔ (تربیت السالک)۔

خلاصہ

یہ کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی طلب اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بھاگتا رہے۔ جو بات اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب ہو وہ سب وہ احکام ہیں جن کو کرنے کا حکم کیا گیا ہے خواہ وہ واجب ہوں یا مستحب ہوں اس پر عمل کرتا رہے۔

اگر کوئی حکم فوت ہو جائے تو قضاء کرے۔ یہ بہت ہی آسان ہے مشکل نہیں ہے، اللہ

تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَمَا جَعَلَ عَلَیۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ مِنۡ حَرَجٍ ۔اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دین میں کچھ تنگی نہیں کی ہے۔اور جو بات اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے ۔وہ سب احکام جن میں بچنے کا حکم کیا گیا ہے، اگر ہو جائیں تو استغفار کر ے۔خود کو خواص میں سے نہ سمجھے کہ عام حالات پیش آجانے سے گھبرائے اور نہ ہی جلدی نتائج کے حاصل ہونے اور نہ مستقبل میں اونچے درجات کے ملنے کا طالب رہے۔(تربیت السالک)۔

اگر یہ شبہ ہو کہ وساوس اور گناہوں کی طرف میلان نقصان دہ نہیں ہے، بلکہ نقصان وہ صرف عمل ہے یہ بات تو مجاہدہ کے بغیر بھی حاصل ہوسکتی ہے پھر مجاہدہ کیوں کرتے ہیں؟اس کا جواب یہ ہے کہ حقیقت میں اس کے لئے مجاہدہ فرض اور واجب نہیں ہے ۔مجاہدہ میں صرف یہ فائدہ ہے کہ گناہوں کے میلان کے مقابلے میں زیادہ مشقت نہیں ہوتی ہے،نفس آسانی سے مغلوب ہو جاتا ہے، جو مجاہد نہیں ہوتا ہے اس کو بہت مشکل پیش آتی ہے۔بس (صرف) مجاہدہ کا یہی فائدہ ہے، باقی یہ نہیں کہ میلان ختم ہو جائے۔میں اس کی یہ مثال دیتا ہوں کہ،گھوڑا شائستہ (سدھایا ہو) ہو کر بھی شوخی (شرارت) کرتا ہے مگر جو گھوڑا شائستہ نہ ہو اس کو قابو میں کرنے میں بڑی مشکل پیش آتی ہے۔(تربیت السالک)

وساوس قبض اور گناہوں کے میلان کا فائدہ

حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں وساوس اور قبض اور گناہوں کی طرف میلان میں

چند الطاف رحمانیہ (اللہ تعالی کی مہربانیاں) ہیں جن کو دیکھ کر آزمائش میں مبتلا آدمی بے اختیار یہ کہہ کر تسلی حاصل کرے گا۔

اَلَا لَا یَـجْـارَنَّ اَخُـو الْبَلِیَّةِ فَلِلْرَحْمٰنِ اَلْطَافٌ خَفِیَّةٌ ۔مصیبت میں مبتلا شخص رونا دھونا اور شکایت نہ کرے کہ اللہ تعالی مہربان کے یہاں بہت نعمتیں چھپی ہوئی ہوتی ہیں۔ان کے فائدے مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اس شخص کو کبھی عجب نہیں ہوتا ہے ہمیشہ سمجھتا ہے کہ میں بدحال ہوں۔

(۲) ہمیشہ ڈرتا رہتا ہے اپنے علم و عمل پر کبھی فخر نہیں ہوتا ہے، یہ سمجھتا ہے کہ میرا علم و عمل اور حال کیا چیز ہے اس کی حقیقت دیکھ چکا ہوں۔

(۳) اگر یہ گھاٹی سے گزر چکا ہے تو شیطان کے مقابلے میں اس میں قوت پیدا ہو جاتی ہے، اس سے ڈرتا نہیں کہ بس اس سے زیادہ کیا کریگا۔اس سے گزرے بغیر لطیف الطبع نازک طبیعت والے کو ہر نقصان دہ صحبت سے خوف ہوتا ہے۔(۴) اگر مرتے وقت اچانک حالت پیش آجاتی ہے تو پریشان ہو کر نجانے کس کس خیال میں مرتا ہے ۔اگر اس گھاٹی سے گزر چکا ہوتا تو اس حالت کو برداشت کی قوت پیدا ہو جاتی ۔اگر موت کے وقت بھی ایسا ہوا تو پریشان اور بدگمان نہ ہوگا اطمینان سے اور اللہ تعالی کی محبت میں جان دے گا۔

(۵) یہ شخص محقق ہو جاتا ہے دوسرے مبتلا کی مدد آسانی سے کر سکتا ہے۔

(٦) اپنے اوپر ہر وقت اللہ کی رحمت دیکھتا ہے۔

(۷)اس حدیث کے معنی اپنی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے کہ مغفرت بندے کے عمل سے نہیں ہوگی بلکہ اللہ تعالی کی رحمت سے ہوگی۔

اس کے علاوہ بہت سے فائدے ہیں جن کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔میں نے اسی مجموعہ (کو کہا تھا کوئی اچھی حالت پیدا ہونے والی ہے)اور کوئی علم القاء ہونے والا ہے۔

راقم کہتا ہے کہ یہ مضمون جس سائل کے جواب میں حضرت نے تحریر فرمایا، وہ وسائل کہتا ہے کہ چوتھی بہت ہی مفید چیز سلسلۂ چشتیہ کے مشائخ کے شجرہ کا پڑھنا تھا۔اس کو پڑھتے ہی ایک عجیب حالت ہوئی تھی۔ایسا لگتا تھا کہ دل کے اوپر سے کوئی چیز چھیل دی گئی ہو،اور وہ سارے خیالات کچھ دیر کیلئے ختم ہوگئے میں اس حالت کو اس سے زیادہ بیان نہیں کرسکتا دنیا سے بالکل بے رغبتی ہوجاتی ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ اصلاح

(۱)اس سلوک کے راستے میں ہر صاحب (طریق) شیخ و پیر کا طریق الگ الگ ہوتا ہے۔

(۲) فائدہ کیلئے دونوں کے مزاج کا ایک ہونا شرط ہے۔

(۳) شیخ بنانے میں جلدی کرنا اس راستے میں منع ہے۔

(۴) لمبی صحبت اٹھائے بغیر کسی کا مزاج معلوم نہیں ہوتا۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا مزاج اصلاح

(۱) میری توجہ خواب کی طرف نہیں ہوتی ہے۔

(۲) میں تصرفات سے خوش نہیں ہوتا ہوں۔

(۳) رسموں کے پیچھے نہیں چلتا ہوں اگر چہ وہ اس میں مباح ہی کیوں نہ ہوں۔

(۴) میرا مزاج اعراض کرنے والے کے پیچھے نہ پڑنا ہے۔

(۵) مجھے صرف اعمال کا اہتمام ہے حالات کا نہیں ہے۔

(٦) میرے نزدیک مجاہدہ گناہوں کا چھوڑنا اور مباح کاموں کو کم کرنا ہے نہ کہ مباح کام کو چھوڑنا ہے (مباح کام) وہ کہلاتے ہیں جن کے کرنے اور نہ کرنے میں کوئی ثواب نہیں ہوتا ہے اور نہ کوئی پکڑ ہوتی ہے اس کی بہت سی مثالیں ہیں۔

کبیرہ گناہ کرنے سے بیعت ختم نہیں ہوتی

ایک مرتبہ گناہ کبیرہ کے استفسار پر حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: (گناہ کبیرہ سے) بیعت ختم ہو جانا میرے نزدیک صحیح نہیں ہے بلکہ برکات ختم ہو جاتی ہیں۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

پیر کے اختیار میں ولایت نہیں: حضرت فرماتے ہیں ولایت ایسی چیز نہیں ہے جو کوئی پیر صاحب اپنے اختیار اور مرضی سے کسی کے حوالہ کر دے لیکن بعض اوقات (منجانب اللہ ممکن ہے) ایسا ہو سکتا ہے لیکن ولایت دینے میں اس کا کوئی دخل نہیں ہے۔

اپنے شیخ کو اپنا حال نہ بتانا یہ شیطانی دھوکہ ہے

ایک طالب کو اپنی بدحالی بتاتے ہوئے جب شرم آئی تو حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: ضرور بتانا چاہئے یہ بھی شیطان کا دھوکہ ہی ہے کہ بدحالی کیا بتائی جائے، تاکہ نہ

حالت بتائی جائے نہ اصلاح ہو،اور حالت مزید خراب ہو جائے اسلئے بتانا چاہئے، بلکہ بتانے میں تو نفع زیادہ ہے اسلئے کہ اچھی حالت بتانے میں تو عجب و کبر کا خوف بھی ہوسکتا ہے جو اس میں نہیں ہے ۔(تربیت السالک حضرت تھانویؒ)

شیخ کی صحبت گناہوں سے نفرت پیدا ہونے کا ذریعہ

حال: میری حالت کچھ عرصہ سے بہت خراب ہے۔شرم اگرچہ حالت بتانے سے روک رہی ہے لیکن پھر بھی خدمت اقدس میں پیش کرتا ہوں کیونکہ طبیب سے چھپانا بہت ہی نقصان دہ ہے۔وظائف وغیرہ کے لئے میرے کچھ اوقات مقرر تھے وہ چھوٹ گئے ہیں طبیعت گناہوں کی طرف مائل ہوگئی۔اور جن بری باتوں سے مجھے نفرت تھی اب ان سے نفرت محسوس نہیں کررہا ہوں۔میرے لئے دعاء فرمائے،اور کوئی وظیفہ وغیرہ پڑھنے کیلئے بتائے جس کی برکت سے میرا یہ نقصان ختم ہو جائے۔

تحقیق: حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا یہ باتیں دور رہ کر پیدا نہیں ہوتیں کہ گناہوں سے نفرت اور طبیعت کا میلان ان کی طرف ختم ہو جائے وغیرہ، بلکہ کچھ دن یہاں میرے پاس رہنا ضروری ہے لیکن آنے سے پہلے وقت کی تعیین کیلئے مجھ سے مشورہ کیجئے۔(تربیت السالک)

مرشد سے بے حجاب ہو کر یعنی کھل کر فائدہ اٹھانا چاہئے

اچھے اور برے خیالات میں تذبذب کے شکار اور پریشان حال ایک مرید کے جواب میں حضرت نے فرمایا: جب تک کسی ایک کی مان کر نہیں چلیں گے اور اس سے

(کوئی بات کہنے میں) کوئی شرم ولحاظ نہیں کریں گے اور اس کے علاوہ سب کو کچھ نہیں سمجھیں گے کچھ نہیں ہوگا بے تکلف بات یہ ہے کہ اگر اپنے مرشد سے (آپ کو) پورا پورا اعتقاد ہے اور ان کو بھی) آپ سے شفقت ہے تو ان سے شرم ولحاظ ختم کیجئے اور سب سے منہ موڑئے، اگر دونوں کے اعتقاد اور شفقت میں کسی ایک چیز میں کمی ہے تو پھر جس سے بھی اطمینان ہو اس کی آزادی سے اطاعت کیجئے، اور مرشد صاحب کو برکت کیلئے رکھئے۔ یعنی آپ کی اصلاح مرشد سے نہیں ہوگی۔

دو دل بودن بجز بے حاصلی نیست۔

ترجمہ: دو دل رکھنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

باطن کی اصلاح محض اللہ کیلئے کیجئے

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: باطن کی اصلاح اگر اسلئے کی جائے کہ میں لوگوں کو بیعت کروں گا تو ایسے شخص کے باطن کی اصلاح کبھی نہ ہوگی، تکبر ہمیشہ ساتھ لگا رہیگا اسلئے اس سے توبہ کیجئے پھر اصلاح فائدہ مند ہوسکتی ہے۔ دوسری وجہ اگر بیعت کی اجازت کیلئے اہلیت شرط ہے تو سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ وہ شخص اپنے آپ کو اہل نہ سمجھے اسلئے اخلاص پیدا کیجئے۔

نسبت ایک ہی ہے

سوال معلوم ہوتا ہے کہ نسبت بہت ساری ہیں۔

حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں نسبت ایک ہی ہے اس کے رنگ مختلف ہیں کسی کو

خشیت (اللہ تعالی کے خوف کی کیفیت) ہوتی ہے۔ کسی کو محبت ہوتی ہے اور کسی کو حضور مع اللہ ہر وقت اللہ کے ساتھ ہونے کا دھیان ہوتا ہے استعداد کے مطابق یہ کیفیتیں باقی رہتی ہیں۔

نسبت سلب نہیں ہوتی

سوال کیا نسبت سلب کرنے سے سلب ہو جاتی ہے یا نہیں؟

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اصل نسبت جس کو حضور مع اللہ، اللہ تعالی کا ہر وقت دھیان کہتے ہیں وہ کسی کے سلب کرنے سے کسی طریقہ سے بھی سلب نہیں ہوتی ہے لیکن اگر ہونے کی وجہ سے سلب ہو جائے تو وہ دوسری بات ہے۔ ہاں وہ کیفیت شوقیہ جو سالک کو اللہ تعالی کے ساتھ ہو جاتی ہے جو لوگ اس کو سلب کرنے کی مشق کرتے ہیں وہ اس کو سلب کر سکتے ہیں۔ جس طرح خوشی کے وقت اگر کوئی غم پیدا ہو جائے تو وہ خوشی کی کیفیت چلی جاتی ہے اور ایک قسم کی اداسی ہو جاتی ہے۔ لیکن (وہ شوقیہ کیفیت) پھر ذکر کی برکت سے دوبارہ واپس آجاتی ہے۔

صاحب نسبت کی پہچان کا طریقہ

ایک سائل نے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا: اللہ والے صاحب نسبت کے پہچاننے کا کوئی خاص طریقہ ہے یا صرف اعمال واحوال سے پہچانے جاتے ہیں؟

حضرت نے جواباً فرمایا: یہ لوگ اپنے اعمال واحوال سے بھی پہچانے جاتے ہیں لیکن اعمال میں تھوڑے کشف کی بھی ضرورت ہوتی ہے اس کا طریقہ یہ ہے اپنے آپ کو

تمام خیالات سے خالی کر کے اس کی طرف متوجہ ہوں پھر جو حال اپنے اندر معلوم ہو وہی نسبت اس صاحب نسبت میں ہے۔صرف کشف سے بھی اس کا ادراک ہوتا ہے پہچاننے کا بہترین طریقہ اعمال سے پہچاننے کا ہے اس شخص میں شریعت کا اتباع پوری طرح ہو یعنی استقامت کے ساتھ ہو یہ تو اس کے کامل ہونے کی علامت ہے۔تکمیل کی علامت اس کی صحبت کا موثر ہونا ہے۔

سلوک کی انتہاء ابتداء کی طرح ہے

سوال:سلوک کی ابتداء میں سالک کے دل پر بہت سے احوال پیش آتے ہیں پھر آہستہ آہستہ دن بدن غلبہ ختم ہو جاتا ہے اور سالک کی حالت بس عام لوگوں کی طرح ہو جاتی ہے حالانکہ اوراد وغیرہ وہی رہتے ہیں۔شاید صوفیوں کا مقولہ جو مشہور ہے کہ سلوک کی انتہاء ابتداء کی طرح ہوتی ہے اس کے یہی معنی ہیں۔(جواب) ہاں اس کے یہی معنی ہیں۔وہ احوال جو قلب پر شروع میں پیش آتے ہیں عادت بن جاتے ہیں، جو چیزیں عادت بن جاتی ہیں، ان میں جوش وخروش نہیں ہوتا۔(تربیت السالک)۔

کیا بیعت واجب ہے

ایک طالب کے جواب میں حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بیعت واجب نہیں۔لیکن اعمال کی اصلاح واجب ہے، اور واجب کو مقدم کرنا واجب ہے (یعنی اعمال کی اصلاح واجب ہے اور بیعت واجب نہیں۔اسلئے اعمال کی اصلاح کو پہلے کرنا چاہئے

اگر اعمال کی اصلاح کا دارومدار بیعت پر ہو تو پھر بیعت بھی واجب ہے ورنہ واجب نہیں۔

ڈر کا علاج

ایک سائل کے جواب میں جسے دو جوگیوں سے اور ایک فقیر سے ڈر ہو گیا اور پریشانی واداسی بڑھ گئی تو اس کا علاج حکیم الامتؒ نے اس طرح بیان فرمایا: تم درود شریف پڑھ لیا کرو، اور میرا تصور کر لیا کرو، تصور اس وقت کا کیا کرو جب میں وعظ کہہ رہا تھا اور پھر اصلاح کی اطلاع دو۔

حضرت نے ایک سائل کو نصیحت فرمائی

اوراد کے سلسلے میں قصد السبیل اور اس کے امراض کے سلسلے میں تبلیغ دین پر عمل کرنا شروع کریں۔

حسن پرستی کا علاج

حسن پرستی کے بارے میں سوال یہ ہے کہ میلان میں تو اختیار نہیں ہے لیکن عمل میں تو اختیار ہے پھر ترک کیوں نہیں کرتے۔

وصول میں دیر نہ لگنے کا طریقہ

حضرت حکیم الامتؒ اپنے ملفوظ میں فرماتے ہیں: وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ میں جاھدوا سے مراد غور وفکر دعاء والتجاء۔ سعی وکوشش۔ حق تعالی کے سامنے الحاح وزاری۔ تواضع وخاکساری یہ چیزیں پیدا کرو رونا چلانا شروع کرو

۔نخوت وتکبر کو دماغ سے نکال کر پھینک دو۔اس کے بعد وصول میں دیر نہیں ہوتی بجز اس حالت کے پیدا کئے ہوئے کامیابی مشکل ہے۔

شیخ سے زیادہ نفع پہنچانے والا کوئی نہیں

حضرت نے ایک طالب کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: محبت کی شبہات کی وجہ سے انسان اس طرح حد سے بڑھ جانے پر مجبور ہے۔اس میں اصل بات صرف اتنی ہے کہ اپنے شیخ کو یہ سمجھنا چاہئے کہ میری کوشش سے ان سے زیادہ کوئی فائدہ پہنچانے والا مجھے نہیں ملے گا۔بس اتنا اعتقاد رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

شیخ کا تصور کرنا

خصوصاً نماز میں جان بوجھ کر کرنا خلاف سنت ہے،اور بعض حالات میں بہت ہی نقصان دہ ہے۔ہاں اگر بغیر ارادے کے خیال آجائے تو بھی اس کو باقی رہنے نہ دیا جائے (بلکہ اس وقت) ذکر یا مذکور کی طرف مزید توجہ کر لینی چاہئے۔اگر پھر بھی باقی رہے تو یہ حالت مبارک ہے اس کو نعمت سمجھ کر اللہ تعالی کا شکر ادا کرنا چاہئے ، کیونکہ یہ بہت زیادہ محبت کی وجہ سے ہے۔دوسرے گندے خیالات کی طرح اس کو دور کرنا ضروری نہ سمجھا جائے ، کیونکہ جو خیال اللہ تعالی سے روکنے والا ہے وہ اللہ تعالی تک پہنچانے والے خیال کے برابر نہیں ہے، کیونکہ شیخ کا خیال اللہ تعالی تک پہنچانے کا ذریعہ ہے نہ کہ دوسرا خیال اسی لئے اس کو دور کرنا ضروری نہ سمجھا جائے۔

خواب کوئی شرعی دلیل نہیں

ایک صاحب نے خواب میں انگارے کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو ڈر گئے، اس پر حضرت سے جواب کا طالب ہوا تو فرمایا: خواب شرعی دلیل نہیں ہے، آپ ڈرئیے نہیں بلکہ بےفکر رہیں کہ انگارے تو کیا چیز ہیں اگر کوئی خواب میں خود کو دوزخ میں جلتا ہوا بھی دیکھ لے اور ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا حکم بھی سن لے اور اس کی حالت شریعت کے مطابق ہو تو وہ خواب کوئی چیز نہیں ہے۔

شیخ سے روحانی قرب کی صورت حال

فرمایا: جسمانی طور پر دور ہونا نقصان دہ نہیں ہے، روحانی قرب اس طرح رہتا ہے، کہ ہمیشہ حالات اور جو کچھ تعلیم کیا گیا تھا اس کی اطلاع لازمی کی جاتی رہی۔

جب دل میں نور آتا ہے تو اپنے عیوب نظر آتے ہیں

ایک طالب کا حال: دل کی حالت بہت اچھی لگتی ہے (میرے) حضرت ایسا لگتا ہے ذکر کی برکت سے دل میں ایک نور ہے جس کی وجہ سے مجھے اپنے سارے عیوب نظر آتے ہیں۔

(تحقیق:) یہ بڑی رحمت ہے۔

صحبت کی برکات

حال: طالب عرض گزار ہے حضرت کی بابرکت خدمت میں آنے سے پہلے کسی کیلئے دل میں بغض تھا کسی کیلئے محبت تھی۔ جب بھی ان لوگوں کا خیال آتا تو دل میں

کسی کیلئے بغض اور کسی کیلئے محبت محسوس ہوتی تھی اب دل میں ان باتوں کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ جب بھی یہ لوگ یاد آتے ہیں ایسے جیسے عام لوگ یاد آتے ہیں۔ دل میں اس وقت اللہ تعالی کی یاد اور محبت کے علاوہ اور کچھ محسوس نہیں کرتا ہوں۔ ایسا لگتا ہے کہ دل میں جتنی بھی جگہ ہے اس کو اللہ تعالی کی یاد اور محبت نے گھیر لیا ہے۔

سیادت اصطلاحیہ کا شرف صرف بنی فاطمہؓ کو ہے

ملفوظ (۳۸۵) ایک سلسلہ میں حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا کہ بعض علوی کو جو بنی فاطمہؓ نہیں ہیں وہ بھی اپنے آپ کو سید لکھتے ہیں یہ جائز نہیں، کیونکہ سیادت اصطلاحیہ کا شرف تو صرف حضور سرور عالم ﷺ کی اولاد کو حاصل ہے، جو بواسطہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی کے ان کو پہنچا ہے، حضرت علیؓ کی اولاد جو دوسرے بطون سے ہیں وہ سب شیوخ میں شمار ہوں گی، جیسے اور خلفائے راشدین کی اولاد شیخ کہلاتی ہے۔

علماء اور فقراء کو ایک دوسرے کی ضرورت

ملفوظ (۳۸۶) ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ علماء کو ضرورت ہے فقراء کی اور فقراء کو ضرورت ہے علماء کی۔ خواہ مخواہ جماعت بندی کر رکھی ہے۔ ان دونوں فرقوں کی ضرورت کی ایک مثال ہے وہ یہ ہے کہ بدون علم ظاہر کے ایسا ہے کہ جیسے حسین مگر ننگا، اور بدون باطن کے ایسا ہے جیسے لکڑی کو قیمتی کپڑے پہنا دئے جائیں، سو دونوں کی ضرورت ہے، مگر فقراء سے مراد وہ اہل فن ہیں جو بقدر ضرورت اہل علم بھی ہیں۔ جہلا

ء،فقراء،مرادنہیں۔

ملفوظ(۳۸۷)اتفاق محمود وہ ہے جس سے دین محفوظ رہے،اور جس اتفاق سے دین محفوظ نہ رہے وہ مذموم ہے،معلوم ہوا کہ ایسی نااتفاقی جس سے دین محفوظ رہے محمود ہے،جیسے حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم سے کہااِنَّا بُرَ آءٓ مِنکُم.

بیعت ہونے کی شرطیں

(۱)حکیم الامتؒ فرماتے ہیں:ایک پیر سے بیعت ہوکر دوسرے پیر سے تعلیم وتربیت واصلاح کا تعلق رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔خصوصاً جب جس پیر سے بیعت ہوا ہو اس سے مناسبت کم ہواور دوسرے پیر سے مناسبت زیادہ ہو۔

(۲)جس پیر سے تعلیم واصلاح کا تعلق رکھنا ہواس کیلئے ضروری ہے کہ وہاں کے طور طریقے سب معلوم کر لئے جائیں تاکہ بعد میں وحشت نہ ہو۔

(۳)ہر تربیت کرنے والے کا طریقہ الگ ہوتا ہے۔اسلئے طریقہ معلوم کرنے کے بعد اس کے قبول کرنے کیلئے خود کو تیار کرلے۔تیار کرنے کی علامت یہ ہے کہ اس طریقہ کیا ختیار کرنے میں چاہے کسی قسم کی بھی تکلیف ہو،ذلت یا کوئی جسمانی یا مالی نقصان ہوتو سب برداشت کرے۔

(۴)میرا تربیت کا طریقہ اصلاح وتعلیم میں سخت ہے،جس کو اصلاح کے عاشق کے علاوہ دوسرا کوئی اور برداشت نہیں کرسکتا ہے۔

(۵)اصلاح کا تعلق قائم کرنے سے پہلے کچھ دن میرے پاس ٹھہر کر طریقہ اصلاح

کے بارے میں اور زیادہ بصیرت حاصل کرلی جائے، پھر اپنے نفس کیلئے بصیرت کے ساتھ فیصلہ کیا جائے اس کے بعد اصلاح کرانے کا کام شروع کرنا مفید ہے۔

(۶) خصوصاً اخلاق رذیلہ (جیسے) کبر کا علاج میرے نزدیک بہت اہم بھی ہے، اور سخت بھی ہے۔اس کے لئے زبان سے ڈانٹ ڈپٹ کے ساتھ ہاتھ سے مارنے کا موقع بھی آجاتا ہے۔

(۷) اکثر لوگوں میں کبر بہت زیادہ پھیلا ہوا ہے خصوصاً وہ شخص جو مدرس ہو، یا وعظ وغیرہ کہتا ہو۔

(۸) کبر کی قسمیں اتنی زیادہ ہیں کہ شمار کرنے کے قابل نہیں ہیں۔اکثر ان میں اتنی باریک ہیں کہ محقق کے علاوہ کسی کی نگاہ ان تک نہیں پہنچ سکتی ہے۔اس میں علماء ظاہر کو بھی تلاش کے بغیر اس محقق کے پیچھے چلنا پڑتا ہے۔

جامع السطور کہتا ہے کہ یہ مذکورہ شرطیں حکیم الامتؒ نے تربیت السالک میں اس عظیم عالم کے استفسار پر بیان فرمائے جنہوں نے اپنے تن اور من دونوں کو حضرت کی اتباع حقیقی پر مشغول کردیا تھا۔عقلمند کیلئے اشارہ کافی ہے (بقیہ تفصیل کیلئے تربیت السالک کا مطالعہ کیجئے)۔

تربیت کی ضرورت

مذکورہ عالم نے اپنا حال یوں لکھا ہے کہ: نماز اور دوسری عبادتوں میں حدیث احسان کے مطابق دل کو یکسوئی حاصل نہیں ہے حدیث احسان سے مراد وہ حدیث ہے۔جس

میں حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے اور آپ ﷺ سے سوال کیا: احسان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اللہ تعالی کی اس طرح عبادت کرو کہ تم اللہ تعالی کو دیکھ رہے ہو اگر ایسا نہیں کر سکتے کہ تم اللہ تعالی کو دیکھ رہے ہو تو یہ سمجھو کہ اللہ تعالی تم کو دیکھ رہے ہیں۔اب عرض یہ ہے کہ اس عقیدت مند کی تربیت فرمائیں: دعاء کی درخواست کے علاوہ اور کیا لکھوں۔

تحقیق: حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً فرمایا: اگر باقاعدہ تربیت کرانی ہے تو صاف بتائے مجھے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔اگر صرف رسم کے طور پر یہ تربیت کا لفظ لکھ دیا ہے تو دعاء کرتا ہوں مگر اس راستے میں صرف دعاء کافی نہیں ہے جیسا کہ بیوی کے بغیر بیٹے کے پیدا ہونے کی دعاء کی جائے وہ کافی نہیں ہے۔

باطن کی اصلاح کیلئے کامل شیخ کی ضرورت

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نفس میں کچھ امراض ہوتے ہیں جن کا علاج کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔لیکن جس طرح جسمانی امراض کا علاج کتابوں میں لکھا ہے لیکن پھر بھی طبیب کی ضرورت ہوتی ہے۔

اسی طرح نفسانی امراض کے علاج کیلئے شیخ یعنی معلم کی ضرورت ہوتی ہے۔سوال کرنے والے عالم صاحب نے عرض کیا: کہ بزرگوں سے حاصل کرنے والی کیا چیزیں ہیں اور ان کو حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟۔

تحقیق: حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کچھ ظاہری اور باطنی وہ اعمال ہیں

جن کو کرنے کا اللہ تعالی نے حکم دیا ہے، اسی طرح کچھ ظاہری اور باطنی وہ اعمال ہیں جن کو کرنے سے اللہ تعالی نے منع کیا ہے، ان دونوں قسم کے اعمال میں کچھ علم اور عمل کے لحاظ سے غلطیاں ہوجاتی ہیں اس سلوک کے راستے کے بزرگ طالب کے حالات سن کراوران کے حالات کوسمجھ کران کا علاج بتاتے ہیں۔ان پرعمل کرنا طالب کا کام ہےاس راستے میں مدد کیلئے کچھ ذکر بھی تیار کئے ہیں، اس بیان سے بزرگوں سے حاصل ہونے والی چیز اوراس کا طریقہ دونوں معلوم ہو گئے۔

شیخ کی صحبت کی ضرورت

حال: میرا حال عجیب ہو گیا ہے۔ایک وحشت سی ہوتی ہے،اور وظائف کے اوقات مقررہ میں فرق آ گیا ہے وہ ان مقررہ اوقات پرنہیں ہوتے ،حیران اور پریشان ہوں کہ یہ کیا معاملہ ہے،حضوراس کا علاج فرمائیں۔دوبارہ عرض ہے کہ کچھ پڑھنے کیلئے بتادیں جونماز کے بعد پڑھ لیا کروں تاکہ تمام کام اورادوغیرہ وقت پر ہو ں اورسکون حاصل رہے۔مجھے کوئی مرض دماغی خرابی کچھ نہیں ہے۔حضرت! کبھی کلام مجیداور مناجات مقبول پڑھنے کودل نہیں چاہتا ہے،اور کبھی طبیعت ہوتی ہے،اور اتنی خوشی ہوتی ہے کہ بس دل نکال کر رکھ دوں، اس حالت پر بہت رونا آتا ہے اس سے بھی بہت حیرت میں پڑ گیا ہوں۔

تحقیق: حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اس عظیم عالم کو جواب ارشادفرمایا: اس حالت میں آپ کا میرے پاس کم ازکم ایک مہینہ کیلئے آنا مفید ہے،بعض باتوں کیلئے

جسمانی قرب کی ضرورت ہوتی ہے۔

حال: مذکورہ عالم عرض کرتے ہیں میرا دل یہ بھی چاہتا ہے کہ کاش حضور کے قدموں کی خاک مجھ ناچیز کی آنکھوں میں لگائی جائے تاکہ یہ نابینا بینا ہوجائے۔

تحقیق: حضرت نے فرمایا: اپنے شیخ کی محبت سعادتوں کی چابی ہے کامیابیوں کی چابی ہے۔

قبروں کی زیارت

جوشخص سلوک کی ابتدائی حالت میں ہو اس کیلئے تنہائی بہتر ہے۔ جو سلوک کی انتہاء کو پہنچ چکا ہو اور عالم نہ ہو تو اس کیلئے بزرگوں کی قبروں کی زیارت اور سیر وتفریح کیلئے سفر کرنا نقصان دہ نہیں ہے۔ ابتدائی حالت والے کیلئے نقصان دہ ہے، اور عالم کیلئے نفع سے رکاوٹ کا سبب ہے۔ کم ہمت والے اور اہل وعیال والے کیلئے توکل اسباب وتدبیر کے ساتھ بہتر ہے۔ اور مضبوط ہمت والے تنہا غیر شادی شدہ کیلئے اسباب اور تدبیر کے بغیر توکل بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کے حاصل ہونے اور غیر اللہ کی محبت کے دل سے نکل جانے کا طریقہ

حال: کوئی ایسی دعاء بتائیں جس سے اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی محبت زیادہ ہوجائے اور دل پر اللہ تعالیٰ کا خوف طاری رہے غیر اللہ کی محبت دل سے نکل جائے ۔اللہ تعالیٰ کے علاوہ دل میں کسی اور کا خوف بالکل نہ رہے۔

تحقیق: صوفی نشود صافی تا در نہ کشد جامے۔ بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے۔
ترجمہ: صوفی کے صافی ہونے کو جام مشقت چاہئے کچے کو پکا ہونے کو ایک لمبی مدت چاہئے۔
یعنی صوفی جب تک مجاہدہ نہ کرے کچا ہی رہتا ہے، پختگی مجاہدوں کے بعد حاصل ہوتی ہے، ایک عرصہ تک ذکر وشغل سے لگے رہنے مفید کتابوں کے مطالعہ کرنے اور اللہ والوں کی صحبت مستقل اختیار کرنے سے یہ دولت مل جاتی ہے، اس کیلئے کوئی خاص وظیفہ نہیں ہے۔

خشوع پیدا ہونے کا طریقہ

حال: گھر پر الحمد للہ تنہائی حاصل ہے، لیکن وسوسے بہت آتے ہیں۔گھبرا جاتا ہوں، زبان چلتی ہے مگر توجہ نہیں ہوتی ہے، تلاوت کے وقت اکثر دل کو غفلت ہوتی ہے، بعض مرتبہ جہاں تک پڑھنا ہے اگر وہاں پر نشان نہ رکھوں تو آگے پڑھتا چلا جاتا ہوں۔نماز کی بھی یہی کیفیت ہے توجہ حاصل نہیں ہوتی ہے، نہ ہی اخلاص، اور نہ ہی خشوع حاصل ہوتا ہے۔
تحقیق: اس بات کا تجربہ ہے کہ جب خشوع کے ارادے سے ذکر تلاوت اور نماز کو مستقل کیا جاتا ہے تو خشوع اور ساری اچھی کیفیات پیدا ہو جاتی ہیں، دیر ہونے سے پریشان نہ ہوں، کام کرتے رہیں، انشاء اللہ احزان شود روز گلستاں غم مخور۔ترجمہ: کہ انشاء اللہ ایک دن غموں کا گھر گلستاں بن جائے گا غم نہ کریں۔

حال: نماز میں جتنا ہوسکتا ہے خشوع وخضوع کی کوشش اور فکر کرتا ہوں خشوع وخضوع کی صورت تو شاید بن جاتی ہوگی مگر حقیقت کا کہیں پتہ نہیں چلتا۔ بالآخر اپنی حالت بتا کر عاجزی اور ندامت کے ساتھ اللہ تعالی سے عرض کرتا ہوں کہ اس سے زیادہ میں نہیں کرسکتا ہوں مجھے کامل نماز کی توفیق عطا فرمائے۔

تحقیق: نماز کی تکمیل جس طرح دل کو متوجہ رکھنے سے ہوتی ہے اسی طرح ندامت اور محتاجی کو ظاہر کرنے سے اس کے نقصان کی تلافی ہوجاتی ہے انشاءاللہ حقیقت مل جائے گی۔

معنی کے سمجھنے سے زیادہ فائدہ اللہ تعالی کے دیکھنے کا خیال بہتر ہے

سوال! اللہ اللہ کے ذکر کے علاوہ دوسرے اذکار میں کیا ان کا معنی سمجھ لینا خشوع کیلئے کافی ہوگا کہ صرف ان اذکار کا معنی سمجھ لینے میں خشوع ہوگا؟

جواب: اس معنی کے سمجھنے سے اللہ تعالی کے دیکھنے کا خیال رکھا جائے تو زیادہ فائدہ ہوگا جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے ﴿اَلَّذِیْ یَرَاکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبُکَ فِی السَّاجِدِیْن﴾ ترجمہ: وہ اللہ تعالی کی ذات آپ کو نماز میں کھڑے ہونے کی حالت میں دیکھتی ہے، اور آپ کو سجدہ کرنے والوں میں سجدہ کرنے کو دیکھتی ہے۔

محبت کے اثار

حال: جب آپ ہمارے پاس آکر واپس تشریف لے جاتے ہیں اس دن کھانے پڑھانے کسی چیز کا بھی جی نہیں چاہتا ہے، ایک قسم کے مردے پن کی حالت ہوجاتی

ہے جسم کے آثار جسم پر بھی ظاہر ہوتے ہیں۔اس کے علاوہ کوئی بھی رنج وغم اور تکلیف نہیں ہے۔

تحقیق: اس کی وجہ محبت ہے جوایک پسندیدہ بات ہے۔

حال: میرا دل حضور کے قدم چومنے کو بہت چاہتا ہے اکثر حضور کو خواب میں دیکھتا ہوں۔

تحقیق: یہ محبت کے آثار ہیں جو اس (سلوک) کے راستے میں بہت ہی مفید ہے۔

حال: معلوم نہیں میرے دل میں اللہ تعالی کی محبت ہے یا نہیں ہے؟۔

تحقیق: محبت ہے یا نہیں ہے یہ فکر ہی محبت کی علامت ہے اور جب (محبت کی علامت) ہو تو جس کی علامت ہے یعنی محبت وہ بھی موجود ہوگی۔اسلئے آپ کے دل میں (اللہ تعالی کی محبت یقینی ہے۔

حال: ذکر کرتے وقت بعض دفعہ جی چاہتا ہے اگر کوئی تلوار سے میری گردن جدا کر دے اور ایک ایک بوٹی الگ الگ پھینک دے اور اسی پر میرا خاتمہ ہو جائے۔

تحقیق: محبت کی پسندیدہ علامت ہے. **قال ابن المنصور رحم الله عليه اقتلو نی یا ثقاتی ان فی مو تی حیا تی ۔)**

ترجمہ: میرے دوستو ! مجھے ماردو، کہ میرے مرنے میں ہی میری زندگی ہے۔

یہ اشعار حضرت منصور حلاج نے اس وقت پڑھے جب ان کے پیروں میں بیڑیا پہنا کر گلے میں طوق ڈال کر تختہ دار پر لے جایا جارہا تھا۔مطلب یہ ہے کہ موت کے بعد

ہی محبوب یعنی اللہ تعالی سے ملاقات ہوگی اور اصل زندگی ہی وہی ہے، اس لئے موت ہی اس زندگی کا سبب ہے تو موت ہی اصل زندگی ہے۔

ما ہنوز اندر خم یک کوچہ ایم
ہفت شہرے عشق را عطار گشت

ترجمہ: حضرت فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ تو اللہ تعالی کی معرفت کے ساتوں شہر گھوم چکے ہیں اور ہم ابھی ایک گلی کے کنارے پر ہیں۔ یعنی انانیت، تکبر، یہ حجاب اور رکاوٹیں ہیں، جب ان کو چھوڑ دو گے اللہ کا وصال حاصل ہوگا۔

کمزور اعمال کو دیکھ کر دل میں نفرت کا آنا صحیح ہے؟

حال: کسی کو شریعت کے خلاف کام کرتے ہوئے دیکھ کر جیسے ڈاڑھی منڈے یا بے نمازی یا کوئی معمولی آدمی جیسے مزدور وغیرہ کو سلام کرنے کا جی نہیں چاہتا اور طبیعت اس کو کرتی ہے۔ یہ تکبر تو نہیں ہے؟

تحقیق: یہ تکبر کی وجہ سے نہیں بلکہ دینی غیرت کی وجہ سے ہے، لیکن ساتھ ہی یہ بات دل میں سوچ لیا کریں کہ شاید اللہ تعالی کے یہاں اس کا کوئی عمل میرے سارے اعمال سے افضل ہو، اسلئے یہ مجھ سے افضل ہے۔

توبہ کی ضرورت

حال: اگر میں کسی گناہ کے کام سے توبہ کرتا ہوں توبہ کے بعد پھر وہ کام بغیر ارادے کے ہو جاتا ہے تو مجھے بار بار توبہ کرنے سے شرم آتی ہے۔

تحقیق: یہ طبعی بات ہے،مگر کبھی اس پر عمل نہ کیا جائے بلکہ ہر بار توبہ کر لی جائے۔

غسل کی جگہ وضو کا تیمّم صحیح ہے

حال: تیسری بات یہ ہے کہ بندہ کبھی کبھی بیماری معذوری بڑھ جانے کے خوف سے سردی میں غسل کی جگہ وضو کا تیمّم کرتا ہے۔

دل کو اطمینان نہیں ہوتا ہے وسوسہ رہتا ہے اور نفس مشورہ دیتا رہتا ہے کہ نماز تو ضروری ہے اسلئے اس کو تیمّم سے پڑھو لیکن تلاوت قرآن کیونکہ ضروری نہیں ہے اسلئے نہ کرو ،کبھی کہتا ہے کہ جب تجھے اللہ تعالی سے محبت کرنے کا دعوی ہے تو جان کا خیال کیوں کرتا ہے اور بیمار ہونے سے کیوں ڈرتا ہے مرض کی حالت میں ہی غسل کر لے۔

تحقیق: طبعی طور پر ایسا خیال آنا اللہ تعالی سے ڈر کی علامت ہے جو مطلوب ہے،مگر عقل کے اعتبار سے فتوی قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے میں دلی تنگی نہیں ہونی چاہئے۔

خود کو فرنگی کافر سے بھی بدتر سمجھو

حال: دل میں اکثر خیال رہتا ہے کہ مجھ سے تمام دنیا والے اچھے ہیں،حتی کہ ہندوؤں کو دیکھتا ہوں تو کہتا ہوں یہ بھی مجھ سے ہزار درجہ بہتر ہیں کہ، دنیا ہی کا کام صحیح کر لیتے ہیں، میں تو کسی کام کا نہیں ہوں،کبھی خودکشی کا خیال آجاتا ہے مگر اس کے حرام ہونے کا خیال آجاتا ہے کہاں تک عرض کروں توجہ فرمائیں ورنہ میرے خراب ہو جانے کا ڈر ہے۔

تحقیق: یہ حالت بہت ہی بلند ہے یہ نفس کا خوب ٹوٹنا پھوٹنا ہے جس کے نتائج بہت ہی

بلند ہیں، جن نتائج کی طرف حدیث ۔مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَهُ اللّٰه ۔کہ جواللہ تعالی کیلئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالی اس کو بلند فرماتے ہیں میں اشارہ ہے، عارفین نے صاف واضح طور پر فرمایا ہے کہ۔مومن نہ باشدتا آنکہ خودرااز کافر فرنگ بدتر نہ پندارد۔ترجمہ: کہ مومن اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کے خودکو فرنگی کافر سے بھی برا نہ سمجھے یعنی حال کے اعتبار سے کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالی اس کو ہدایت دے اوراس مومن کوگمراہ کردے۔

سلوک ساری عمر کا کام ہے

اندریں رہ می تراش ومی خراش ۔تادم آخردمے فارغ مباش

ترجمہ: اس سلوک کے راستے میں مسلسل محنت کرتے رہوتا کہ عمر بھر بھی کوئی لمحہ ضائع نہ ہومطلب (یہ ہے کہ) سلوک کے راستے کی محنت ایک دن کا کام نہیں ہے بلکہ ساری عمر کا کام ہے، لگے رہوکوشش کرتے رہوانشاءاللہ ایک دن کامیاب ہوجاؤگے، اور اللہ تعالی کی مہربانی تمہارے ساتھ ہوجائے گی۔

خدا کا وصال

حال: زیادہ کیا عرض کروں دل اللہ تعالی کے عشق میں بے چین ہے اور اللہ تعالی سے ملنے کی کوئی صورت نظرنہیں آتی ہے۔

تحقیق: اگر اللہ تعالی کے کسی صورت میں ہونے کے شبہ کا غلبہ ہوتا تو اسی وقت وصال ملنے کا اعتقاد اور حال ہوتا، اگر چہ صاف وصال نہ سہی، لیکن یہ حالت کمزور اور ناقص

ہوتی ہے۔ وصال نظر نہ آنا غلبہ تنزیہ اللہ تعالی کو تمام شکلوں صورتوں سے پاک سمجھنے کی علامت ہے، جو انبیاء کرام علیہم السلام کا طریقہ ہے، اور یہ قربت تک بہت زیادہ پہنچانے والا ہے۔ اسلئے یہ وصال نہ ہونا ہی وصال ہونے کے معنی ہے۔ اس معنی کی جو صورت ہوگی وصال پر ختم ہوگی اگر چہ جلدی نہ ہو، بلکہ دیر سے ہو، مگر ہے کامل۔

امام رازیؒ کی نجات

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک وعظ میں فرمایا: اور میں بقسم کھاتا ہوں کہ اطمینان اور تسلی اسی سے ہوتی ہے کہ میں اللہ ورسول ﷺ کے حکم کو بلا دلیل مانتا ہوں اسرار و حکم کے درپے ہونے سے پوری تسلی نہیں ہوتی۔ امام رازیؒ جو بہت معقولی اور فلسفی ہیں متکلم بھی بڑے درجے کے ہیں آخر عمر میں اپنی عمر بھر کا تجربہ بیان کرتے ہیں۔

نهاية اقدام العقول عقال۔ وغاية سعی العالمين ضلال ولم نستفد من عمرنا۔ طول عمرنا. سوی ان جمعنا فيه قيل يقال۔

دنیا والوں کی کوشش کا خلاصہ ضلال ثابت ہوا، بجز بک بک اور قیل وقال کے کچھ حاصل نہ ہو، اعمریوں ہی ضائع کی کہ ہم کو عمر بھر کی بحث سے سوائے قیل وقال کے کچھ حاصل نہیں ہوا۔ انہی امام رازیؒ کا قصہ سنا گیا ہے، کہ یہ شیخ نجم الدین کبری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہونے گئے تھے، شیخ نے بیعت کیا، اور ذکر و شغل تعلیم کر کے ایک حجرہ میں رہنے کا امر کیا، یہ ذکر و شغل میں مشغول ہو گئے، تو چند روز کے بعد یہ محسوس ہوا کہ،

دل میں سے کوئی چیز نکل کر بھا گی جا رہی ہے، شیخ سے عرض کیا، فرمایا کہ یہ آپ کا منطق وفلسفہ ہے، جو قلب سے نکل رہا ہے، انہوں نے کہا کہ حضرت میں نے تو اس کو بڑی محنت سے حاصل کیا تھا، اس کا قلب سے محو ہونا تو مجھے گوارا نہیں۔ فرمایا اس کے عوض تم کو حق تعالی دوسرے علوم عطاء فرمائیں گے، جو حقیقی علوم ہیں، اور یہ تو کتابی علم ہے، وہ وہبی علم ہوگا۔

بنی اندر خود علوم انبیاء۔ بے کتاب و بے معید و استاد

بے کتاب و بے مددگار استاد کے، اپنے اندر انبیاء جیسے علوم پاؤ گے، مگر امام رازی کو گوارا نہ ہوا شیخ نے کہا پھر تمہیں اختیار ہے، چنانچہ یہ ذکر وشغل چھوڑ کر درس وتدریس میں مشغول ہو گئے، اتفاق سے شیخ کی زندگی میں ہی امام کی وفات کا وقت آ گیا، اور نزع کی حالت میں شیطان ان کے پاس آیا، اور کہا تم دنیا سے جا رہے ہو تو توحید بھی سالم لے چلے ہو؟ کہا ہاں الحمدللہ میری توحید سالم ہے، شیطان نے کہا ذرا مجھے تو بتلاؤ ،تمہارے پاس توحید کی کیا دلیل ہے۔ امام رازیؒ نے کتاب التوحید کے سو دلائل لکھے تھے، وہ ہی سنانا شروع کر دئے ،اور شیطان کمبخت نے ایک ایک دلیل کو توڑنا شروع کیا، یہاں تک کہ ان کے تمام دلائل کو توڑ دیا، اب تو امام رازیؒ کا رنگ فق ہو گیا ،شیطان نے کہا یہ تو آپ کی توحید کا حال تھا جو رکن اعظم اسلام ہے، جس میں آپ جہل مرکب کے اندر مبتلا تھے، اس پر دوسرے مسائل کو بھی قیاس کر لو، یہ واقعہ شیخ نجم الدین کبری کو منکشف ہو گیا، اس وقت شیخ وضو کر رہے تھے، امام رازیؒ کی پریشانی دیکھ

کر شیخ گھبرا گئے، اور فرمایا کہ اس وقت ایک بہت بڑے عالم کا ایمان خطرہ میں ہے، ایک خادم جو حضرت کو وضو کرا رہا تھا، بولا کہ حضرت آپ پھر دستگیری فرمائے، شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی جگہ سے ایک چلو پانی امام رازیؒ کی طرف پھینکا، حالانکہ وہ بہت دور دراز فاصلہ پر تھے، مگر شیخ کی کرامت تھی کہ حق تعالیٰ نے وہ چلو بھر پانی امام رازیؒ کے منہ پر پہنچا دیا، جس سے ان کے حواس بجا ہوئے، پھر شیخ نے کہا، شیطان سے یوں کیوں نہیں کہہ دیتے کہ نامعقول! میں بلا دلیل خدا کو واحد اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا رسول مانتا ہوں۔ بطور کرامت یہ آواز بھی ان کے کان میں پہنچی، جیسے حضرت عمرؓ کو جمعہ کا خطبہ پڑھتے ہوئے منکشف ہوا کہ لشکر اسلام دشمن کے نرغہ میں ہے، اور دشمن غالب ہوا جا رہا ہے، تو آپ نے خطبہ ہی میں جوش سے فرمایا: یاساریۃ الجبل۔

اے ساریہ! یہ سردار لشکر کا نام ہے پہاڑ کی پناہ لو، اور حق تعالیٰ نے یہ آواز مدینہ سے لشکر اسلام میں پہنچا دی، جو اس وقت شام یا عراق میں تھا، اور حضرت ساریہ نے حضرت عمرؓ کی آواز سن کر پہاڑ میں مورچہ پر قبضہ کر لیا، جس کے بعد دشمن کی قوم کے حوصلے پست ہو گئے، اور لشکر اسلام کو فتح ہوئی، ایسا ہی یہاں ہوا، اور امام رازیؒ نے شیطان کو بھی جواب دیا کہ او نامعقول! میں بلا دلیل خدا کو واحد اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا رسول مانتا ہوں۔ یہ جواب دینا تھا کہ شیطان دم دبا کر بھاگا۔ اور حضرت شیخ نے خادم کو بشارت دی الحمد للہ امام رازیؒ شیطان کے جال سے نکل گئے۔ سچ ہے ؎

دست پیر از غائباں کوتاہ نیست ۔ دست او جز قبضۂ اللہ نیست

ترجمہ: پیر کا ہاتھ (توجہ) غائبوں سے کوتاہ نہیں ہے، اس کا ہاتھ سوائے اللہ کے دوسرے کے قبضے میں نہیں ہے۔اس میں علم غیب کا دعوی نہیں ہے کہ، معاذ اللہ پیروں کو مریدوں کا حال ہمیشہ معلوم ہوجاتا ہے، بلکہ بات یہ ہے کہ یہ حضرات مقبولان الٰہی ہیں تو جو ان سے وابستہ ہوتا ہے، اللہ تعالی اس کو محروم نہیں رکھنا چاہتے، جس کے طرق مختلف ہوتے ہیں اوران میں سے ایک طریق یہ بھی ہے کہ، بعض اوقات اللہ تعالی ان مشائخ کو کشف کے ذریعے سے اطلاع دے دیتے ہیں، اوران کو حکم دیتے ہیں کہ اس شخص کی امداد کرو اور کبھی شیخ کو اطلاع بھی نہیں ہوتی، کوئی لطیفۂ غیبی شیخ کی صورت میں آکر مدد کر جاتا ہے۔بس اصل یہ ہے کہ اگر ابتلاء اللہ کی طرف سے وارد ہے تو لطفاً انہی کی طرف سے درمان بھی ہے۔

دردازیاراست ودرمان نیز ہم ۔دل فدائے اوشدوجان نیز ہم

ترجمہ: بیماری دوست کی طرف سے ہے اور علاج بھی، اس پر میرا دل فدا ہے اور حال بھی۔ بیماری بھی وہی دیتے ہیں، اور نسخہ بھی وہی پلاتے ہیں، یہ ہر وقت کا مشاہدہ ہے کہ، اس طریق میں جال بھی ہے، اوران کے کاٹنے کی قینچیاں بھی ہیں۔چنانچہ امام رازیؒ کو اللہ تعالی نے ایک بیماری دی کہ، شیطان نے ان کو پریشان کر دیا تو اس کے ساتھ دوا بھی نازل کی کہ شیخ کو کشف ہوگیا، شیخ نے خادم کو اس حال پر مطلع کیا، اس نے امام کی سفارش کی، دستگیری فرمائے، شیخ کو جوش ہوا، کیوں کہ وہ ماذون من اللہ تھے، اورانہوں نے باطناً بھی توجہ کی، جس سے امام رازی کے قلب سے وساوس

وخطرات رفع ہوگئے، اور ظاہری اعانت بھی کی کہ وہ جواب تعلیم کیا، جس نے شیطان کے جال تارتار کر کے توڑ دیا۔اسلئے حدیث میں ہے کہ فَقِیۡہٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیۡطَانِ مِنۡ اَلۡفِ عَابِدٍ. ایک فقیہ ہزار عابد سے زیادہ شیطان پر بھاری ہے ۔یہاں فقیہ سے مراد عارف ہے جو مکائد شیطان سے واقف ہو کہ جزئیات فقہ کا حافظ مراد نہیں کیوں کہ جزئیات فقہ تو امام رازی کو شیخ نجم الدین کبری سے زیادہ یاد تھے مگر دیکھ لیجئے کہ شیطان کے جال کو کس نے توڑا، اسلئے میں کہتا ہوں، اسرار اور حکم اور ابحاث سے تسلی حاصل نہیں ہوسکی،اور نہ ان سے شیطان بھاگتا ہے، تسلی اس سے ہوتی ہے کہ خدا کا حکم یوں ہی ہے،بس ہم بے دلیل کے جانتے ہیں،اسرار و حکم کے یا علوم کشفیہ کے درپے نہ ہوں، یہ خطرات سے خالی نہیں،بس طریق تصوف سے اتنا حصہ لے لو کہ اخلاص واحسان حاصل کرلو،جس کو نسبت کہتے ہیں۔بس اس سے زیادہ کچھ نہ لو،صوفیاء کی تحقیقات کا مطالعہ سایہ نہیں ہیں ان سے دور رہو،اور یہ جو میں نے کہا کہ علل وابحاث سے تسلی نہیں ہوتی ، بلکہ اطمینان اسی سے ہوتا ہے کہ اللہ ورسول ﷺ کا یہ حکم ہے۔اس کی تائید اس قصہ سے تو ہوتی ہی ہے جو ابھی بیان کیا گیا ہے،حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے وسوسہ کا علاج یہ بتلایا ہے کہ وسوسہ کے وقت اٰمَنۡتُ بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ ۔پڑھ لو، کیا حضور اکرم ﷺ کو دلائل معلوم نہ تھے یقیناً معلوم تھے،مگر دلائل میں غور کرنے کی تعلیم اسی لئے نہیں فرمائی، یہ سلسلہ غیر متناہی ہے،اس سلسلہ میں شبہات پر شبہات نکلتے چلے آئیں گے اسلئے وہ بوٹی

بتلائی جو ہزار جواہر سے بھی انفع ہے۔

ذکر کو ہر حال میں غالب رکھنا چاہئے

حال: احقر کیلئے اس وقت ذکر زیادہ کرنا، یا تلاوت قرآن زیادہ کرنا، یا زیادہ نوافل پڑھنا، کون سی چیز زیادہ بہتر ہے دلی چاہت سب میں برابر ہے سب سے آسان ذکر ہے۔

تحقیق: ذکر کو غالب رکھو، اور تلاوت و نوافل بھی سنت کے برابر مقرر کرلو۔

پاس انفاس پر عمل کی حقیقت

حال: اب تک پاس انفاس کرتا تھا اور اب انفاس کی طرف (یعنی) سانسوں کے آنے جانے کی طرف خیال کرتے ہوئے غیرت آتی ہے کہ اللہ تعالی کے غیر کی طرف کیوں توجہ کی جائے۔

تحقیق: الحمد للہ! یہ خاص میرا مزاج ہے۔ میں اس کو توحید کے غلبہ کی علامت سمجھتا ہوں،

قابلیت:

داد او را قابلیت شرط نیست۔ بلکہ شرط قابلیت داد اوست

ترجمہ: اس کی عطاء کیلئے قابلیت شرط نہیں، بلکہ قابلیت کیلئے اس کی عطاء شرط ہے۔

اہل اللہ کو چین نہیں حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں اَلسُّکُوْنُ حَرَامٌ عَلَی الاَوْلِیَاءِ (جامع)۔

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بہرحال جنت میں تو چین ہوگا مگر دنیا میں چین نہیں بعض لوگ یہاں طالب راحت ہیں یہ ان کی غلطی ہے بھلا عشق اور چین۔

عاشقی چیست بگو بندہ جاناں بودن۔ دل بدست دگرے دادن وحیراں بودن

سوئے زلفش نظرے کردن ورویش دیدن۔ گاہ کافرشدن وگاہ مسلمان بودن

عاشقی کیا ہے محبوب کا بندہ بن جانا، دل دوسرے (یعنی محبوب) کے قبضے میں دیدینا ،اور حیران رہنا، محبوب کی زلف کی طرف نظر کرنا، اوراس کے چہرہ انور کو دیکھنا، کبھی فانی ہونا، اور کبھی باقی ہونا۔

کافرشدن سے پریشان نہ ہونا یہ ان صوفیوں کی اصطلاح ہے، ان کے یہاں فانی کو کافر اور صاحب بقاء کو مسلمان کہتے ہیں۔ اور ایسی وحشتناک اصطلاحیں انہوں نے گالیاں کھانے کو مقرر کی ہیں، مگر اعتراض کا کسی کو حق نہیں کیوں کہ قرآن میں بھی تو ہے۔ (فَمَن يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ) سو جو شخص شیطان سے بداعتقاد ہوا۔ اور ابراہیم علیہ السلام کا مقولہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا۔ كَفَرْنَا بِكُمْ۔ ہم تمہارے منکر ہیں۔ اس اصطلاح کے موافق حضرت امیر خسرو فرماتے ہیں۔

کافر عشقم مسلمان مرادر کارنیست۔ ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست

میں عشق میں فانی ہوں، بقاء مجھے درکار نہیں ہے، میری رگ تار ہوگئی ہے، زنار کی ضرورت نہیں، مگر تم ان اشعار کو نقل کے طور پر بھی نہیں پڑھنا، کیوں کہ وہ تو مغلوب

تھے اسلئے معذور تھے، غرض تم آرام کے طالب نہ بنو، جیسا بعض سالکین دفع خطرات کے طالب ہیں کہ ایسی حالت ہو جائے کہ وساس وخطرات پاس ہی نہ آئیں۔

نزول کی حقیقت حال

پہلے ابتداء میں مجھے کچھ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی نئی چیز میرے دل میں ہے۔اب تو لگتا ہے کہ عام مسلمانوں سے زیادہ مجھ میں کچھ بھی نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ سے سب کو تعلق ہے میرے اندر کون سی نئی چیز ہے، نہ وہ پہلے جیسا ولولہ ہے نہ جوش ہے جس طرح دوسرے لوگ عبادت کرتے ہیں میں بھی کرتا ہوں۔

تحقیق: یہ نزول) (اتار) ہے جو انتہاء کے بعد ہوتا ہے، یہ وہی ہے جس کو حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے اس سوال کے جواب میں مالنهایه (کہ انتہاء کیا ہے) فرمایا ہے ؟العود الی البدایة۔ابتداء کی طرف واپس لوٹنا۔مبارک ہو۔

طریق میں کسی وقت غفلت کی اجازت نہیں

یک چشم زدن غافل ازاں شاہ نباشی۔شاید کہ نگاہ کند آگاہ نباشی

ایک پلک مارنے کی مقدار بھی محبوب حقیقی سے غافل مت ہو، شاید کہ تم پر لطف کی نگاہ کریں، اور تم آگاہ نہ ہو۔

اندریں رہ می تراش ومی خراش۔تادمے آخر دمے فارغ شد

تادمے آخر دمے آخر بود۔کہ عنایت باتو صاحب سر بود

تم کو چاہئے کہ طریق وصول الی اللہ میں ہمیشہ ادھیڑ بن میں لگے رہو، اور آخر تک ایک

لحظ بھی فارغ مت ہو، کیوں کہ آخری وقت تک کوئی گھڑی ایسی تو ضرور ہوگی جس میں عنایت ربانی تمہاری ہمراز اور رفیق بن جائیگی۔اور ایک اور لطف صنع ہے کہ اگر کسی وقت سالک غافل ہونا بھی چاہےتو حضرت حق غافل نہیں ہونے دیتے۔

ایک سپاہی ایسا مسلط کر دیا ہے جو کان پکڑ کر کھڑا کر دیتا ہے، بے فکر نہیں ہونے دیتا،اوراس سپاہی کا حلیہ میں بیان نہیں کرسکتا،کہیں سننے والے بیچین نہ ہو جائیں ۔اسلئے سالک غافل نہیں رہ سکتا،کبھی تجلی جلال منکشف ہوتی ہے،وہ دل کوتھرا دیتی ہے۔

دوسروں کے برا کہنے کی کیا پرواہ

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا: کہ جاہ کا مرض بھی عام ہوگیا ہے رات دن لوگ اسی فکر میں ہیں کہ کوئی برا نہ کہے،ان باتوں میں کیا رکھا ہے،کام میں لگو۔خدا سے صحیح تعلق پیدا کرنے کی فکر کرو۔میں تو کہا کرتا ہوں،ایک خدا کو اختیار کرلو،لوگوں نے پچاس خدا کو اختیار کر رکھے ہیں۔کہیں نفس،کہیں برادری،کہیں قوم،کہیں جاہ،کہیں عزت ،کہیں روپیہ،کہیں کچھ،کہیں کچھ،سب کو راضی نہیں کر سکتے۔ایک کو ہر طرح سے راضی رکھ سکتے ہو۔بس ایک کو لے لواسی کو فرماتے ہیں۔

ہمہ شہر پرز خوباں منم وخیالے ماہے ۔چہ کنم کہ چشم یک بیں نکند بہ کس نگاہے

سارا شہر حسینوں سے بھرا ہوا ہے،مگر میں تو اپنے چاند کے خیال میں ہوں،کیا کروں میری آنکھ جواس یکتائے زمانہ کو دیکھ چکی ہے،کسی کی طرف التفات ہی نہیں کرتی۔

دلا رامے کہ داری دل درو بند۔ دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

تمہارا جو محبوب ہے اسی سے دل لگائے رہو، اور باقی سارے عالم سے آنکھ بند کرلو۔ غرض نہ کسی کی مدح سے اس کا کچھ بڑھتا ہے نہ کسی کی برائی سے کچھ گھٹتا ہے۔ پھر ان فضولیات میں پڑ کر کیوں آدمی اپنا وقت بیکار برباد کرے۔

ناگوار واقعات کی حکمت

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا: کہ آخرت کا شوق عادۃً بدون دنیا کی نفرت کے نہیں ہوسکتا، اور دنیا سے نفرت بدون ناگوار حوادث کے نہیں ہوتی۔ یہ حق تعالی کی رحمت ہے کہ ایسے اسباب پیدا فرمادیتے ہیں کہ آدمی کو خود بخود دنیا سے نفرت ہوجاتی ہے، اس ہی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ، یہ تحریک حاضر جس میں مجھے برا بھلا کہا گیا میرا نقصان کا سبب نہیں ہوئی، بلکہ نفع کا سبب ہوئی، چہار طرف سے نظر ہٹ کر ایک ہی طرف ہوگئی۔ اسی لئے میں ان لوگوں کو اپنا محسن سمجھتا ہوں، جنہوں نے مجھ پر سب وشتم کیا، یہ دولت انہیں کے بدولت نصیب ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ میں سب کو دل سے معاف کرچکا۔ کنکریوں کے بدلے مجھ کو جواہرات عطاء فرمائے گئے، حق تعالی کا لاکھ لاکھ شکر واحسان ہے کہ مجھ جیسے ناکارہ کوتاہ عمل پر اپنا فضل فرمایا۔

مطلق بیعت محض جہل ہے

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ بیعت میں اگر ضرورت کا درجہ سمجھے تو ٹھیک نہیں، البتہ مصلحت کا درجہ سمجھنا ٹھیک ہے وہ بھی جب کام کیا جاوے، ورنہ بدون کام کے مطلق

بیعت کوآخرت میں نجات کا ذریعہ سمجھنا محض جہل ہے۔

شریعت کا مخالف مجنون ہے یا دجال

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا: کہ اگر کسی کے ہوش وحواس درست ہیں اور پھر شریعت کے خلاف ہے تو وہ دجال ہے۔ اور اگر ہوش وحواس درست نہیں تو مجنون ہے۔ بس یہی معیار ہے۔

جمہوریت بچوں کا کھیل ہے

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا: کہ جمہوری سلطنت بھی کوئی سلطنت ہے محض بچوں کا کھیل ہے، شطرنج کا سا نظام ہے، حکومت تو شخصی ہی ہے اسی کی ہیبت اور رعب بھی ہوتا ہے ۔

استاذ کے بغیر علم اور شیخ کے بغیر عمل نہیں آتا

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ بدون استاد کے کوئی بھی کام نہیں آ سکتا، ایک ادنی سی بات ہے قلم بنانا، مگر وہ بھی بدون استاد کے یعنی جب تک کسی استاد سے بنانا نہ سیکھے نہیں بنا سکتا، میں ہی ہوں حالانکہ لوہے کے قلم سے لکھ کر میرا جی خوش نہیں ہوتا، سادہ قلم سے لکھتا ہوں تو جی خوش ہوتا ہے، مگر قلم خود نہیں بنا سکتا، ضرورت ہوتی ہے دوسرے سے بنواتا ہوں، تو جب ادنی چیزوں میں استاد کی ضرورت ہوتی ہے تو مسائل بدون استاد کے اور اہل علم کے سیکھے ہوئے اور پڑھے ہوئے کیسے سمجھ میں آ سکتے ہیں، اور اسی طرح بدون شیخ کامل کے اصلاح باطن کس طرح ہو سکتی ہے، علم میں

ضرورت ہے استاد کی، عمل میں ضرورت ہے شیخ کامل کی، محض کتابیں دیکھ کر کام نہیں چلا سکتا، جیسے مریض کہ طب کی کتابیں دیکھ کر اپنا علاج نہیں کر سکتا۔

چندہ کی دلوں پر گرانی حتی کہ مریدوں کے دل پر بھی گرانی ہوتی ہے

فرمایا: اگر کسی کو شبہ ہو کہ لوگ ہمارے مرید ہیں مرید کو گرانی نہیں ہوتی، سو اس کا اندازہ ایک حدیث سے ہو سکتا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات سے فرماتے ہیں کہ مجھ کو اپنے بعد تمہارا بہت خیال ہے کہ کون تمہاری خدمت کرے گا؟ غور کرنے کی بات ہے کہ صحابہ کے متعلق حضور کا یہ خیال ہے، اس کے بعد کسی پیر یا شیخ کو اپنے مرید پر کس طرح اعتماد ہو سکتا ہے کہ تحریک خاص پر گرانی نہ ہو گی کیا منہ ہے کسی کا جب حضور کا یہ خیال ہے کہ ہزاروں میں سے کم ایسے ہوں گے جو خدمت کر سکیں گے، باوجود اس کے صحابہ جانثار تھے، قربان جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کیسی تعلیم فرما گئے۔

دین میں نظر آنے والی دشواریوں کی مثال

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ آجکل لوگوں کو دین سے توحش ہے، اس کا سبب جہل اور کسل ہے، اگر علم صحیح اور طالب صادق ہو تو دین میں کوئی دشواری اور تنگی پیش نہیں آ سکتی۔ مجھے تو اس باب میں اس قدر شرح صدر ہے کہ میں اس پر قسم کھا سکتا ہوں کہ جتنی دشواریاں دین میں نظر آ رہی ہیں اگر ارادہ کر و اور عمل شروع کر دو تو میں سچ عرض کرتا ہوں اور خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ سب دشواریاں ہٹتی چلی جائیں۔

میں ایک مثال دیا کرتا ہوں: کہ جنگل میں دیکھا ہو گا یا کسی پختہ سڑک پر کہ راستہ کے

دونوں طرف کے درخت آپس میں ملے ہوتے ہیں، اور راستہ بند ہے اب یہ اس کو دیکھ کر ہراس زدہ کھڑا ہے، کوئی مبصر آیا اس نے دریافت کیا کہ کیوں ہراس ہے، کہتا ہے کہ راستہ آگے بند ہے، منزل مقصود پر کیسے پہنچوں گا، وہ کہتا ہے کہ جہاں تک راستہ کھلا ہے وہاں تک تو چل اور پہنچ، پھر آگے دیکھنا، اب وہاں پہنچ کر جس راستہ کو بند سمجھتا تھا اتنا ہی اور راستہ بھی کھلا ہوا نظر آیا۔ لیجئے کام بن گیا، جب تک چلنا شروع نہیں کیا تھا اس وقت تک راستہ بند نظر آرہا تھا، اگر چلنا شروع کرو خود بخود درخت اور پہاڑ سب ہٹتے نظر آئیں گے، اور واقع میں پہاڑ نہیں تھے محض تمہارا خیال اور وہم تھا اسی کو فرماتے ہیں۔

اے خلیل اینجا شرارو دو نیست۔ جز کہ سحر و خدعہ نمرود نیست

طلب اور ہمت پر جبکہ کے ساتھ ہو بڑے بڑے پہاڑ ہباء منشورا ہو کر میدان بن جاتے ہیں، اسی کو فرماتے ہیں۔

گرچہ رخنہ نیست عالم را پدید۔ خیرہ یوسف دارمی باید دوید

اے خلیل ابراہیمؑ یہاں شعلے اور دھواں نہیں ہے، سوائے نمرود کے مکر وفریب کے، اور کچھ نہیں ہے۔ اگر عالم میں راستہ نظر نہیں آتا مگر یوسف علیہ السلام کی طرح بھاگنا چاہئے خود بخود راستہ کھل جاوے گا۔

حال: حضرت سیدی سندی مولائی مستندی **لا زالت سحب الطافکم**۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج رات کو ذکر کرتے وقت سارا بدن روشن لگتا تھا۔

تحقیق: یہ ذکر کے انوار ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی توجہ حاصل ہونے کا طریقہ

سوال: ایسا کوئی علاج بتائے جس سے ہمیشہ توجہ اللہ کی طرف ہو جائے۔

جواب: توجہ کے دو درجے ہیں (۱) ایک درجہ عمل کا ہے (۲) دوسرا درجہ حال کا ہے۔ توجہ کا جو درجہ عمل کا ہے وہ آدمی کے اختیار میں ہے۔ اسکا طریقہ وعلاج یہ ہے کہ جان بوجھ کر ذہن کو حاضر رکھا جائے۔ اس کی وجہ سے جو درجہ حال کا ہے وہ خود بخود حاصل ہو جاتا ہے۔

رضاء بالقضاء کی حقیقت اور اس کے حاصل ہونے کا طریقہ

تحقیق: رضاء بالقضاء کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے بندے پر اعتراض نہ کرنا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں، ایک یہ ہے کہ، اگر اللہ تعالیٰ کے رضاء کے خلاف فیصلے پر تکلیف کا احساس ہی نہیں ہے تو یہ رضاء طبعی ہے، دوسرا درجہ یہ ہے اگر احساس تو ہو لیکن اعتراض نہ ہو تو یہ رضاء عقلی ہے۔ پہلے درجہ کا بندے کو حکم نہیں ہے دوسرے درجہ کا بندے کو حکم ہے۔ اس کے حاصل ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ جو باتیں طبیعت کے خلاف پیش آئیں اس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور حکمت کو سوچا جائے۔

ریاء کا علاج

حال: کبھی کسی اچھے کام میں مصروف ہوتا ہوں اور اچانک کسی شخص پر نظر پڑ جاتی ہے تو اکثر یہ حال ہوتا ہے کہ اس کام کو اور اچھی طرح کروں۔

تحقیق: جس اخلاص سے ریاء کو حاصل کرنا مقصود ہووہ اخلاص بھی ریاء کی ابتداء ہونیکی وجہ سے ریا ہی ہے۔

میرے نزدیک اس صورت میں ریاء سے حفاظت کی ترتیب صرف یہ ہے کہ اس خیال کے بعد کہ اس کام کو اور اچھی طرح کرو (میں تبدیلی نہ کی جائے) یعنی اچھا نہ بنایا جائے بلکہ جیسے کررہے تھے اسی طرح کیا جائے۔

ریاء کی حقیقت

حال۔دل ہر وقت یہ چاہتا ہے کہ اللہ اللہ کرتا رہوں ایک لمحہ کیلئے بھی اس کے ذکر سے غافل نہ رہوں۔ یہ بھی دل چاہتا ہے کہ یہ بات کسی کو معلوم نہ ہو۔ جہاں تک موقع ملتا ہے اس ذکر سے غافل نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: اس کی کوشش ضروری نہیں کہ کسی کو معلوم نہ ہو کیونکہ کبھی اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کام ہی چھوٹ جاتا ہے۔

علماء محققین نے کہا ہے کہ جس طرح بتانے کا اہتمام کرنا ریاء ہے اسی طرح چھپانے کا زیادہ اہتمام بھی ایک قسم کی ریاء ہے،تو یہ بھی مخلوق پر نظر ہوئی تبھی تو ان سے چھپانا چاہتا ہے،ریاء کی روح بھی یہی مخلوق پر نظر کرنا ہے۔

بس اپنے کام میں اخلاص کے ساتھ مشغول رہنا چاہئے محبوب کو اختیار ہے چاہے ظاہر کریں یا چھپائے رکھیں۔

حال: کبھی تنہائی نہ ملنے کی وجہ سے ذکر کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ یہ خیال آتا ہے کہ

کہیں ریاء نہ پیدا ہو جائے اسلئے ایسے وقت بہت ہلکی آواز میں ذکر کر لیتا ہوں۔
تحقیق: مناسب ہے ریاء کسی کو لپٹتی تھوڑی ہے وہ تو ارادہ سے پیدا ہوتی ہے اور جو بغیر ارادہ سے ہو ریاء نہیں ہے صرف ریاء کا وسوسہ ہے، وسوسہ تو کفر کا بھی نقصان دہ نہیں ہے چہ جائیکہ ریاء کا وسوسہ ہو۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ریاء کی حقیقت یہ ہے: کہ عبادت کا اظہار کسی دنیوی غرض سے کیا جائے، یا کسی مباح فعل کا اظہار کسی گناہ کی غرض سے کیا جائے۔

جلدی غصہ آنے کا علاج

جلدی غصہ آنا ایک طبعی بات ہے جو اختیار سے باہر ہے، اور نہ ہی اس پر ملامت ہے۔ ہاں اس کی چاہت پر عمل اگر حدود شرعیہ سے بڑھ جائے تو برا ہے۔ اس کا علاج ہمت کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اس ہمت میں جس پر غصہ آئے اس سے دور چلا جانا ،اعوذ باللہ پڑھنا اپنی خطاؤں اور اللہ تعالی کے غصہ کا خیال کرنا بہت مددگار رہے۔ نرمی وغیرہ ایک عرصہ تک غصہ کے بارے میں یہ باتیں سوچ سوچ کر اختیار کرنا چاہئے ایک عرصہ بعد، ملکۂ نرمی کی مہارت پیدا ہوگی، ہمت نہ ہارئے، ایک کام اور کریں کہ کوئی وقت مقرر کر کے اپنے عیوب کو سامنے رکھ کر سوچیں کہ میں سب سے برا ہوں اس سے تکبر کی جڑ کٹ جائیگی۔ غصہ تکبر ہی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، جب غصہ آئے تو یہ خیال کرو کہ تو تو سب سے برا ہے۔ (یہ آخری علاج ہے)

حسن پرستی کا علاج

حال: احقر کو بچپن سے بدنظری کا مرض تھا، الحمدللہ جب سے حضرت کا وسیلہ حاصل ہوا ہے اور حضرت کے ہاتھ پکڑے ہوئے ہوں وہ مرض ختم ہو گیا ہے، اور اس کا وسوسہ کبھی دل میں نہیں آتا، بلکہ طبیعت میں ایک قسم کی نفرت محسوس کرتا ہوں، اس کے باوجود کوئی حسین طالب علم یا کوئی عزیز ہوتا ہے تو ان کے ساتھ سلوک کرنے یا ان کے ساتھ بات کرنے میں اچھا خیال ہوتا ہے، اور محبت کا سلوک ہوتا ہے عزیزوں سے محبت کا سلوک کرنا، اگرچہ برا نہیں ہے، بلکہ شریعت میں مطلوب ہے لیکن مجھے پرانی بدنظری کے مرض کے لوٹ آنے کا خوف غالب ہوتا ہے، اسلئے حضور سے دعاء کی درخواست کرنا اور علاج کرانا ضروری سمجھتا ہوں۔

تحقیق: اس مرض کا جتنا بقیہ موجود ہے اس سے غافل نہیں ہونا چاہئے اس کا علاج یہ ہے کہ، جس شخص سے سلوک اور بات کرنے میں لذت ہوتی ہے اس سے فوراً جدا ہو جانا چاہئے اس میں بالکل بھی سستی نہ کرے میں بھی دعاء کرتا ہوں۔

کسی میں عیب تلاش کرنے کا علاج

حال: حضور مجھ میں ایک سخت عیب یہ بھی ہے جو بہت مضبوط ہو گیا ہے وہ عیب یہ ہے کہ دوسروں کا عیب تو بہت بڑا لگتا ہے حتی کہ اس میں غیبت تک ہو جاتی ہے اور اپنا عیب لگتا ہی نہیں، کوشش بہت کرتا ہوں یہ بری عادت ختم ہو جائے لیکن کسی طرح بھی ختم نہیں ہوتی، حضرت کوئی طریقہ بتائے جس پر عمل کرنے سے یہ بری عادت ختم ہو

جائے۔

تحقیق: دعاء کرتا ہوں اس کی تدبیر یہ ہے کہ آپ ہر بات کرنے سے پہلے یہ سوچ لیا کریں کہ اس بات کو نہ کرنے میں کوئی ضروری فائدہ تو فوت نہیں ہو جائے گا، جس بات کے نہ کرنے میں ضروری فائدہ فوت نہ ہو وہ بات نہ کیجئے، یہ انتظام تو زبان کا ہے باقی اس جڑ کا انتظام یہ ہے، کہ جب کسی عیب پر نظر پڑے تو یہ سوچا کریں کہ اس شخص میں اگر چہ یہ عیب ہے مگر شاید اس میں کچھ ایسی خوبیاں بھی ہوں جنکی وجہ سے اللہ کے یہاں اس کی مجموعی حالت میری مجموعی حالت سے بہتر ہو اس صورت میں مجھے اس میں عیب نکانے کا کیا حق حاصل ہے، جس طرح اندھے کو کانے کو چڑانے کا حق نہیں، یعنی کانا ہونا بھی عیب ہے، لیکن اندھا ہونا اس سے بڑا عیب ہے، اب اگر اندھا کانے کو چڑائے تو اس کو اس بات کا حق نہیں ہے، کیونکہ کانا اندھے کے مقابلے میں بہت بہتر ہے، کہ وہ دیکھتا ہے، حالانکہ اندھا دیکھتا نہیں ہے بار بار اس بات کے استحضار سے انشاء اللہ یہ عیب ختم ہو جائیگا، اور اگر کبھی اچانک یہ بات ہو بھی جائے تو جرمانے کے طور پر بیس رکعت نفل پڑھا جائے، انشاءاللہ نفس سیدھا ہو جائے گا۔

فخر کرنے تکبر کرنے اور ریاء کا علاج

حال: بہت سارے عیوب اپنے اندر پاتا ہوں تفاخر، تکبر، ریاء اور اپنی بات وتقریر کی تاویل خواہ صحیح ہو یا نہ ہو براہ کرم اس کا جو علاج ہو تجویز فرمائیں۔

تحقیق: اپنے نفس پر سزا مقرر کیجئے۔ جان بوجھ کر ایسے کام کیجئے جو فخر کے خلاف ہوں

۔خیر کے اعمال فرائض اور سنتوں کے علاوہ چھپ کر کیجئے بات سوچ کر کیجئے ۔جب کسی قسم کی کوتاہی ہو جائے جرمانے کے طور پر بیس رکعت پڑھئے۔

ریاء کی حقیقت

فرمایا: ریاء بغیر ارادے کے نہیں ہوتی، جب آپ کی نیت اچھی یعنی محض اللہ کی رضاء ہے تو، یہ ریاء نہیں۔

غرور اور تکبر کا علاج

حال: اس خادم کے اندر غرور تکبر بہت ہے۔دوسرے لوگوں کو بھی عقل و ہوشیاری علم اور کبھی باپ دادا کی مالداری پر اپنے سے کم سمجھتا ہوں ۔ یہ مرض یہاں پر اگر چہ کم لگتا ہے اپنی بستی میں بہت پایا جاتا ہے حضور اس کا علاج بتائیں

تحقیق: ایک وقت بیٹھ کر اپنے عیبوں کو سوچا کرو اور ان کو زبان سے بھی کہا کرو کہ میں بڑا بے وقوف ہوں۔میں بڑا نالائق ہوں، روزانہ آدھا گھنٹہ اس میں لگاؤ پھر اس پر چے کے ساتھ اطلاع دو شیخ کو۔

میز پر کھانا کھانا اور انگریزی لباس پہننا صحیح نہیں ہے

سوال: ایک صاحب فرماتے ہیں کہ میز پر کھانا کھانا اور انگریزی لباس پہننا کچھ بھی حرام نہیں ہے جیسے کہ ترک لوگ پہنتے ہیں بلکہ شریعت نے کسی کی خواہش اور لباس کو منع نہیں فرمایا ہے۔

تحقیق: میز کرسی وغیرہ کے بارے میں اس شخص کی تحقیق غلط ہے۔افسوس ایسے لوگوں

کی صحبت میں بیٹھنے میں جن سے دین کونقصان ہوتا ہے۔

نفس کی کنجوسی کا علاج

حال: اللہ تعالی کیلئے خرچ کرنے کو دل چاہتا ہے مگر نفس روکتا ہے۔

تحقیق: نفس کی چند بار مخالفت کیجئے پھر آسان ہو جائے گا۔

عشق مجازی کی حقیقت جو عشق حقیقی کا پل ہے

حال: حضرت! جب عشق ہو جاتا ہے تو تمام عیبوں کی اصلاح ہو جاتی ہے، جب اس عورت سے جس سے میں نکاح کرنے والا تھا، اور نہیں کیا، محبت کا مزہ معلوم ہوا ہے اس وقت سے تمنا ہے کہ خدا کرے اللہ پاک کا عشق مجھے جلدی عطاء ہو جائے، انشاء اللہ آقائے کریم سے قوی امید ہے کہ عشق خداوندی عطاء ہوگا، کیونکہ اب اس عورت کی ذات سے تو محبت باقی نہیں رہی، جب سے جان بوجھ کر اس سے تعلق ختم کیا اور کسی مصلحت کی وجہ سے اس سے نکاح کرنے کا ارادہ ملتوی کیا، لیکن عشق کا مزہ اور لذت معلوم ہوگئی ہے، جس سے ایسا لگتا ہے کہ میرے آقائے کریم نے مثال کے طور پر مجھے بتا دیا ہے کہ محبت ایسی ہوتی ہے محبوب کے ساتھ ایسا سلوک ہوتا ہے جیسا کہ کبھی کبھی استاذ اپنے غبی کند ذہن شاگرد کو شفقت سے کئی قسم کی مثالیں دے کر کسی مضمون کو سمجھاتا ہے حضرت یہ بھی اللہ پاک کا میرے حال پر بہت ہی کرم ہے کہاں تک اللہ میاں کے احسانات اور عنایات کا ذکر کروں۔

تحقیق: عشق مجازی کے عشق حقیقی کیلئے پل ہونے کی یہی حقیقت ہے۔

اجنبی عورت کے عشق کا علاج

حال: احقر نے اپنے مرشد کی حیات ظاہری میں تقریباً پانچ سال محنت کر کے دل کی کچھ صفائی حاصل کی تھی اور امید تھی کہ اللہ تعالی کی محبت کا نقشہ دل پر چھپ جائیگا مگر بقول شخصے۔

تہی دستان قسمت راچہ سود ز رہبر کامل ۔ کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر

ترجمہ: بدنصیبوں کو رہبر کامل سے کیا فائدہ حاصل ہوگا کیونکہ خضر علیہ السلام سکندر کو چشمۂ آب حیات سے پیاسا ہی لائے تھے۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی عمر نے وفاء نہ کی سب بنا بنایا کھیل بگڑ گیا۔

نفس اور شیطان جو انسان کے حقیقی دشمن ہیں ان کا بس چل گیا۔قافلہ کا سالار آگے چلا گیا۔(یعنی اس کا انتقال ہوگیا) قافلہ جنگل میں بھٹکتا رہا،حضرت مولانا کے انتقال کے بعد کچھ عرصہ تو ذوق وشوق رہا،آخر میں اس میں کمی آنی شرع ہوگئی،غرض ایسی حالت ہوگئی جو بیان کرنے کے قابل نہیں ہے،نہ بات کے بغیر بات بنتی ہے اور نہ چھپانے سے کام بنتا ہے ماہر طبیب سے مرض چھپانا گویا اپنی موت کا انتظار کرنا ہے ۔عرصے سے احقر کے دل کا میلان حضور پرنور کی طرف ہے اسلئے آپ سے زیادہ اپنا کوئی معالج نہیں سمجھ سکتا ہوں ۔اللہ تعالی کی ذات سے امید ہے کہ بہت جلد اصلاح ہو جائے گی۔چار ماہ کا عرصہ ہوا ایک عورت جس کا چلن یعنی کردار اچھا نہیں ہے،خواہ مخواہ میرے پیچھے پڑ گئی ہے۔پہلے تو اپنے ناز و انداز سے میرے دل کو لبھایا کیا (مائل

کیا) جب اس نے مجھ کو اپنا عاشق بنا لیا تو خود بخود میری طرف کھنچ گئی، بس اس کا میری طرف میرے لئے قیامت کا آجانا ہوگیا، عشق بازی مزہ جدائی کے درد کی لذت جدائی کی کیفیت اور ملنے کی طلب کا پورا پورا مزہ آ گیا، حضرت شیخ ضیاء کا قصہ جو منطق الطیر میں پڑھا تھا بالکل میرے ساتھ ہوا جو کچھ نہ کرتا تھا کیا۔ کیا کیا نہ کیا عشق میں کیا کیا نہ کریں گے، اوراوارد و وظائف تو درکنار نماز تک چھوٹ گئی اس کے نام کا وظیفہ اور باتیں ہی وردِ زباں رہنے لگیں اوراس کے کتابی چہرے کا مطالعہ کرنے لگا۔

عشق کے مکتب میں آیا ہوں دبستاں چھوڑ کر۔ اب پڑھا کرتا ہوں حسن و عشق قرآن چھوڑ کر غرض اس کی محبت کا جنون پوری طرح جوان ہے اس سے ملنے کی تدبیر میں ہوں مگر کبھی کبھی خیال آجاتا ہے کہ افسوس کیا حال ہوگیا بتوں کو پوجتا ہوں اور سیدھا مسلمان ہوں۔ اسی خیال میں تھا کہ آج حضور کو خط لکھا، اگر چہ بہت دنوں سے لکھنا چاہتا تھا مگر وقت نہیں آیا تھا اب اس کا وقت آ گیا ہے اللہ تعالی کی ذات سے امید ہے کہ اب اصلاح ہو جائیگی، اسلئے عاجزی وانکساری کے ساتھ عرض ہے، اس احقر کو ہلاکت کے گڑھے سے نکالئے، اور اللہ تعالی کیلئے میرے واسطے دعاء فرمائے، آپ پر میرا حق ہے آپ مجھے اپنا غلام تصور کریں، اور دعاء کریں یہ بات بھی قابل توجہ ہے، یعنی ضروری ہے کہ اس کے میری طرف کھینچے جانے سے پہلے میری طبیعت اس سے بالکل ہٹ جائے، ورنہ میرے لئے قیامت ہو جائیگی گستاخی معاف فرمائے، اور ضروری بات یہ تھی اس لئے لکھی یہ ساری باتیں بیکار ہیں اصل چیز تو عشق خداوندی

ہے، اللہ تعالی اپنا عشق اور اپنے حبیب مقبول ﷺ کی الفت ومحبت عطاء فرمائے (آمین)

جواب: میرے مشفق السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پہلے یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ، ہمت کے بغیر آسان سے آسان کام بھی نہیں ہوتا ہے، دیکھئے ظاہری امراض کے علاج کیلئے کڑوی اور ناگوار دوا پینی پڑتی ہے، کیونکہ صحت کی طلب ہوتی ہے اسلئے ہمت کر کے پی جاتے ہیں، باطنی امراض میں تو اس سے زیادہ ضرورت ہوگی، جب یہ بات معلوم ہوگئی تو اب اس کا علاج سنئے۔ اور ہمت کر کے اللہ تعالی کے نام سے استعمال کیجئے، کامل صحت حاصل ہوگی

یہ علاج چند چیزوں کا مرکب ہے، جس کو ترتیب وار ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

پہلی بات۔ اس مردار سے بالکل تعلق توڑ لیجئے اس سے بولنا چالنا دیکھنا بھالنا اور اس کے پاس آنا جانا یہاں تک کہ دوسرا شخص بھی اگر اس کا تذکرہ کرے تو اس کو بالکل روک دیا جائے، بلکہ جان بوجھ کر کسی بہانے یعنی کسی ذریعہ سے اسکو خوب برا بھلا کہہ کر اس سے جھگڑا کر لیا جائے، جس سے اس کو ایسی نفرت ہو جائے کہ اس کو آپ کی طرف مائل ہونے اور آپ کو راضی کرنے کی بالکل امید نہ رہے، اس سے ظاہری طور پر اتنی دوری اختیار کی جائے کہ کبھی غلطی سے بھی اس پر نظر نہ پڑے غرض اس سے بالکل جدائی ہو جائے۔

دوسری بات۔ تنہائی کا ایک وقت مقرر کر کے تازہ غسل کر کے صاف کپڑے پہن کر

اور خوشبو لگا کر قبلہ رخ ہو کر پہلے دو رکعت نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر اللہ تعالی کے سامنے خوب توبہ واستغفار کیا جائے اس بلاء سے نجات ملنے کی دعاء والتجاء کی جائے پھر ۵۰۰ سے لیکر ۱۰۰۰ مرتبہ تک لا الہ الا اللہ کا ذکر اس طرح کیا جائے کہ میں نے سارے اللہ تعالی کے غیر کو دل سے نکال دیا، اور اللہ تعالی کے ساتھ یہ خیال کیا جائے کہ میں نے اللہ تعالی کی محبت کو دل میں جمالیا۔ یہ ذکر ضرب کے ساتھ ہو۔

تیسری بات

جس بزرگ سے عقیدت زیادہ ہو اس کو اپنے دل میں بیٹھے ہوئے خیال کیا جائے کہ وہ بیٹھے ہیں اور ساری بیکار چیزوں کو دل سے نکال کر پھینک رہے ہیں۔

چوتھی بات

حدیث کی کوئی کتاب کا ترجمہ یا کوئی دوسری کتاب ہو جس میں دوزخ یا اللہ تعالی کا غصہ جو نافرمان پر ہوگا اس کا بہت مطالعہ کیا جائے۔

پانچویں بات

تنہائی میں وقت مقرر کر کے یہ تصور کیا جائے کہ میں قیامت کے میدان میں اللہ تعالی کے سامنے حساب کیلئے کھڑا ہوں اور اللہ تعالی فرما رہے ہیں بے حیاء تجھے شرم نہیں آتی ہے کہ ہم کو چھوڑ کر ایک مردار کی طرف مائل ہوا کیا ہمارا تجھ پر یہی حق تھا کیا ہم نے تجھے اسلئے پیدا کیا تھا اے بے حیاء تو نے ہماری ہی دی ہوئی چیزوں کو آنکھ کو، دل کو، ہماری نافرمانی میں استعمال کیا کچھ شرم بھی آئی بڑی دیر تک اس مراقبہ میں

مشغول رہنا چاہئے میں اوپر بھی لکھ چکا ہوں کہ اگر چہ نفس کو تکلیف ہومگر ہمت کر کے اس نسخہ کو ہمت کر کے نبھانا چاہئے۔ (اللہ تعالی شافی مطلق ہے)

حکم شرعی میں حکمت کا ڈھونڈ نا انکار نبوت ہے

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک ملفوظ میں حضرت مجدد صاحب سے نقل فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ مجدد صاحب کا قول ہے کہ احکام میں حکمتوں کا اور اسرار کا تلاش کرنا مرادف ہے انکار نبوت کا یہ نبی کا اتباع نہیں بلکہ حکمت کا اتباع ہے جب نبی کو نبی مان لیا پھر لم کیف کیسا سچ تو یہ ہے کہ پورے حقوق جب ہی ادا ہوتے ہیں، جب عشقی تعلق ہو۔

حسد کا علاج

حال: مجھ میں ایک مرض بہت ہی خراب ہے وہ یہ کہ کسی کے نقصان یا برائی کی خبر سننے سے دل بغیر کسی خیال کے خوش ہوتا ہے۔

تحقیق: یہ حسد کا مادہ ہے یا اگر اس شخص سے کوئی رنج پہنچا ہو تو حقد (کینہ اور دشمنی) کا مادہ ہے۔ مگر صرف مادہ پر پکڑ نہیں۔ اگر اس کی چاہت پر عمل کیا جائے تو اس پر مؤاخذہ ہے یہ (اس کی چاہت پر عمل کرنا) اختیاری ہے اور اس سے بچنا بھی اختیاری ہے۔ لیکن مادہ کو کمزور کرنا ضروری ہے تا کہ بڑھ نہ جائے اسکا طریقہ یہی ہے کہ شرمندہ ہوں حق تعالی سے توبہ کریں دعاء کریں اور اس شخص کی مدد کریں خواہ مال سے ہو یا بدن سے ہو یا دعاء سے ہو۔ اس سے وہ مادہ ختم ہو جائے گا۔ (اسی طرح) جس پر حسد

ہواس کی لوگوں میں تعریف کرنا وہ سامنے آجائے تو اس کی تعظیم کرنا، اور اس کیلئے کبھی کبھی ہدیہ بھیجنا۔ اس سے جس پر حسد ہواس کو محبت ہو جاتی ہے پھر حاسد کو بھی اس سے محبت ہو جاتی ہے اور پھر محبوب پر حسد نہیں ہوتا ہے (بلکہ آدمی اس کو ملنے سے خوش ہوتا ہے) یہ ایک مکمل علاج ہے جو چھوٹے چھوٹے علاج سے آسان ترین ہے اور بہت جلدی اثر کرنے والا ہے۔

گناہ کی طرف رغبت کا علاج

تحقیق: گناہوں کی رغبت کے وقت دوزخ کی سزا کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کو یاد کرلیا کریں چند بار ایسا کرنے سے یہ خیال کرلینا مانع بن جایا کرے گا۔

کبر کا علاج

حال: ایک زمانہ میں میرا معمول ترکی ٹوپی پہننے کا تھا۔ مگر اب ایک عجیب وغریب بات مجھے محسوس ہوئی جب سے اس کو چھوڑنا چاہتا ہوں اور اکثر معمولی سفید ٹوپی پہنتا ہوں ۔وہ بات یہ ہے کہ اس (ترکی) ٹوپی کے پہننے سے نفس خوش ہوتا ہے اور نہ پہننے میں شان کے خلاف لگتا ہے، اس کے پہننے سے عجیب کبر کی بو آتی ہے۔ اگرچہ اس کبر سے خاکسار دور ہے۔ چنانچہ خاکسار ہر طبقہ ہر ایک طرح کے لوگوں سے مسلسل ملتا ہوں خصوصاً چھوٹے درجے والوں سے اسی کبر کے خیال کی وجہ سے زیادہ اخلاق سے پیش آتا ہوں۔

تحقیق: حقیقت میں اس بات کی وجہ سے (ترکی ٹوپی کو) چھوڑنا واجب ہے۔ اس کے

بعد جو مضمون لکھا ہے یہ کبر نہ ہونے کی علامت نہیں ہے بلکہ یہ بات تو کبر کے ساتھ بھی ہوسکتی ہے۔

حال: لوگوں میں جو میرا وقار تھا اس میں کمی لگتی ہے۔

تحقیق: وقار میں کمی زیادتی کی طرف نظر کرنا اکثر کبر کی وجہ سے ہوتا ہے ۔

حال: کبھی کبھی دل میں یہ آتا ہے کہ احقر بابرکت مرشد کی خدمت اقدس سے فیض حاصل کررہا ہے کہ جس سے بہت سارے لوگ محروم ہیں۔اس میں یہ شک ہوتا ہے کہ کہیں یہ کبر تو نہیں ہے کہ میں ایسے پیر ومرشد سے تعلیم حاصل کرتا ہوں اور جن لوگوں کو یہ بات حاصل نہیں ہے میں ان سے اچھا ہوں۔اسلئے حضور والا سے امید ہے کہ اس پریشانی کے دور ہونیکی کیا صورت ہے یہ کبر میں داخل ہے یا نہیں ہے نفس کی شرارت کو جان لینا مشکل ہے۔

تحقیق: نعمت پر فخر کرنا کبر ہے اور اس کو اللہ تعالی کی عطاء سمجھنا اور اپنی نااہلی کو مستحضر رکھنا شکر ہے۔

حال: کبر کی حقیقت بھی بتائی جائے کہ کبر کی بہت ساری صورتوں کو سمجھنے میں آسانی ہو،

تحقیق: کسی کمال میں خود کو دوسرے سے اس طرح بڑا سمجھنا کہ دوسرے کو حقیر و ذلیل سمجھے۔

علاج: یہ سمجھنا اگر نرا اختیاری ہے تو یہ برا نہیں ہے اس میں شرط یہ ہے کہ اس کی چاہت پر عمل نہ کیا جائے یعنی زبان سے اپنی بڑائی اور دوسرے کی کمی نہ کرے دوسرے کے

ساتھ تحقیر کا سلوک نہ کرے۔اگر جان بوجھ کر ایسا سمجھتا ہے یا سمجھتا تو غیر اختیاری طور پر ہے لیکن اس کی چاہت پر عمل کرتا ہو تو یہ تکبر کرنے والا ہے۔
اگر زبان سے اس کی تعریف کرے اور اس سے تعظیم کا سلوک کرے تو یہ علاج کیلئے بہت مددگار ہے۔

حال: دیوبند میں وطن کے طلبہ تھے۔اکثر جو بات ان کے سمجھ میں نہیں آتی تھی وہ آ کر مجھ سے پوچھتے تھے۔جب ان کو سمجھا تا تو وہ سمجھ کر خوش ہوتے تھے،تو طبیعت میں بڑائی محسوس ہوتی تھی۔جو بات میری سمجھ میں نہیں آتی تھی، تو ذلت محسوس ہوتی تھی اور یہ کہنے میں بڑی تکلیف ہوتی تھی کہ میرے سمجھ میں نہیں آیا لیکن کہہ دیتا تھا۔

تحقیق: یہی مجاہدہ ہے جو مشاہدہ کی چابی ہے۔صوفیوں کی اصطلاح میں نور الٰہی کے مل جانے کو مشاہدہ کہتے ہیں اسی کو لازم رکھنا مطلوب بھی ہے اور مطلوب کی ابتداء بھی ہے۔یہ مسلسل کرتے رہنا اگرچہ تکلیف کے ساتھ ہو پھر بعد میں بغیر تکلیف کے اس پر قدرت حاصل ہو جاتی ہے۔

غصہ کا علاج

حال: مجھے اپنی نیک اور بدمزاجی کی حالت سے ایسی بدگمانی ہوگئی ہے کہ، کسی بھی طرح اپنی حالت سے تسلی نہیں ہوتی ہے، نا اہلوں کی بد دینی کی وجہ سے اتنا غصہ آ جاتا ہے کہ مزاج میں گرمی اتنی زیادہ ہو جاتی ہے کہ آپے سے باہر ہو جاتا ہوں بہت چاہتا ہوں کہ برداشت کروں مگر میں مغلوب ہو جاتا ہوں اور مجھ سے بیجا حرکت ہو

جاتی ہے۔ جب تک ان لایعنی باتوں کا اثر مجھ پر رہتا ہے کورا لگتا ہوں اگر چہ نماز اور اوراد و وظائف سب کچھ کرتا ہوں لیکن ایسی حالت میں میرے اعمال ایسے ہوتے ہیں جیسے بغیر نمک کے سالن ہوتا ہے۔ غرض کہ میری کوئی حالت ایسے موقع پر اچھی نہیں لگتی ہے۔

تحقیق: میں خود بھی بالکل اس مرض میں مبتلا ہوں اگر چہ پہلے سے کمی ہے۔ اسلئے میں نے جو علاج اپنے لئے تجویز کیا ہے وہی آپ کیلئے تجویز کرتا ہوں امید کرتا ہوں کہ اس پر عمل کرنے سے اس حالت میں اعتدال میانہ روی پیدا ہو جائیگا۔

وہ تدبیر یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے اس حالت میں حد میں رہنے کا اہتمام کیجئے اور پھر جو کمی کوتاہی ہو جائے۔

زیادہ غصہ کا علاج

حال: مجھ میں طبعی طور پر غصہ زیادہ ہے ،ذرا سی بات پر غصہ حد سے زیادہ آجاتا ہے ۔غصہ کے وقت عقل نہیں رہتی ہے۔ غصہ ختم ہو جانے کے بعد شرمندگی ہوتی ہے علاج سوچتا ہوں کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ کوئی علاج مفید بھی نہیں ہوتا ہے۔

حضور کوئی عمدہ اور مجرب نسخہ تجویز فرمائیں اگر چہ وہ سخت ہی ہو تو مہربانی ہوگی۔

تحقیق: جس پر غصہ کیا جائے غصہ ختم ہو جانے کے بعد مجمع میں اس کے سامنے ہاتھ جوڑئے پاؤں پکڑئے بلکہ اس کے جوتے اپنے سر پر رکھئے ایک دو بار ایسا کرنے سے نفس کو عقل آجائے گی۔

کفاءت فی النکاح میں اصل علت

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: غور کرنے سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ کفاءت کی قید معلل ہے علت کے ساتھ اور وہ علت عرفی عزت وذلت ہے، مثلاً شیخ زادہ چاہے فاروقی ہو، صدیقی ہو، یا انصاری ہو، یا عثمانی ہو ان کے آپس میں تناسخ عرفاً موجب استنکاف نہیں، پس یہ سب باہم کفو ہوں گے۔ ان میں اس کی بھی قید نہیں ہوگی، کہ ماں عربی النسل ہو کیونکہ عزت میں یہ سب برابر سمجھے جاتے ہیں۔

اللہ کا ذکر سب کو مفید ہے چاہے کافر کیوں نہ ہو

ملفوظ فرمایا (۳۸۸): ایک ہندو بہت بڑا سرکاری افسر ہے اس نے ایک مسلمان کے ہاتھ میرے پاس کہلوا بھیجا کہ میں اپنے مذہب کے طریق پر بہت کچھ پوجا پاٹ کر چکا مگر کسی طرح اطمینان میسر نہیں ہوتا مجھ کو حق کی تلاش ہے، میں نے کہلا بھیجا کہ کثرت سے (اھدنا الصراط المستقیم) پڑھا کرو اور دعاء کیا کرو انشاء اللہ تعالیٰ حق واضح ہو جائے گا اور ایک بات یہ کہلا کر بھیجوں گا کہ جیسے تم نے اپنے مذہب کے طریق پر پوجا پاٹ کر کے دیکھا اور اطمینان میسر نہیں ہوا؛ اسی طرح اسلامی تعلیم کے طریق پر عبادت کر کے دیکھو، خواہ امتحان ہی کے طور پر سہی اگر اطمینان نہ ہو تو پھر ہم سے کہنا۔ مولانا رومی اسی کو فرماتے ہیں ۔

سالہا تو سنگ بودی دلخراش ۔ آزموں رایک زمانے خاک باش

برسوں تک تو سخت پتھر رہا ہے امتحان کیلئے چندروز کیلئے خاک بن کر دیکھ لے۔

تو اس صورت میں محض صورت ہی صورت ہوگی مگر اس میں بھی برکت ہوگی انشاء اللہ تعالی، صاحب صورت تو پھر بھی معنی سے قریب ہے خود نام میں بھی برکت ہے۔ دیکھئے کھٹائی میں تو یہ اثر ہے کہ نام لینے سے منہ میں پانی بھر آئے اور اللہ کے نام میں اثر نہ ہو یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ مولانا فرماتے ہیں ؎

از صفت وز نام چہ زاید خیال۔ واں خیالت ہست دلال وصال

کسی چیز کے اوصاف بیان کرنے اور اس کا نام لینے سے کیا پیدا ہوتا ہے یہی کہ اس چیز کا خیال پیدا ہوجائے مگر یہ خیال ہی اکثر موجب وصال ہوجاتا ہے۔ غرض کبھی صورت پر بھی اس قدر فضل ہوجاتا ہے کہ کچھ سے کچھ ہوجاتا ہے اور وہ تو حقیقی کریم ہیں مجازی کریموں کو دیکھ لیجئے اگر ان کے پاس کنجڑا اصلی خربوزہ لیجاتا تو چار آنے ملتے ہیں لیکن اگر مٹی کا بنا کر لیجائے تو دو روپیہ مل جاتے ہیں، خلاصہ یہ کہ چاہے صورت ہی ہو مگر نیت عجز و نیاز ہو اس پر بھی فضل ہوتا ہے۔ دعوی و ناز نہ ہو بلکہ بزرگوں نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ متشبہ بالصوفی کی بھی قدر کرو کیونکہ اس نے طریق کو معظم سمجھا تب ہی تو تشبہ اختیار کیا، اور یہی راز ہے تشبہ بالکفار کے مذموم ہونے کا کہ وہ علامت ہے کفر اور کفار کی عظمت کی۔ اسلئے حدیث میں جناب پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں۔ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ ۔ کیوں کہ بغیر اعتقاد عظمت کے تشبہ نہیں ہوسکتا اور کفار کی عظمت کا اعتقاد حرام ہے۔ اسی طرح حضرات صوفیہ کا فرمانا کہ متشبہ بالصوفی کی بھی قدر کرو اس کی بنا یہ ہے کہ متشبہ کے قلب میں اس جماعت کی عظمت ہے اسلئے اس کی

بھی قدر کرو۔کیا ٹھکانہ ہے ان حضرات کی عمیق نظر کا اسی لئے میں کہتا ہوں کہ مقبول بندوں کی وضع اختیار کرو شکل بناؤ، دوسری ایک بات اور ذہن میں آئی کہ جناب حضرت محمد ﷺ کا جی نہیں چاہے گا کہ، میری امت میری طرز پر رہے، اہل محبت کیلئے تو یہی کافی ہے خواہ کچھ بھی فائدہ نہ ہوتا ،لیکن اگر یہ درجہ حاصل نہ ہوا اور فائدہ ہی مطلوب ہوتو ہی نیت سے اختیار کرلوتب معلوم ہو کہ کیا برکت ہوتی ہے،قبل عمل محض عقل سے حقیقت کا ذہن میں آنا مشکل ہے، اور یہ واقعہ ہے کہ شرائع کی مصلحتیں عمل اختیار کرنے کے بعد ہی معلوم ہوتی ہیں، جیسے طبیب کامل کے نسخے کی خاصیتیں بعد استعمال ہی کے معلوم ہوتی ہیں۔

بدون اعمال صالحہ کے فضل کی امید رکھنا حماقت ہے

ایک سلسلۂ گفتگو میں حکیم الامتؒ نے فرمایا کہ: آج کل لوگ فضل ورحمت کے نصوص سنکر معصیت پر دلیر ہوگئے ہیں بے شک نجات کا مدار تو فضل ہی پر ہے مگر یہ اعمال بھی تو فضل ہیں بدون اعمال کے تو توقع رکھنا بالکل ایسا ہے جیسے یہ سنکر کہ آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے ،اوران سے حوا علیہا السلام پیدا ہوئیں اور حضرت مریم علیہا السلام سے بدون شوہر حضرت عیسی علیہ السلام پیدا ہوئے یہ سنکر نکاح نہ کرے اور اولاد کا متوقع رہے۔

حصول بصیرت کیلئے فضول کلام ترک

ملفوظ (۳۸۹) فرمایا: ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ آپ کو

بیٹھے بیٹھے کچھ زیادہ شوق معلوم ہوتا ہے، سوال چاہے ضروری ہو یا غیر ضروری، اس کی پرواہ ہی نہیں، مولوی صاحب ضرورت تو اس کی ہے کہ قیل وقال چھوڑ کر مولانا رومی کے قول پر یا شاید اور کا قول ہو عمل کرو فرماتے ہیں۔

جملہ اوراق وکتب درنار کن ۔ سینہ راز نور حق گلزار کن

ترجمہ: ساری کتابوں کو آگ لگا دو سینہ کو نور حق سے گلزار بنالو۔ یعنی صرف علوم ظاہرہ بغیر نور باطن کے کار آمد نہیں ہیں اہل علم کو دو مرحلے طے کرنے پڑتے ہیں ایک تو کتابوں کو ختم کرنا پھر دوسرے معنی کو ختم کرنا یعنی بھلا دینا۔

میں آپ کو نہایت سود منداور کار آمد مشورہ دیتا ہوں جو تجربہ کی بناء پر ہے، وہ یہ کہ چند روز آ کر آدمی خاموش رہے تو بصیرت پیدا ہو جاتی ہے، بدون چند روز خاموشی اختیار کئے بصیرت نہ ہوگی، یہ اس وقت میں نے آپ کو نہایت مفید مشورہ دیا ہے بشرطیکہ آپ اس کی قدر کریں اور اس کو اپنا دستور العمل بنالیں۔

جولاہہ دھنیا ہونا کوئی عیب کی بات نہیں

حکیم الامتؒ نے ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ: حسین ابن منصور کا نام حلاج مشہور ہو گیا، یہ ابن منصور ہیں نام حسین تھا، حلاج لقب ہے، ان کا یہ پیشہ نہ تھا بلکہ ایک کرامت کی بناء پر یہ لقب ہو گیا مگر اس کی بناء پر دھنئے اپنے آپ کو ان کی طرف نسباً نسبت کرنے لگے یہ بالکل غلط ہے، اور خواہ مخواہ لوگ اپنے نسب کو چھپاتے ہیں، اور بدلتے پھرتے ہیں، عالی نسبت نہ ہونا کوئی عیب کی بات نہیں ہے

،اسلئے کہ جو اختیاری ہے حقیقۃً نقص نہیں ،مثلاً سقہ ہونا، جولاہہ ہونا، قصائی ہونا، دھنیا ہونا، جو چیز اختیاری نہیں اسلئے اس میں کوئی نقص نہیں۔

کسی مجتہد کو منکر حدیث نہیں کہہ سکتے

حکیم الامتؒ فرماتے ہیں ابن تیمیہؒ کی ایک کتاب ہے **دفع الملام عن ائمة الاعلام** ۔اس میں انہوں نے ثابت کیا ہے کہ وجود دلالت کے اس قدر کثیر ہیں کہ کسی مجتہد پر یہ الزام صحیح نہیں ہوسکتا، کہ اس نے حدیث کا انکار کیا ہے، یہ کتاب دیکھنے کے قابل ہے۔

آلات لہوولعب کا توڑنا کسی واعظ یا کسی کو جائز نہیں

حکیم الامتؒ اپنے ایک وعظ میں فرماتے ہیں: امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے، کہ آلات ،لہوولعب کا توڑ ڈالنا، واعظ کو یا کسی کو جائز نہیں۔

اگر کوئی توڑ ڈالے تو ضمان لازم آئیگا، یہ کام سلطان کا ہے، وہ احتساب کرے اور توڑے پھوڑے اور سزا دے جو چاہے کرے۔ دیکھئے اس میں کتنا امن ہے،سوائے سلطان کے اور کسی کے احتساب کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ کام بند تو ہوتا نہیں جنگ وجدل وفتنہ ہوجاتا ہے اور باہمی منازعت بڑی دور تک پہنچ جاتے ہیں۔

غربت کے ساتھ رہنا ہی بہتر ہے

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: حضرات صحابہ کرامؓ سے بڑھ کر کون نیک نیت ہوگا مگر حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ تمہاری

کیا حالت ہوگی، جبکہ میرے بعد سلطنتیں اور شہر فتح ہوں گے اور تمہارے پاس زیادتی کے ساتھ مال وسامان اور غلام اور نوکر ہوں گے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس وقت ہم اللہ کی عبادت کرنے کے واسطے فارغ ہوجائیں گے۔ **نتفرغ للعبادة**۔ ہم عبادت کیلئے فارغ ہوجائیں گے اور مشقت سے بچ جائیں گے، حضور نے فرمایا: تمہاری یہی حالت اچھی ہے جو آجکل ہے، جب حضور نے صحابہؓ کیلئے زیادہ پسند نہیں کیا حالانکہ ان حضرات نے واقعی زیادہ سامان ہونے پر عبادت میں پہلے سے زیادہ ترقی کی ہے اور دنیا میں نہیں گھسے تو اوروں کیلئے کب پسند فرمائیں گے، اسلئے مسلمانوں کو دوسری قوموں کا مال دیکھ کر رال نہیں ٹپکانا چاہئے اور **عجلت لهم طيباتهم في حيوتهم الدنيا** یہ کافر لوگ تو وہ ہیں جن کو ان کی نعمتیں دنیا کی زندگی ہی میں دے دی گئیں۔ اور آخرت میں تو کافروں کیلئے عذاب ہی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: **مَنْ اَصْبَحَ مُعَافٰی جَسَدُهُ آمِنًا فِیْ سَرْبِهٖ عِنْدَهٗ قُوْتُ یَوْمِهٖ فَكَأَنَّمَا حُيِّزَتْ لَهُ الدُّنْيَا بِحَذَافِيْرِهَا**۔ یعنی کوئی شخص اس حالت میں صبح کرے کہ بدن میں صحت ہو دل میں بے فکری ہو ایک دن کا کھانا اس کے پاس ہو تو گویا اس کو تمام دنیا مل گئی۔

گناہ سے بچنے کا علاج ہمت، اور استغفار ہے

حال: یہ خیال آتا ہے کہ اس زندگی سے تو موت بہتر ہے۔ آئندہ گناہوں سے چھٹکارا ملے گا۔ اس گناہوں سے چھٹکارا ملنے کا علاج آپ کے ہاتھ میں ہے میں منتظر ہوں

کہ کیا کروں، اس کا علاج تحریر فرمائیں۔

تحقیق: پہلے تو آپ ہمت کریں اور جو عمل میں کمی کوتاہی ہو جائے اس پر استغفار کریں

زبان درازی و بدزبانی کا علاج

حال: مجھ میں زبان درازی کا عیب بہت ہے اکثر خود بخود بیکار باتیں کرتا ہوں۔

تحقیق: تین کام کیجئے (۱) ہمت کیجئے کہ ہمت کر کے بدکلامی سے بچئے (۲) اگر پھر بھی ہو جائے تو ہو جانے کے بعد استغفار کیجئے (۳) لوگوں سے میل جول کم کر دیجئے۔

غیبت اور فضول سے بچنے کا طریقہ

حال: جب کسی کے پاس بیٹھنے سے غیبت یا دوسری بیکار باتوں میں مبتلا ہونے کا خوف ہو تو ایسے وقت آنے جانے والوں کو جلدی رخصت کر دینا اور تنہائی میں رہنا مناسب ہے۔

تحقیق: ان لوگوں کو رخصت کرنے کے بجائے خود اٹھ جانا زیادہ بہتر ہے۔ رخصت کرنے میں دل شکنی ہوتی ہے یعنی لوگوں کا دل ٹوٹتا ہے۔

کم ہمتی کا علاج ہمت ہے

تحقیق: ذکر کی کمی کا علاج تو اختیاری چیز ہے ۔ ہمت کر کے ذکر کو ہمیشہ کیجئے۔ کم ہمتی کا علاج ہمت کے علاوہ اور کیا بتاؤں۔

بدنظری

تحقیق: بلاشبہ یہ (بدنظری) ایک مرض ہے اور اس کا علاج مجاہدہ ہے یعنی روزہ کے ساتھ نفس کی مخالفت کرنا اور خطاء ہو جانے پر کوئی جرمانہ مقرر کرنا ہے۔ مثلاً ایک نظر پر بیس نفلیں پڑھوں گا، اس سے انشاء اللہ اصلاح ہو جائے گی۔

جب کسی جمیل کی طرف میلان ہو تو اس وقت حدیث پاک۔ اَنَّ اللّٰہَ جَمِیْلُ وَیُحِبُّ الْجَمَال ۔ کا مراقبہ کرنا چاہئے (جمال سے مراد باطن کی خوبصورتی ہے) اور جمال معنوی گناہوں سے ختم ہو جاتا ہے اسلئے گناہوں سے بچنا چاہئے۔ اس مراقبہ سے نفس کے دوبارہ دیکھنے کی چاہت ختم ہو جائیگی۔

کسی اجنبیہ عورت کا عشق اگر دائمی خیال میں تبدیل ہو جائے تو کیا علاج ہے ذیل میں ایک ایسے شخص اور سائل کا جواب حکیم الامتؒ نے دیا جو تیس سال کی عمر سے لیکر چالیس سال کی عمر تک اس کے عشق میں مبتلا رہا دریں اثنا اس نے دو دیگر عورتوں سے شادی بھی کی ہر ایک سے چھ سات بچے بھی ہوئے مگر اس عورت کا خیال جب دل سے محو نہ ہوا تو حضرت نے اس کا علاج بتایا جو درجہ ذیل ہے۔

تحقیق: اس عورت کے بارے میں اگر آپ اپنے اختیار اور ارادے سے بھی اس شغل میں کچھ حصہ لیتے ہیں تو اس کو چھوڑ دیجئے، جس فعل کو کرنے کی قدرت ہوتی ہے، اس کو چھوڑنے کی بھی قدرت ہوتی ہے اگر آپ کے اختیار اور ارادے کا اس میں کچھ حصہ نہیں ہے تو یہ پسندیدہ حالت ہے، اور بہت سے برے اخلاق کا علاج ہے اور

مجاہدہ کا اعلیٰ قسم ہے اس پر صبر کیجئے۔ ہاں ختم ہونے کیلئے دعاء کرتے رہئے۔ باقی جب ختم ہونے کیلئے سب تدبیر کر چکے اور ختم نہیں ہوا تو اب صبر سے کام لیجئے، اس صورت میں ختم کرنے کے باوجود ختم نہ ہونے کے پیچھے پڑ جانا اللہ تعالیٰ کے فیصلہ اور اپنی تقدیر سے فرار ہے۔

از کہ بگریزم از خود اے محال۔ کس سے بھاگوں کہ خود سے بھی ہے محال

ترجمہ: اگر ساری عمر کیلئے کوئی جسمانی مرض لگ جائے تو صبر کے علاوہ اور کیا کرتے اب بھی یہی کیجئے۔ اس سے گھبرانا نفس کی بڑی آرام طلبی ہے۔ اس میں ایک بڑی خبر یہ ہے کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ، جو شخص عشق میں مبتلا ہو جائے اور وہ صبر کرے اور خلاف شرع کوئی کام نہ کرے۔ جس میں اس کو نہ دیکھنا آواز کا نہ سننا اس کا خیال جان بوجھ کر نہ لانا اور اس کا تذکرہ نہ کرنا سب داخل ہے پھر وہ اسی عشق کی حالت میں مر جائے تو وہ شہید ہے سبحان اللہ ہم کم درجے لوگوں کیلئے اس سے بڑھ کر کیا ہوگا ہاں اگر کبھی کبھی یہاں آسانی کے ساتھ قیام ہو جائے تو کیا تعجب کی بات ہے اگر زوال نہ بھی ہوا تو اعتدال ضروری ہو جائے گا۔

چوں کہ برمیخت بہ بندو بستہ باش ۔چوں کشاید چابک و برجستہ باش

ترجمہ: بندھن میں جو تم بند ہو بندھن میں بندھے رہو۔ تم جاؤ جو بندھن سے جو چاہو وہ کرو۔ میں بھی دعائے خیر کرتا ہوں ۔

حب عبادت حب معبود سے ناشی ہے

مضمون: سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ خلیفۂ حضرت حکیم الامتؒ نے ارشاد فرمایا: اس دفعہ عمر میں پہلا رمضان گیا جس میں نہ جسم نے نہ روح نے کمزوری دکھائی یعنی روزہ میں مشقت کے بجائے فرحت نصیب ہوئی اور آخری تراویح کے دن تھکن اور تکان کے بجائے یہ حسرت محسوس ہوئی کہ یہ برکت آج رخصت ہورہی ہے۔

جواب: حب عبادت حب معبود سے ناشی اور دولت عظمیٰ ہے۔

نماز میں توجہ کا طریقہ

ازسید صاحب: نماز میں توجہ کیلئے حضرت نے جو تجویز اپنے ملفوظات وتحریرات میں فرمائی کہ الفاظ کو ارادہ کے ساتھ سوچ سوچ کر پڑھا جائے میرے لئے بہت مفید ہوئی ہے۔

ذکر غذا یا دوا ہے

ازسید صاحب: ذکر میں بقول حضرت کے ایک ملفوظ کے کہ جب کیفیت ہو تو اس کو غذا سمجھو۔ اور جب نہ ہو تو اس کو دوا سمجھ کر کرو۔ سو دوا ہی پینے کی نوبت ان دونوں زیادہ آتی ہے۔

ذکر کے دوران بے کیفی و بے رنگی کی حقیقت

مضمون ! بحالت ذکر دو ہفتوں سے اپنے اندر عجب بے کیفی اور بے رنگی محسوس کرتا ہوں بار بار استغفار کرتا ہوں مگر دل کی تنگی دور نہیں ہوتی۔

جواب: قفل خزانہ کا اول مغلق ہوتا ہے پھر مفتوح ہوتا ہے یہی تنگی تھی جس کو اَنْقَضَ ظَهْرَكَ۔ فرمایا ہے اور جس کے بعد الم نشرح کا وقوع ہوتا ہے ۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا فیض ہمیشہ جاری رہے گا

یادرفتگاں میں میں حضرت سلیمان ندویؒ خلیفہ حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں: کہ حضرت کے ایک خلیفہ نے جن کو صدق رویاء کی نعمت ملی ہے وصال کی دوسری یا تیسری شب خواب میں دیکھا کہ حضرت فرمارہے ہیں: میرے فیوض اب بھی جاری رہیں گے۔ اللہ نے مجھے مقام شہداء فرمایا، یا مقام مشہود، عطا فرمایا۔ حضرت نے اسہال کے مرض سے وفات فرمائی اور حدیث نبویؐ ہے۔ وَالْمَبْطُوْنُ شَهِيْدٌ ۔ پیٹ کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے۔

اللہ کا عشق بلند مرتبہ اور مخلوق کا عشق ذلیل وخوار کرتا ہے

سوال: حضرت مخدومی و معظمی جناب مولانا ومولوی اشرف علی صاحب تسلیم۔ خط لکھنے کا سبب یہ ہوا کہ میں ایک بلاء میں مبتلا ہوں۔ ایک دوست کے خفاء اور ناراض ہونے نے مجھے تباہ کردیا ہے۔ اللہ تعالی کیلئے میری مدد فرمائے۔ خصوصی توجہ کے ساتھ دعا فرمائے کہ وہ مجھ سے راضی ہو جائے۔ اس کے لئے اگر کوئی مجرب وظیفہ اور عمل عنایت فرمائیں تو بندہ نوازی ہوتی، اس دوست کے ساتھ میرا تعلق مجبوری کی وجہ سے ہے اختیاری نہیں صرف میرے وقت گزارنے کا ذریعہ اگر یہی حال رہا تو خدا جانے میرا کیا حال ہوگا میرے حال پر نظر فرمائے اور جلدی جواب دیجئے والسلام۔

جواب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ آپ سے چوں کہ پیر بھائی ہونے کا تعلق ہے اسلئے گستا خانہ مگر خیر خواہانہ عرض ہے۔

عشقہا کز پے رنگے بود۔ عشق نبود عاقبت ننگے بود

ترجمہ: عشق جو رنگ و بو کی وجہ سے ہو جاتا ہے وہ عشق نہیں ایک عیب ہوتا ہے۔

عشق با مردہ نباشد پائیدار۔ عشق را با حی و با قیوم دار

ترجمہ: پائے داری نہیں مردہ کے عشق میں۔ پائے داری ہے بس آپ کے عشق میں،

غرق عشق شو کہ غرق است اندریں۔ عشق ہائے اولین و آخرین

ترجمہ: عشق حقیقی میں ڈوب جاؤ کہ اس میں غرق ہونا اولین و آخرین کا عشق ہے۔

ترجمہ: اس ذات پاک سے عشق کرو جس کے عشق سے تمام انبیاء ممتاز ہوئے ہیں مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی کا عشق انسان کو بلند مرتبہ بنا دیتا ہے اس کے خلاف مخلوق کا عشق ذلت وخواری کا سبب ہے۔

اسی کا عشق ہے سراپا خیر خواہی۔ رسولوں کو جس سے ملتی ہے بادشاہی

حق کی طلب میں غیر پر نظر ہو؟ اللہ تعالی سے ڈرئے اور شرمائے۔

مانا کہ تعلق مجبوری کی وجہ سے ہے، نظر خیال لانے اور قربت کی تدابیر وغیرہ تو سب اختیاری چیزیں ہیں اور شرعی طور پر گناہ ہیں۔

گناہ کے ساتھ اللہ تعالی کی رضا کہاں حاصل ہوسکتی ہے

وقت گزارنے کے ذریعے سے مراد اگر نظر اور قرب کی لذت ہے تو یہ گناہ ہے اگر

رزق اور خرچوں کی کفالت ہے تو طریقت کے راستے میں مخلوق پر نظر کرنا گناہ اور توکل کے خلاف ہے۔ یہ جو فرمایا کہ کیا حاصل ہوتا زیادہ سے زیادہ موت آئیگی۔ حدیث میں آیا ہے۔مَنْ عَشِقَ فَعَفَّ وَ کَتَمَ مَاتَفھُوَشَھِیْدٌ۔کی جس شخص نے عشق کیا اور پاکیزہ رہا یعنی شریعت کے خلاف کوئی کام نہیں کیا اور اس کو چھپایا مر گیا شہید ہوا۔آپ نے یہ حدیث سنی ہوگی۔اگر اس کیا ہوگا سے مراد فقر ہے تو۔

خدا گر بحکمت بہ بند درے۔کشاید بفضل وکرم دیگرے

ترجمہ: ہوتی ہے مصلحت گر یک در بند کھلتے ہیں فضل رب سے سو در بند۔غرض تو بہ کیجئے۔مجھے تو یہی تعویذ وعمل آتا ہے۔گستاخی معاف فرمائے والسلام۔

حال: ایک مہینہ ہوا کہ فدوی کی بہو کا انتقال ہوگیا، جس کی عمر ۱۶ یا ۱۷ سال تھی ۔بہت ہی نیک بخت اور میری

فرمابردار تھی ۔اس کے انتقال کا مجھے بہت صدمہ ہوا۔میرا خیال تھا کہ مجھے دنیاوی محبت کچھ بھی نہیں ہے لیکن یہ خیال غلط نکلا۔ہزار ہزار کوشش کرتا کہ روؤں نہیں لیکن دل پر ایسا اثر ہوتا تھا، آنسو نہیں رکتے تھے۔ایک ہفتہ تک بہت تکلیف رہی پھر حضور والا کی خواب میں زیارت ہوئی اور حضور نے تسلی فرمائی اس دن سے حقیقتاً تسکین ہوئی اور تکلیف وہ خیال جاتا رہا۔

تحقیق: بیوی یا اولاد کی محبت میں یہ تکلیف ہوتی تو کوئی حرج نہیں تھا۔لاحول ولاقوۃ الا باللہ بہو سے ایسے تعلق سے کیا مطلب ہے مجھے تو بہت ہی ناگوار ہوا۔

اس کا نقصان جو دین پر ہونے والا ہے اس سے بچو اور فکر کرو۔لا الہ الا اللہ کیا وہیات بات ہے ۔

نفس میں ضرور کچھ ہو رہا ہے نکالو اور جلدی نکالو ورنہ یہ دوسری جگہ ہی سہی رنگ لائیگا ۔افسوس یہ سنجیدگی اور یہ خیانت۔

اپنی اچھائی اور دوسرے کی برائی دیکھنے کا علاج

حال: دو بیماریاں ابھی تک دل کے اندر ایسی ہیں جس سے کبھی کبھی پوری یکسوئی میں خلل ہو جاتا ہے ۔ایک بیماری تو یہ ہے اپنی اچھائیاں دیکھنا، اور دوسرے یہ کہ دوسرے کی برائیاں دیکھنا ہے۔

میری تدبیر ان دونوں برائیوں کو ختم کرنے میں پوری طرح کامیاب نہیں ہوتی ہے۔امید کرتا ہوں کہ اس پریشانی کے جڑ سے ختم ہونے کیلیئے دعاء فرمائیں۔

تحقیق: انسان کو نہ تو اس بات کا حکم ہے کہ اس میں برائیوں کا مادہ ختم ہو جائے اور نہ اس بات کا حکم ہے کہ اس کو ان برائیوں کا وسوسہ بھی نہ آئے بلکہ اس کو صرف اس بات کا حکم ہے کہ ان برائیوں کا ارادہ نہ کرے اور نہ اس کے وسوسہ پر عمل کرے ۔اس پر عمل کرنے سے ان برائیوں کا مادہ اور وسوسہ کمزور اور ختم ہونیکی طرح ہو جاتا ہے ہاں ذکر کرتے رہنا اور اپنے عیوب کا مراقبہ کرنا اس وسوسہ کی کمزوری میں مددگار ہوتا ہے۔

غیبت کا علاج

اگر غیبت کو برا سمجھے جس کی غیبت کی گئی اس کو حقیر بھی نہ سمجھے تو پھر بھی غیبت گناہ ہے یا

نہیں۔

جواب: کیا کسی بہانے سے وہاں سے اٹھ بھی نہیں سکتا؟

ذکر یا تہجد چھوٹ جائے تو جرمانہ عائد کرے

تحقیق : میرے نزدیک نماز نفس پر بہت دشوار ہے حق تعالی شانہ کا ارشاد ہے۔ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلا عَلَى الْخَاشِعِيْن ۔ کہ نماز اللہ تعالی سے ڈرنے والوں کے علاوہ پر بہت ہی مشکل ہے اسلئے رکعات کی ایک بڑی تعداد کو جرمانہ بنانا زیادہ مفید ہے۔ رکعات کی تعداد اپنی رائے سے متعین کرلیا جائے۔

حال: کسی کے بارے میں ایسا نکل گیا جو اس کو معلوم ہوتا تو اس کو برا لگتا۔

تحقیق: اس کیلئے استغفار کیا جائے اور آئندہ نہ کرنے کا پکا ارادہ کیا جائے۔

عاجزی ہی دربار الٰہی میں معتبر ہے

جز خضوع و بندگی و اضطرار۔ اندریں حضرت ندارد اعتبار

ترجمہ: دربار الٰہی میں معتبر بس یہی ہے۔ عاجزی بندگی لاچاری وہی ہے۔

حال: جو لوگ شریعت کے خلاف کرتے ہیں وہ میری نظر میں حقیر لگتے ہیں حالانکہ میں اس کو برا سمجھتا ہوں۔

تحقیق: طبعی طور پر حقیر لگنا تکبر نہیں ہے۔ ہاں عقل کے اعتبار سے اتنا سمجھ لیجئے کہ شاید کسی شخص کی خاص حالت کی وجہ سے اللہ تعالی کے یہاں مجھ سے اچھا ہو۔ بس تکبر کے دور ہونے کیلئے اتنا کافی ہے۔

مطلوب مجاہدہ

حال: جس شخص میں کوئی عیب ہوتا ہے تو جب وہ شخص میرے سامنے سے گزرتا ہے تو میرے دل میں اس کی حقارت کا خیال آتا ہے لیکن اللہ تعالی کے فضل سے فورا دل سے آواز آتی ہے۔ کہ تم سے تو اچھا ہے تم میں فلاں عیب ہے۔

تحقیق: یہ مطلوب مجاہدہ ہے۔

حال: حضرت کی ہدایت کے مطابق رسالہ تبلیغ دین میں برے اخلاق کے بیان کا مطالعہ کرتا ہوں۔ مگر محسوس ہوتا ہے کہ مجھ میں تکبر ہے حالانکہ طلبہ کا جوتا اٹھالیتا ہوں، اور ملنے والوں سے سلام میں پہل بھی کرتا ہوں، خواہ ادنی ہو یا اعلی۔

تحقیق: اگر ایسا کرتے ہیں تو پھر تکبر نہیں ہے، اور جو بات محسوس ہوتی ہے اس کی چاہت کے مطابق عمل کرنے سے یہ بھی ختم ہو جائے گا۔ جب تک زوال نہ ہو وہ ملاقات کے قابل نہیں۔

تکبر کا امتحان

تکبر کا امتحان یہ ہے کہ اگر کوئی آپ کی تعظیم نہ کرے تو غصہ آئے، اور آپ اس کے پیچھے پڑ جائیں۔

نفس کی شرارت کے آثار

حال: مجھے ایک عادت ایسی خراب پڑ گئی ہے جو بہت تکلیف دہ ہے، بلکہ اس کے بار ے میں حضور کو لکھتے ہوئے شرم آتی ہے وہ عادت یہ ہے، کہ لوگوں کے نقصان پر اکثر

نفس کوخوشی ہوتی ہے۔جیسے کوئی شخص چلتی ہوئی ریل پر چڑھتے ہوئے گرنے لگےتو جی چاہتا ہے کہ وہ گر جائے۔

تحقیق: یہ نفس کی شرارت ہے مگر جب عقل کے اعتبار سے اس کو برا سمجھا جاتا ہوتو یہ نقصان دہ نہیں ہے۔

عہدہ کی حقیقت

مرتبے اور عہدہ کے بڑھنے میں صرف لوگوں کی نظر میں عزت کے زیادہ ہونے کے علاوہ اور کیا فائدہ ہوگا اور یہ صرف خیالی چیز ہے حقیقت میں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

لوگوں کی نگاہ میں بڑا بننے کی دعاء کرنا کیسا ہے؟

حال: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ فِیْ عَیْنِیْ صَغِیْرًا وَّفِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْرًا ۔ترجمہ یا اللہ مجھے میری نظر میں چھوٹا اور لوگوں کی نظر میں بڑا بنادیجئے۔اس میں لوگوں کی نظر میں بڑا بننا چاہنا ہے یہ گویا نفس کی لذت کو حاصل کرنے والی بات ہے۔اس کمترین میں یہ استعداد نہیں ہے کہ یہ پہچان سکے کہ یہ خیال رحمانی ہے یا نفسانی۔کمترین کا طبعی مزاج یہ ہے کہ گم نام رہوں کوئی امتیازی حالت نہ ہو۔

تحقیق: بہت ہی مبارک مزاج ہے۔اس دعاء کی حقیقت اس مزاج کے خلاف نہیں ہے،اس حقیقت کا سمجھنا جاہ کی حقیقت سمجھنے پر موقوف ہے۔جاہ کی حکمت یہ ہے کہ جاہ خود مقصود نہیں ہے، بلکہ وہ برائیوں کو دور کرنے کا ذریعہ ہے۔برائی مخلوق کی اذیت ہے۔اس اذیت کو دور اور ختم کرنے والی چیز جاہ ہے کہ وہ ظالموں کو ظلم کرنے سے

روکنے والی ہے۔خلاصہ یہ ہے کہ اصل مقصود یہ ہے کہ عوام اور حکام کی اذیت سے محفوظ رہیں، تاکہ بغیر پریشانی کے طاعت میں مشغول رہ سکیں۔اس معنی کا خیال کر کے دعاء کرنا نہ ہی مزاج کے خلاف ہوگا اور نہ ہی اس میں نفس کو بڑا بننے کی لذت حاصل ہوگی۔

بدنظری کے وسوسے کا علاج

حال: ایک وسوسہ میں ہوں علاج ارشاد فرمائے۔راستہ میں جب کوئی عورت نظر آتی ہے تو نفس کہتا ہے: ایک دفعہ دیکھ لے کیا حرج ہے؟ کیوں کہ برا کام تو نہیں کرے گا بالفرض بری خواہش ہوتی تو اس سے رکنے میں مجاہدہ ہے۔اسلئے دیکھ لے اگر دیکھنا نہ ہوتا تو مجاہدہ کہاں سے حاصل ہوتا۔تو مولوی ہے اس کو سمجھ سکتا ہے پھر اپنے مرشد سے یہ بات عرض نہ کیا کر۔حضرت (مجھے) اس دھوکہ سے نجات دلائے۔

تحقیق: جب اس وسوسہ کا دھوکا ہونا معلوم ہوگیا تو نجات یہی ہے کہ اس پر عمل نہ کیا جائے۔نفس نے اس میں جو نکتہ بتایا ہے پہلے تو اہل طریق کے فتوی کے مطابق کہ۔ **كل حقيقة ردتها الشريعة فهي زندقة**۔کہ ہر وہ حقیقت جس کو شریعت رد کرے وہ زندقہ ہے۔اسلئے پہلے تو یہ نکتہ ہی مردود ہے کیوں کہ شریعت نے اس کو زنا بتایا ہے (دوسرے) یہ نکتہ خود اصول فن کے بھی خلاف ہے کیوں کہ اس میں حکمت مجاہدہ کی نکالی ہے اسلئے نفس کے چاہنے کے باوجود نہ دیکھنا کیا یہ مجاہدہ نہیں ہے، بلکہ آپ کے نفس کے بنائے ہوئے مجاہدے میں تو کچھ مزہ ہے۔لیکن نہ دیکھنے میں تو خالص مجاہدہ

ہے پھر کونسا مجاہدہ زیادہ کامل ہوا۔اسلئے یہ مجاہدہ کی حکمت نظر چھپانے یعنی نہ دیکھنے میں بھی ہے۔

اگر مجاہدہ ایسا ہی عام مطلوب ہے تو آدھا عضو تناسل ڈال کر بیٹھا رہنا اور پورا نہ ڈالنا اس سے بڑا مجاہدہ ہے تو کیا یہ بھی مطلوب ہے؟ آئندہ بالکل ایسے نکات کی طرف نگاہ نہ دوڑاو۔دین وشریعت کو امام بنائیں ورنہ بہت جلد الحاد کے دروازے کھٹکھٹانے کا ڈر ہے۔(وفیه قال الحافظ شیرازی)

درراہ عشق وسوسہ اہرمن بسے۔ہشدار گوش رابہ پیام سروش وامر

ترجمہ:سلوک کے راستے میں شیطان کے وسوسے بہت پیش آتے ہیں،اسلئے ہوشیار رہواور وحی کی طرف کان لگائے رہو۔

حسن پرستی کا علاج

حال:میری طبیعت میں حسن پرستی کا مادہ موجود ہے جس کی وجہ سے میں حسینوں کے ساتھ مقابلے میں ایسا ہو گیا ہوں جیسے لوہا مقناطیس کے مقابلے میں ہوتا ہے۔ان حسینوں میں سے کسی پر نظر پڑنے سے دل بے چین اور آنکھیں تکتی رہتی ہیں اللہ تعالی کے واسطے میرا علاج فرمائے۔

تحقیق:ایک درجہ میلان کا ہے جو غیر اختیاری ہے اس پر پکڑ بھی نہیں ہے،ایک درجہ اس (میلان) کی چاہت پر عمل کرنے کا ہے جو اختیاری ہے اس پر پکڑ بھی ہے ۔(اس اختیاری درجہ میں دیکھنا اور جان بوجھ کر)ان کے بارے میں(سوچنا یہ سب

داخل ہے اس کا علاج نفس کو روکنا اور نگاہوں کو نیچے کرنا ہے یہ بھی اختیاری ہے ہمت کر کے اس (علاج) کو اختیار کریں اگر چہ کچھ تکلیف ہو مگر یہ تکلیف جہنم کی آگ کی تکلیف سے کم ہے۔ جب کچھ دنوں تک ہمت کر کے ایسا کیا جائیگا تو میلان میں بھی کمی ہو جائے گی پس یہی علاج ہے اس کے علاوہ کوئی علاج نہیں، اگر چہ ساری عمر پھرتے رہو۔

حال: بندہ حقیر اپنے اندر غصہ کا مرض پاتا ہے۔ جب کبھی کسی سے کوئی بات یا کوئی کام طبیعت کے خلاف ہو جاتا ہے، تو طبیعت بھڑک اٹھتی ہے۔ بندوں کا یہ مرض اختیاری ہے، لیکن اس بری عادت غصہ کے وقت اس کی برائیاں نظر کے سامنے نہیں رہتی ہیں۔

تحقیق: اس کا علاج ضد کے ساتھ (غصہ آئے تو غصہ نہ کرنا اس کی برائیوں کے) بھول جانے کا) (علاج) استحضار ہے۔

ایک پرچہ پر غصہ کی برائیاں لکھ کر اپنے پاس رکھو خواہ جیب میں رکھو یا بطور تعویذ بازو پر باندھ لو۔ غصہ کے وقت برائیوں کا یاد آ جانا یا یاد کر لینا آسان ہو جاتا ہے۔

ریاء کے وسوسہ کا علاج

حال: کچھ لوگوں نے میرے کلام اللہ کے حفظ کی تعریف کی کیفیت معلوم کی تو میری تعریف کی۔ اس سے نفس میں ایک قسم کی خوشی ہوئی۔ اس کی وجہ سے مجھے اپنی نیت کے خلوص میں شک پیدا ہو گیا۔ میں اب اس کی وجہ سے یہ ارادہ کرتا ہوں کہ کلام

للہ شریف کا حفظ کرنا نیت کے خلوص تک روک دیتا ہوں ۔آئندہ جیسے حضرت حکم فرمائیں۔

تحقیق: ایسا کبھی نہ کرنا۔خوشی ہونے کی وجہ سے نیت میں خلوص نہ ہونے کا شک کرنا غلط ہے ورنہ شیطان کو ہر نیک عمل کے چھڑادینے کا ایک اچھا ذریعہ ہاتھ آجائیگا کہ لوگوں سے تعریف کرادی اور آپ کو شک میں ڈال دیا۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جس طرح مخلوق کیلئے عمل کرنا ریاء ہے اسی طرح مخلوق کیلئے عمل چھوڑ دینا بھی ریاء ہے۔حال: بندہ کو نماز میں بہت وسوسہ آتے ہیں ۔اسی طرح ہر اچھا کام میں خصوصا نماز میں یہ خیال آتا ہے کہ تجھے فلاں دیکھ رہا ہے اسلئے تیرا یہ کام ریاء اور سمعہ ہے (لوگوں سے تعریف سننے) میں داخل ہے یہ خیال اکثر فرض نماز کے علاوہ باقی تمام افعال حسنہ کے چھوڑ دینے پر مجبور کرتا ہے علاج فرمایا جائے۔

تحقیق: صرف کسی کے دیکھنے سے جب تک کہ عامل) (عمل کرنے والا) دکھانے کا ارادہ نہ کرے اور یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ ارادہ کرنا اختیاری فعل ہے۔صرف دکھلانے کا خیال بغیر اختیار کے آنا یہ ارادہ نہیں ہے اس جاننے علم کا صحیح ہونا بھی اس کے خیال کا علاج ہے اور اس خیال کی چاہت پر عمل نہ کرنا اس علاج کی تکمیل ہے۔

حال: کبھی ذکر کرتے ہوئے یہ خیال آتا ہے کہ کوئی سنے گا تو تعریف کرے گا۔

تحقیق: اگر اس (تعریف کا عزم) نہ ہو تو کوئی نقصان دہ نہیں ہے۔

حال: اگر کوئی سامنے تعریف کرتا ہے تو اچھا لگتا ہے اس کا علاج فرمائیں۔

تحقیق: اگر یہ اچھا لگنا عقلی طور پر برا لگتا ہے تو نقصان دہ نہیں ہے۔

بدگمانی کا علاج

حال: کبھی ذرا سی بات پر دوسروں سے بدگمانی ہوتی ہے۔ مگر اس کو دل سے دور کرتا ہوں۔

تحقیق: اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ کسی کے سامنے اس کو زبان پر بھی نہ لائیں۔

نعمت کی ناشکری کا عمدہ علاج

سوال: عرض یہ ہے کہ آپ کے غلام کو بہت بڑا مرض لگ گیا ہے، وہ یہ ہے کہ غلام کے پاس (اللہ تعالی کا شکر ہے کہ طرح طرح کے کپڑوں کے جوڑے ہونے کے باوجود جب بھی کسی اچھے کپڑے کو دیکھتا ہوں تو دل میں بار بار یہ بات آتی ہے، کہ ایسا کپڑا خرید لینا چاہئے اور دوسری چیزوں کے بارے میں ایسے ہی خیال آتے ہیں۔ اگر وہ چیز مل جاتی ہے تو لینا پڑتا ہے اور اگر اتفاق سے روپیہ موجود نہ ہو تو صرف خریدنے سے رکاوٹ ہوتی ہے، مگر خیال وہی ہوتا ہے سب سے زیادہ یہ بات ہے کہ دوسرے کی چیز خصوصاً کپڑا دیکھ کر اپنا لباس حقیر نظر آتا ہے، جو بہت بڑی خطرناک بات ہے ہاتھ باندھے ہوئے عرض ہے کہ مہربانی فرما کر اس کا کوئی علاج بتا کر سرفراز فرمائیں۔

جواب: حقیقت میں یہ سخت بات ہے۔ اس کا علاج دو چیزوں (ایک علم، اور ایک عمل

) سے مرکب ہے، علم یہ ہے کہ اپنے گناہوں کو مستحضر کر کے سوچا جائے میں ایسے کپڑوں جو موجود ہیں کا بھی بلکہ کسی قسم کی بھی نعمتوں کا مستحق نہیں تھا، یہ بھی اللہ تعالی کی رحمت ہے کہ ایسے شخص کو ایسی نعمتوں سے نوازا گیا۔اس کو بار بار خوب سوچا جائے (۲) عمل یہ ہے کہ جو کپڑے موجود ہیں ان میں جو کپڑا سب سے کم درجہ کا ہو وہ پہنا جائے (اور) جب کوئی نیا کپڑا بنانا ہو اس کی کیفیت بتا کر اس پر چہ کے ساتھ مشورہ کر لیا جائے۔

عوام کا اعتقاد مثل خصیہ کے ہے

فرمایا: عوام کے اعتقاد کی غرض سے کمالات کا اظہار یہ تو بہت ہی بڑا مرض ہے اس سے تو اجتناب سخت ضروری ہے عوام کا اعتقاد ہے ہی کیا چیز۔ ہمارے حضرت مولانا یعقوب رحمۃ اللہ علیہ اس اعتقاد کی ایک مثال بیان فرمایا کرتے تھے ہے تو فحش مگر بالکل چسپاں۔فرمایا کرتے تھے: کہ عوام کے عقیدے کی بالکل ایسی حالت ہے کہ جیسے گدھے کا عضو مخصوص بڑھے تو بڑھتا ہی چلا جائے اور جب غائب ہو تو بالکل پتہ ہی نہیں ہے واقعی عجیب مثال ہے۔

انسان کا کام صرف طلب ہے

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ حق تعالی کی بڑی رحمت ہے انسان کا کام صرف یہ ہے کہ لگا رہے جو کچھ ہو سکے کرتا رہے وہ طلب کو دیکھتے ہیں اگر ادھر سے طلب ہے تو ادھر علم بھی ہے قدرت بھی ہے رحمت بھی اسلئے سب کچھ عطاء ہو رہیگا۔

ازالہ شبہات کا طریقہ عظمت ومحبت

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ دو چیزیں ہیں اگر انسان کے اندر پیدا ہو جائیں پھر کبھی شبہات پیدا نہیں ہو سکتے ایک عظمت، اور ایک محبت۔ شبہات کا پیدا ہونا خود دلیل ہے عدم محبت ارو عدم عظمت کی، باقی بدون محبت وعظمت کے محض سوالوں سے یا تحقیقات سے کبھی شبہات کا ازالہ نہیں ہوا کرتا، سو قطع شبہات کا یہ طریقہ ہی نہیں، اب صرف سوال ہوتا ہے کہ پھر اس محبت وعظمت کا کیا طریقہ ہے؟ تو میں عرض کرتا ہوں کہ وہ طریقہ اہل محبت کی صحبت ہے اور بعد تجربہ کے اس میں کوئی شبہ نکال نہیں سکتا۔

موجودہ واعظوں کی مجلس سے ذکر بہتر ہے

آئنہ تربیت میں حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں: موجودہ واعظوں کے مجالسوں میں شریک ہونے سے ذکر ومعمولات میں مشغول ہونا بہتر ہے۔

مخالفین کی شرارت پر بے چینی کا مطلب

حکیم الامتؒ آئنہ تربیت میں فرماتے ہیں: مخالفین کی شرارت سے بے چین ہونا منافی اخلاص نہیں ہے کہ امر طبعی ہے۔

ذکر ومعمولات مجاہدہ کے تسلسل پر سستی ہو تو کیا کرے

آئنہ تربیت میں حضرت فرماتے ہیں: مجاہدہ پر ایک مدت گزرنے سے طبعاً ملال اور تکاسل پیدا ہوتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ معمولات کی مقدار نصف کردے یا ایک دن فاصلہ کریں۔

قلت مجاہدہ پر بھی دولت وہی ملتی ہے

آئینہ میں فرماتے ہیں: اس زمانہ میں قلت مجاہدہ پر وہی دولت نصیب ہوتی ہے، جو سلف کو مجاہدہ عظیم پر میسر ہوتی تھی۔

دعاء میں انقباض کا علاج

آئینہ میں حضرت فرماتے ہیں: بعض طبائع کو ہاتھ اٹھا کر دعاء سے انقباض ہوتا ہے ان کو چاہئے کہ دیر تک دعاء کریں تا کہ اس انقباض میں کمی ہو جائے۔

کیا حالت مرض بھی مجاہدہ ہے۔

حالت مرض کی بیکاری صحت کے مجاہدہ سے کم نافع نہیں ہے (آئینہ)

کیا یکسوئی کم میسر ہونا مضر ہے؟

جن کی قوت عقلیہ غالب ہوتی ہے اس کو یکسوئی کم میسر ہوتی ہے، اور اسی پر انوار والوں کے مکشوف ہونے کا مدار ہے (آئینہ)

بغیر فساد کا غصہ بھی نافع ہے

اگر غصہ سے کوئی دینی یا دنیوی فساد برپا نہ ہو تو علاج کی ضرورت نہیں، بلکہ نافع ہے۔

سفر میں صرف ذکر بھی موجب برکت ہے

اگر سفر میں تہجد کا موقع نہ ملے تو تیمّم کر کے صرف ذکر کر لینا موجب برکت ہے (آئینہ)

گناہوں کی تلافی سے مایوس ہونا اور گھبرانا شیطانی کید ہے، جو خدا کی رحمت سے نا

امید کرتا ہے (آئینہ)

تہجد کیلئے کوئی جگاتا ہے

جب سالک کو عالم قدس سے مناسبت ہو جاتی ہے تو باذن حق کوئی روح ظاہر امور صالحہ میں اعانت کرتی ہے، مثلاً تہجد کے وقت جگانا وغیرہ۔

یکسوئی کی حقیقت

جس یکسوئی کا انسان مکلّف ہے وہ اعتقاد ہے اور خیالی یکسوئی نہ اختیاری ہے نہ مامور بہ۔

ورد کبھی ترک مت کرو

کسی مجمع اور ریاء کے خیال سے ورد کا ترک کرنا جائز نہیں (آئینہ)

سوزش کا علاج

درود شریف کی کثرت سوزش اور حرارت کا علاج ہے۔

ذکر کی حرارت کا علاج

ذکر سے اگر حرارت بڑھ جائے تو یہ تصور کرے کہ میرے قلب سے چاند لگا ہوا ہے۔

کیا نیا حال ضروری ہے

نیا حال نہ ہونا بھی ایک حال ہے کیوں کہ وہ دلیل ہے کہ کم از کم انحطاط تو نہیں۔ (آئینہ)

عمدہ حالت کے ہوتے ہوئے برے خیالات

عمدہ علامت کے ہوتے ہوئے برے خیالات کی مثال ایسی ہے جیسے مکھی آئینہ کی سطح پہ ہوتی ہے مگر اندر نظر نہیں آتی۔

معمولات پر استقامت کرامت ہے

معمولات کا بدستور بلاناغہ پورا ہونا استقامت فوق الکرامۃ ہے۔

ہر وقت ہاتھ میں تسبیح رکھو

فضول گوئی سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر وقت تسبیح رکھے اور اصلی کام ذکر کو سمجھے، جس سے کوئی وقت خالی نہ ہو۔

اور پھر بھی اگر سرزد ہو جائے تو چار رکعت نفل کا جرمانہ ادا کرے۔

گناہ کی حالت میں کوئی پیشہ کرنے پر مجبور ہو تو کیا کرے؟

ہر صاحب صنعت وحرفت کو معصیت کے ارتکاب سے بچنا چاہئے اور اگر ناگزیر ہو تو گناہ گار سمجھ کر کرتا رہے، اور نہایت عاجزی سے توبہ اور دعاء کرتا رہے۔

جس مجلس میں اسلام پر طعن ہو مت بیٹھو

ترجمہ شیخ الہندؒ کے حاشیہ میں علامہ شبیر عثمانیؒ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ اِلَى الْمُؤْمِنِيْن پارہ ۵ کی تفسیر میں فائدہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہو گیا کہ جو شخص مجلس میں اپنے دین پر طعنہ اور عیب سنے اور پھر انہیں میں بیٹھا سنا کرے اگر چہ

آپ کچھ نہ کہے، وہ منافق ہے۔وَنَمۡنَعۡکُمۡ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡن کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ دین حق پر ہو کر گمراہوں سے بنائے رکھنا یہ بھی نفاق کی بات ہے۔

تسبیح پڑھتے وقت بات کرتے رہنے سے ثواب ملے گا یا نہیں؟

برزباں تسبیح ودردل گاؤخر۔ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

ایک سائل نے جب یہ شعر حضرت کی خدمت میں بھیجا تو آپ نے مذکورہ جواب ارشاد فرمایا۔

تحقیق: خدا جانے یہ کس کا شعر ہے۔تجربہ ہے کہ اس طرح ذکر میں بھی اثر ہے مگر شرط یہ ہے کہ اثر کا ارادہ ہو یعنی خشوع کا نقد اور رضا وثواب کا ادھار (یعنی آخرت میں)البتہ اگر یہ بھی یعنی خشوع کا نقد اور اللہ تعالی کی رضا وثواب کا آئندہ کے لئے ارادہ ہو لیکن اگر یہ بھی ارادہ نہ ہو تو۔ اِنَّمَا الاَعۡمَالُ بِالنِّیّات ۔اعمال کا دارومدار نیت پر ہے کی وجہ سے یہ شعر صحیح ہے۔

سلطان الاذکار کے آثار

نماز پڑھتے وقت میں خصوصاً مغرب کی نماز میں زیادہ تر التحیات میں قلب سے ایک قسم کی کشش پیدا ہو کر بدن میں لرزہ کپکپاہٹ ہو جاتی ہے اکثر دل سے ذکر جاری ہو جاتا ہے، کبھی زبان سے بھی ذکر جہری جاری ہو جاتا ہے، اکثر اس قسم کی کشش سی محسوس ہوتی ہے۔

تحقیق: مبارک ہو یہ ذکر کے غلبہ کے آثار ہیں جس کو اصطلاح میں سلطان الاذکار کہتے ہیں نماز میں ایسا ہونا نماز کے ساتھ پوری مناسبت ہو جانے کی علامت ہے۔ یہ دوسری پسندیدہ اور مقبول کیفیت ہے اللہ تعالی برکت والی استقامت بخشے۔

مراقبہ کریں اگرچہ تھوڑا ہی ہو

حال: مراقبہ ترک ہو جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بندہ کو پڑھانے کا مشغلہ زیادہ ہو گیا ہے۔

تحقیق: کچھ غم کی بات نہیں پڑھانا بھی عبادت ہے مقصود اس کا اور مراقبہ کا مشترک اور ایک ہے۔لیکن اگر کسی وقت مراقبہ بھی ہو جائے اگرچہ تھوڑا ہی ہو زیادہ مفید اور اچھا ہے۔

علم کی حقیقت

جو فقط پڑھنے پڑھانے سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کے اور اسباب ہیں منجملہ ان کے ایک سبب دعاء ہے جو۔ **اهدنا الصراط المستقيم** میں مذکور ہے۔ دوسرا سبب تقوی ہے جو۔ **هدى للمتقين** میں مذکور ہے۔

میں حضرت حاجی صاحبؒ سے مرید معمولات کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کے علم کی وجہ سے ہوا۔

علم کی حقیقت

حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ فرماتے ہیں کثرت معمولات کا نام علم نہیں بلکہ علم یہ ہے کہ ادراک سلیم اور قوی ہو جس سے نتائج صحیحہ تک جلد وصول ہو جاتا ہے یہی ہے حقیقت علم۔

نور نبوت

حکیم الامتؒ فرماتے ہیں جیسے پاور ہاؤس میں بجلی کا خزانہ جہاں بجلی بنتی ہے تمام مشینوں کا تعلق اسی پاور ہاؤس سے ہے اگر کسی بلب کا تعلق پاور ہاؤس سے کٹ جائے تو پھر بھی بجلی مل سکتی ہے؟ اسی طرح جس علم کا تعلق نبوت کے پاور ہاؤس (اتباع سنت) سے نہیں ہے اس کو ہدایت کی روشنی ہرگز نہیں مل سکتی، اور جس کا تعلق نور نبوت سے ہے ایسا شخص جہاں چاہے قدم برداشتہ چلتا رہے اپنوں میں چلتا رہے یا غیروں میں چلتا رہے یا معاندین میں چلتا رہے، اس کو کوئی نقصان نہیں کیونکہ اس کے ساتھ ہدایت نوری ہے، اور نور تاثر سے خالی ہے تو یہ شخص دشمن کے اثر لینے سے خالی ہے خواہ وہ دشمن نفس ہو یا شیطان ہو یا صاحب سو۔ کیونکہ نور علم کی وجہ سے اس کو خیر وشر میں امتیاز ہو گیا، لیکن یہ حکم اس عالم کیلئے ہے، جس میں نور علم رچ بس گیا ہو، اس کے لیئے نہیں، جو صرف کتابیں ختم کر کے امتحان میں پاس ہو کر عالم کہلانے لگا ہے۔ تو وہ صاحب علم جو خود نبوت کی روشنی میں چل رہا ہے، اس کیلئے اندھیرا کہاں ہے اس کیلئے لیل ضلالت کہاں اس کیلئے تو نور نہار موجود ہے۔

اہل اللہ کی صحبت فرض عین ہے

حکیم الامتؒ کا ارشاد ہے: کہ معاش میں اتنا مشغول ہونا کہ کسی بزرگ کے پاس ہفتہ یا مہینہ میں حاضری کا موقع نہ پائے میں ایسی روزی کو ناجائز کہتا ہوں ۔ کیونکہ کسب حلال کے ساتھ ہم پر آخرت کی تیاری بھی تو فرض ہے۔اور یہ موقوف ہے اہل اللہ کی صحبت پر،ضروری کا موقوف علیہ بھی ضروری ہوتا ہے۔ایک عالم کی اس بات پر کہ اہل اللہ کی صحبت کیا درجہ رکھتی ہے،ارشاد فرمایا: کہ میں فرض عین قرار دیتا ہوں ، کیونکہ نفس کی اصلاح بدون مصلح ممکن نہیں ، اور فرمایا کہ عاصی اہل اللہ کی صحبت سے ولی بن سکتا ہے،اور بدون صحبت اہل اللہ ولی نہیں بن سکتا ۔

حق تعالی کی محبت و پیاس جس روح میں ہوتی ہے اسے تو اللہ والوں کو دیکھتے ہی پیار آ جاتا ہے سلوک کا پہلا قدم اللہ والوں کی محبت اور دنیا سے دل کا اچاٹ ہونا ہے۔

آج کل مجھے بہت غصہ ہے

تحقیق: یہ زیادتی عارضی وقتی ہے ذکر کے آثار کے غلبہ سے آزادی بڑھ جاتی ہے آزادی سے غصہ بڑھ جاتا ہے مگر ذکر کے آثار کے پکا ہونے سے تمکینی (ٹھہراؤ کی کیفیت) حاصل ہو جائے گی۔

خلوت میں قلب کی صفائی ہوتی ہے

قعر چہ بگزید ہر کہ عاقل است ۔ زانکہ در خلوت صفا ہائے دل است

ترجمہ: اے طالب جو عقلمند ہے اس نے کنوئیں کی گہرائی (رہنے کیلئے) اختیار کر لی

کیونکہ اس سے دل کی صفائیاں حاصل ہوتی ہیں مطلب یہ ہے کہ عزلت نشینی عقلمند لوگ اختیار کرتے ہیں کیونکہ اس سے نفس کی آراستگی اور صفائی ہوتی ہے (مفتاح العلوم)۔

معمول کے ناغہ ہونے میں بہت سے فوائد

حال: الحمد للہ اس وقت بھی معمولات کا پابند ہوں درمیان میں بہت عرصہ کے بعد دودن ناغہ ہوگیا، جس کا رنج وصدمہ اب تک باقی ہے، استقامت کے لیئے دعاء فرمائی جائے۔

تحقیق: کبھی کبھی ناغہ ہو جانا اس راستے کی لازمی اور معمول کی چیز ہے ایک تجربہ کار کا قول ہے۔

در بزم عیش یک دوقدح درکش وبرو۔یعنی طمع مدار وصال دوام را

ترجمہ: محبوب کی محفل میں تھوڑی دیر رہو اور چلے جاؤ ہمیشہ رہنے کی امید نہ رکھو۔

لازمی ہونے کے علاوہ اس میں فوائد بھی ہیں ایک فائدہ اللہ تعالی کی قدرت اور اپنے عجز کا نظر آتا ہے؛ اسی میں ایک فائدہ عجب کا علاج بھی ہے۔ایک فائدہ شوق کا بڑھ جانا بھی ہے۔ایک فائدہ معمول چھوٹنے پر غم کا پیدا ہونا ہے، جو ایک بڑا مجاہدہ ہے اور ایک فائدہ جو بہت زیادہ باریک ہے وہ یہ کہ اس میں مقصود تسلیم وتفویض یعنی اپنے کو اللہ تعالی کے حکم کے آگے سر جھکانے اور اللہ تعالی کے حوالہ کرنے کا عادی بنانا ہے۔

روز ہا گر رفت گو رو باک نیست۔تو بماں اے آنکہ جز تو پاک نیست

ترجمہ: اگر دن بے وصال محبوب گزرتے جائیں تو ان سے کہو جاؤ، مگر محبوب کے عشق کی جلن جو ہمارے پاس ہے اس سے اچھی کوئی چیز نہیں ہے، یعنی کیفیتیں اور حالات اگر ختم ہو جائیں تو کوئی افسوس کی بات نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا تعلق رہنا چاہئے کہ اس کی طرح کوئی چیز پاک نہیں۔

قال: گر مرادت راندا ق شکر است۔ بے مرادی نے مراد دلبر است

ترجمہ: اگر تمہاری مراد کا مزا میٹھا ہے تو کیا تمہاری مراد کا دیوانہ ہونا محبوب کی مراد نہیں ہے۔ (یعنی جس طرح تمہاری مراد تمہارا مطلوب ہے ایسے ہی محبوب کی مراد اس کا مطلوب ہے۔ اور چونکہ وہ تمہارا ہے، اس لئے اس کی مراد اپنی مراد سے زیادہ پسندیدہ ہونی چاہئے اسلئے یہ بے مرادی جب محبوب کی طرف سے ہے تو یہ بہت اچھی چیز ہے

حال: پس زبون وسوسہ باشی دلا۔ گر طرب را باز دانی از بلا

ترجمہ تم بالکل مغلوب وساوس سمجھے جاؤ گے اگر محبوب کی خوشی اور پریشانی میں فرق سمجھو گے۔

وقال العارف شیرازی ایضاً

سیل من سوئے وصال ومیل اوسوئے فراق۔ ترک کام خود گرفتم تا برآید کام دوست

ترجمہ میں وصال چاہتا ہوں وہ مزاق چاہتا ہے میں اپنی چاہت اس کی چاہت کیلئے چھوڑتا ہوں۔

غنودگی میں ذکر کرنے کا حکم

سوال: رات کے آخری حصہ میں ذکر و شغل میں کچھ غنودگی سی رہتی ہے، اور اسی حالت میں ذکر کرتا ہوں، کچھ حرج تو نہیں۔

جواب: اگر غنودگی الفاظ کے صحیح ادا ہونے میں رکاوٹ نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں ہے، ورنہ یا تو غنودگی کا کوئی علاج کیا جائے یا ذکر کا وقت بدل دیا جائے۔

اللہ تک پہنچنے کا اقرب راستہ

فرمایا: جس طرح اوراد و نوافل کی کثرت اس کا ایک راستہ ہے اسی طرح مرض اور حزن (غم) اور انقباض اور ضیق قلب و تأسف و ندامت و خجلت و انکساری بھی ایک راستہ بلکہ اقرب راستہ ہے۔ آپ نے ایک سائل کو مرض کی وجہ سے معمولات میں کمی بیشی اور ترک و ناغہ ہونے پر جواب دیتے ہوئے فرمایا جو حالت آپ نے خط میں لکھی ہے وہ اگرچہ نفسانی اور جسمانی تکلیف اور مشقت ہے لیکن روحانی ترقی ونفع ہے بالکل مطمئن رہئے۔ جتنا اور جس طرح ہو سکے کر لیا کیجئے، اور نہ ہو سکے نہ کیا کیجئے۔

در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست ۔ ہر صراط مستقیم اے دل کسے گمراہ نیست

ترجمہ: راہ سلوک میں سالک کو جو حال بھی پیش آئے اس کیلئے خیر ہے صراط مستقیم میں کوئی شخص گمراہ نہیں ہوتا لیکن (بات یہ ہے کہ) نفس چاہتا ہے کہ مجھ کو ذکر و شغل کا ثمرہ جلد دنیا میں مل جائے یہ خطائے عظیم ہے اصل ثمرات دیکھنے کا اصل وقت آخرت ہے جس نے یہ نکتہ پکا کر لیا اس کو رضا و تفویض کی مٹھاس نصیب ہوگئی، اور جو

اس نکتہ سے غافل ہے عمر بھر پریشان رہے گا۔ محذو ما جو کچھ میں نے لکھا ہے اگر چہ مختصر ہے، مگر بہت ہی جامع اور تجربہ کی بات ہے، آپ شک نہ کیجئے۔ والسلام

ذکر کرتے وقت کیا حالت ہونی چاہئے

ایک سائل نے حضرت حکیم الامتؒ کو لکھا کہ ذکر کرتے وقت میری یہ حالت ہوتی ہے جیسے مجرم بادشاہ کے سامنے شرمندہ ہوتا ہے حضرت والا دعاء فرمائیں۔

تحقیق: بہت دل خوش ہوا خوش ہو کر دعاء کی، یہ دولت کس کو نصیب ہوتی ہے۔

ذکر کی حالت میں گوشت کا ہلنا

ذکر کی حالت میں بغیر ارادے کے کسی جگہ گوشت ہلتا ہے اسکی کیا وجہ ہے؟

تحقیق: ذکر سے حرارت ہوتی ہے اور حرارت سے حرکت ہوتی ہے اس کی طرف التفات نہ کریں۔

ذکر کے وقت توجہ کدھر ہو

تحقیق: توجہ مذکور کی طرف ہونا افضل ہے مگر وارد (پیش آنے والا حال) کبھی ذکر کی طرف توجہ چاہتا ہے تو اس وقت زیادہ مفید ہے۔

دلائل الخیرات

مناجات مقبول کی منزل بہت مختصر ہے ناغہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں لیکن دلائل الخیرات میں ایسا ہوسکتا ہے مگر (دلائل الخیرات) کی ایک منزل تین چار دن میں پڑھ لیا کریں یعنی پوری دلائل الخیرات ایک ماہ میں پوری کرلیا کریں۔

اللہ نے فرعون کی بھی دعاء قبول فرمائی

حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب الہ آبادیؒ خلیفہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ اپنی کتاب تصوف اور نسبت صوفیہ میں رقم فرماتے ہیں: کہ اجابت دعاء کے سلسلہ میں فرعون کا ایک واقعہ نقل کرتا ہوں جسے صاحبِ روح المعانی۔ وَلَقَدُ اَخَذُنَا آلَ فِرُعَوُنَ بِالسِّنِیُنَ وَنقُصٍ مِّنَ الثَّمَرَات ۔ کے تحت لکھا ہے اور اس میں شک نہیں کہ بڑی عبرت اور نصیحت کا واقعہ ہے۔ اخرج الحکیم الترمذی فی نوادرالاصول و ابن ابی حاتم۔

عن ابن عباسؓ قال لمااخذالله تعالی آل فر عون بالسنین یبس کل شئ لهم وذهبت مواشیهم حتی یٔس نیل مصر فاجتمعواالی فرعون وقالوا له ان کنت کما زعمت فأتنا نیل مصر بماء فقال غدا یصبحکم الماء فلما خرجوامن عنده قال ای شئ صنعت انالااقدر علی ذالک فغدایکذبونی فلما کان جوف اللیل قام واغتسل ولبس مدرعة صفوف ثم خرج حافیا حتی اتی النیل فقام فی بطنه فقا اللهم انک تعلم انی اعلم انک تقدر علی ان تملأ نیل مصر ماء فأملأه ماء فلما علم ان تجریر الماء یقبل فخرج واقبل النیل مطرعابالماء لما اراد الله تعالی بهم من الهلکة۔ روح المعانی جلد ۹۔

حکیم ترمذیؒ نے نوادرالاصول میں اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے

روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالی نے آل فرعون کو قحط میں مبتلا کیا تو ان کے یہاں کی ہر چیز خشک ہوگئی تمام جانور اور مویشی مر گئے یہاں تک کہ مصر کا دریا نیل بھی خشک ہوگیا ، یہ دیکھ کر قوم کے سب لوگ فرعون کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ اگر تو ویسا ہی ہے جیسا کہ تیرا گمان ہے (یعنی معاذ اللہ خدا ہے) تو ہمارے دریائے نیل میں پانی لے آیا اس نے کہا اچھی بات ہے کل صبح اس میں پانی آجائے گا، جب لوگ اس کے پاس سے چلے گئے اور فرعون (تنہا ہوا) تو اس نے اپنے دل میں کہا کہ اب میں کیا کروں گا ۔میں تو پانی لانے پر قادر نہیں نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ لوگ کل صبح میری تکذب کر دیں گے، اور میں رسوا ہو جاؤں گا ، چنانچہ جب آدھی رات ہوئی تو فرعون اٹھا اور غسل کیا اور صوف کا جبہ پہنا اور ننگے پاؤں نیل کے پاس آیا اور دریا کے بیچ میں کھڑے ہوکر یہ دعاء کی: کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں تجھ کو اس بات پر قادر سمجھتا ہوں کہ دریائے نیل کو پانی سے بھر سکتا ہے لہذا تو اسے پانی سے بھر دے ۔اُس کا اتنا کہنا تھا کہ اسے پانی کے آنے کا شور محسوس ہوا ۔فوراً باہر نکل آیا اور دریائے نیل پانی سے لبریز ہوکر رواں ہوگیا اسلئے کہ اللہ تعالی کے علم میں فرعون اور اس کے قوم کی ہلاکت اسی نیل میں غرق ہوکر مقدر تھی ۔

سبحان اللہ یہ روایت عجیب روایت ہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کافر کی بھی دعاء قبول فرمالیتے ہیں ۔دیکھئے فرعون کی دعاء کو بھی شرف قبول بخشا، حالانکہ وہ خدائی کا مدعی تھا لیکن جب تنہائی میں اللہ تعالی کے سامنے اپنے عجز کا اقرار کیا اور معاملہ کو اسی

کے حوالہ کر دیا تو پھر اللہ تعالی نے بھی اپنی شان قدرت دکھلائی کہ دریا کو جاری فرما دیا اوراس کی پرواتک نہیں کی کہ یہ کافر ہے میری ہمسری کا دعویدار رہے۔اس میں شک نہیں کہ یہ خدائی ہی اخلاق تھے جو دشمن کے ساتھ بھی ایسا معاملہ روارکھا گیا دوسراایسا کوئی نہیں کرسکتا تھا۔ یہاں میں اتنی بات کہتا ہوں کہ جب کافر کی دعاء کے ساتھ اللہ تعالی نے یہ معاملہ فرما دیا،تو اگر اللہ تعالی سے کوئی مومن موحداور اللہ تعالی کا جاننے والا خلوص کے ساتھ صرف دل سے حالت اضطرار میں اپنی کوئی حاجت طلب کرے گا تو کیا اللہ تعالی اسے قبول نہیں فرمائیں گے۔ضرورقبول کریں گے۔

دوستاں را کجا کنی محروم۔تو بادشمناں نظر داری

میں اپنے احباب کو وصیت کرتا ہوں کہ اس قصہ کو بار بار پڑھیں اوراپنے ذہن میں مستحضر کرلیں اس کی وجہ سے اللہ تعالی کی قدرت اور رحمت پر بھی نظر ہو جائے گی اور انشاءاللہ معرفت کا بھی کچھ نہ کچھ حصہ ضرورنصیب ہو جائے گا۔

دعاء میں تاخیر کا راز

آخرمیں ضروری بات بیان کر کےاس مضمون کوختم کرتا ہوں وہ یہ کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مومن اخلاص کے ساتھ دعاء کرتا ہےاور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہیکہ اس کی دعاء قبول نہیں ہورہی ہےاس وقت ظاہر ہے کہ انسان اس کی وجہ سے دلشکستہ ہو جاتا ہے پس اس تاخیر کا سبب مولانا روم نے مثنوی میں بہت عمدہ بیان فرمایا ہے، ایسا کہ ہر مومن کواس کے سننے کے بعد بالکل تسلی اوراطمینان ہی ہو جاتا ہےایک مقام پر یہ سرخی

قائم فرمائی ہے کہ (سبب تاخیر اجابت دعاء مومن) اوراس کے تحت یہ فرمایا کہ

اے بسا مخلص کہ نالد در دعاء۔ دردا خلاصش برآید تا تیما

بسا مخلص ایسے ہیں کہ اپنی دعاء میں اس طرح سے نالہ وفریاد کرتے ہیں کہ ان کے اخلاص کا دھواں آسماں تک پہنچ جاتا ہے۔

تارود بالائے ایں سقف بریں۔ بوے مجمر ازانیں المذنبیں

یہاں تک کہ گناہگاروں کی فریاد کرنے کی وجہ سے ان کے قلب کی انگیٹھی کی خوشبو اس آسماں سے اوپر تک جاتی ہے۔

پس ملک باخدا نالند زار۔ کائے مجیب ہر دعاء ومستجار

یہ دیکھ کر فرشتے اللہ تعالیٰ سے زارزار نالہ کرتے ہیں کہ اے دعاؤں کی اجابت کرنے والے اوراے وہ ذات جس کی پناہ طلب کی جاتی ہے۔

بندہ مومن تضرع می کند۔ اونمی داند بجز تو مستند

یہ مومن بندہ تجھ سے تضرع وزاری کرر ہا ہے اورسوا آپ کے کسی کو تکیہ گاہ اوراپنا سہارا نہیں سمجھتا۔

تو عطا بیگانگاں رامی دہی۔ ازتو دارد آرزو ہر مشتہی

آپ تو بیگانوں کو بھی عطا فرماتے ہیں آپ سے تو ہر خواہشمند آرزو رکھتا ہے مومن مخلص کی دعاء اور ملائکہ کی سفارش نقل کر کے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ آگے حق تعالیٰ کا جواب نقل فرماتے ہیں، اور یہی سبب ہے تاخیر اجابت کا جو مقصود بیان ہے فرماتے ہیں:

حق بفرمائید نہ از خواری اوست ۔ عین تاخیر عطا یاری اوست

حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہماری یہ تاخیر اجابت کچھ اس کی بے قدری کے سبب سے نہیں بلکہ وہی تاخیر اس کے حق میں عین کرم ہے اور اس کی اعانت ہے۔

نالہ مومن ہمی داری دوست ۔ گوتضرع کن کہ ایں اعزاز اوست

بات یہ ہے کہ مومن کی یہ آہ وفغاں ہم کو پسند ہے اس سے کہو کہ اور گریہ وزاری کرے کیوں کہ اس میں اس کا اعزاز ہے۔

حاجت آوردش زغفلت سوئے مومن ۔ آں کشیدش موکشاں درکوئے من

اسلئے کہ وہ تو غفلت میں پڑا ہوا تھا اس کی حاجت ہی اس کو میری طرف لائی اسی نے اس کی چوٹی پکڑ کر میرے کوچہ میں اسے پہنچایا۔

گر برآرام حاجتش اورارود ۔ ہم درآں بازیچہ مشترق شود

اگر میں فوراً اس کی حاجت پوری کردوں تو پھر اپنی پرانی حالت پر لوٹ جائے گا اور اسی سابقہ کھیل میں مشغول ہو جائے گا۔

گرچہ می نالند بجالیا مستجار ۔ دل شکستہ سینہ خستہ سوگوار

خوش ہمی آید مرا آواز او ۔ واں خدایا گفتن وآں راز او

یہ جانتا ہوں کہ جان ودل سے نالہ کررہا ہے اور مجھے پکار رہا ہے دل اس کا سوختہ ہے سینہ خستہ ہے اور خود وہ غمزدہ ہے ۔ بایں دواعی میں جو اس کی دعاء قبول نہیں کر رہا ہوں تو اسلئے کہ مجھے اس کی آواز ہی بھلی معلوم ہوتی ہے اور وہ اس کا یا خدا یا خدا کہنا اور مجھے

ہمراز بنانا پسند آتا ہے۔

زانکہ اندرلابۂ ودر ماجرا۔می فریباند بہرنوعے مرا

اوراس کی یہ بات بھی مجھے پسند ہے کہ وہ اپنی عرض مدعا میں طرح طرح سے تعلق وچاپلوسی کر کے مجھے پھسلاتا ہے۔

طوطیاں بلبلاں راز پسند۔ازخوش آواز قفس درمی کشد

دیکھو بلبل اورطوطی کو جو قفس میں بند کرتے ہیں تو اس لئے کہ اپنی خوش آوازی کی وجہ سے لوگوں کو پسند ہوتی ہے۔

زاغ راچغدراا ندرقفس۔کے کنداین خود ینامد درقصص

اورالو اور کوّے کے بارے میں کسی داستان میں یا کسی کی زبان سے نہ سنا ہوگا کہ کس نے انہیں پنجرے میں پالا ہوآ گے مولانا روم تاخیراجابت بوجہ پسندیدگی کی ایک مثال بیان کرتے ہیں کہ۔

بیش شاہد باز چوں آید دوتن۔آں یکے کمپیر ودیگرخوش ذقن

دیکھو کسی حسن پسند کے سامنے جب دوشخص آوے ایک تو ان میں بڑھیا ہو اور دوسری قبول صورت ہو۔

ہر دونان خواہنداوز ودترفطیر۔آردوکمپی راگوید کہ گیر

اوراس دوسری کو جس کا قد اور خد خوبصورت ہے اوراس کو پسند ہے اس کو روٹی دینے میں تاخیر کریگا۔

گوید بنشیں زمانے بے گزند۔ کہ بخانہ نان تازہ می پزند

یعنی اس سے کہے گا کہ آرام سے ذرا دیر بیٹھو گھر میں تازی روٹی پک رہی ہے پک جائے تو دوں۔

چوں رسد آں نان گرمش بعد کد۔ گویدش بنشیں کہ حلوا می رسد

پھر جب بہت دیر کے بعد گرم روٹی لے آوے گا تو اس سے کہے گا کہ اچھا تھوڑی دیر اور بیٹھ حلوا آتا ہے اس کے ساتھ کھانا۔

ہم بدیں فن داردارش می کند۔ وزرہ پنہاں شکارش می کند

غرض اسی تدبیر سے اس کو ذرا اور ٹھہرو ذرا اور ٹھہرو کہتا رہتا ہے اور مقصد پنہانی اس کو شکار کرنا ہوتا ہے۔

کہ مرا کاریست با تو یک زماں۔ منتظر می باش اے خوب جہاں

آخر میں کہتا ہے کہ مجھ کو ایک کام ہے تھوڑی دیر اور انتظار کر اے حسین جہاں۔

تا بدیں حیلت فریباند ورا۔ تا مطیع وارم گرداند ورا

اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس بہانے اس کو پھسلاوے تا کہ اس کو اپنا مطیع اور مسخر کرلے۔

اس کے بعد مولانائے روم دعائے مومن میں بھی حق تعالیٰ کی تاخیر اجابت کا اس مثال کے ساتھ انطباق کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ۔

مثل آں کمپیر داں بیگانگاں۔ شاہد خوش روئے مثل مومناں

پس اسی بڑھیا کی طرح بیگانوں کو سمجھو (کہ ان کو فوراً دیکر دفع کر دیا جاتا ہے) اور شاہد

خوش رو مثل مومن کے ہے جس کو دینے میں تاخیر کی جاتی ہے اور مقصد اس کے جمال کا دیکھنا ہوتا ہے۔

ایں جہاں زندان مومن زیں بود۔ کافراں راجنت جائے شود

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ یہ دنیا سجن مومن کہلاتی ہے کہ اس کی حاجت پوری ہوتی ہیں جس سے وہ تنگ بھی ہوتا ہے اور کافروں کیلئے جنت ہے کہ ان کو اکثر حاجات مرضی کے مطابق پوری ہوجاتی ہیں ۔

بے مرادی موموناں از نیک و بد۔ تو یقیں میداں کہ بہرایں بود

حاصل کلام یہ کہ مومن خواہ نیک ہو یا بد جو کبھی اپنی مراد کو نہیں پاتا، تو یقین کرلو کہ اس کی وجہ یہی ہے یعنی اس کی گفتگو کا پسند ہونا باقی حق تعالی کی ناراضگی یا بندے کی خواری ہر گز اس کا منشاء نہیں ہے۔

سبحان اللہ کیسا تسلی بخش مضمون ہے، اب اس کے دیکھنے کے بعد بجائے اس کے کہ تاخیر اجابت کی وجہ سے طبیعت ملول ہو حق تعالی کے اس کرم اور عنایت پر نظر کر کے اور اس امر کا تصور کر کے اللہ تعالی بندے کی دعاء سننا چاہتے ہیں۔ فدا ہونے کو جی چاہتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالی اپنے بندوں پر ان کے ماں باپ سے بھی زیادہ رحیم ہیں قصور ہمارا ہی ہے کہ ہم کو مانگنے کا ڈھنگ نہیں آتا اللہ تعالی اپنے صالحین کی برکات ہم سب کو نصیب فرمائے۔

احب الصالحین ولست منهم لعل الله یرزقنی صلاحاً

اَللّٰھُمَّ آتِنِیْ اَفْضَلَ مَاتُؤتِیْ عِبَادَکَ الصَّالِحِیْن

برکت کی حقیقت

ملفوظ(۳۹۰) فرمایا: حضرت حکیم الامتؒ نے برکت کی حقیقت یہ ہے کہ تدبیر میں زیادہ اثر ہوجائے مثلاً اگر کوئی شخص نکاح کرے اولاد کے واسطے تو نکاح کے بعد اگر وظیفہ پڑھے تو اس سے نکاح میں زیادہ اثر ہوگا۔

استغفار

ایک سائل کے سوال پر جس نے یہ سوال کیا تھا کہ استغفار یاد نہیں رہتا فرمایا:

تحقیق: اس حالت میں استغفار خاص عدد کسی وقت مقرر فرمالیجئے تا کہ اگر ہر وقت یاد نہ رہ سکے تو قلق نہ ہو۔

کیا صرف دل سے ذکر کرنا کافی ہے

حال: صرف دل سے ذکر کرنا بھی کچھ کارآمد ہوتا ہے یا نہیں۔

تحقیق: نافع ہے جب ارادہ سے ہو، مگر قلب اور زبان کو جمع کرنا زیادہ نافع ہے۔

مراقبہ کب ضرورت ہے

فرمایا: جب ذرا اطمینان زیادہ ہوجائے پھر مراقبہ شروع فرمادیا جائے، لیکن شرط یہ ہے کہ دل میں اس کی خوب چاہت اور خوب اشتیاق خود پیدا ہو، ورنہ صرف ذکر بھی کافی ہے۔

ذکر خفی

حال: بیماری کے بعد سے میں ذکر ادنی جہر کے ساتھ کرتا ہوں۔
تحقیق: کافی ہے اگر تھکن ہو تو بالکل خفی کر دیں اور خواہ مقدار کم کر دیں صحت وقوت کی حفاظت ضروری ہے۔
سوال: اکثر کام کی تھکن کی وجہ سے ذکر جہر نہیں کر سکتا ہوں۔
جواب: آہستہ کر لیا جائے۔ مقصود کام ہے نہ کہ یہ خاص قیود۔

وظیفہ میں ضروری بات کرنا

سوال: درود شریف پڑھتے پڑھتے اور توبہ استغفار پڑھتے پڑھتے درمیان میں بات کرتا جاتا ہوں اس میں جو حرج ہو اس سے حضور مطلع کریں۔
جواب: ضرورت میں کچھ مضائقہ نہیں۔

ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ کا تصور

حال: یہ بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے تو خیال سامنے اور اوپر کی طرف سے ہوتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تو سامنے اور پیچھے سب طرف دیکھتا ہے یہ کہیں اعتقاد کی علامت تو نہیں ہے۔
تحقیق: نہیں فطرت کی ہے سلامت کی علامت ہے فطری بات یہی ہے جس کا راز یہ ہے کہ (علوشان) شان کی بلندی، جگہ کی بلندی، کی شکل میں خیال میں آتی ہے۔

حال کی تعریف

کیفیت،حالت ۔اصطلاح صوفیاء میں کسی پسندیدہ حالت کا بغیر کسی ریاء کاری ومکاری کے بے اختیار غلبہ ہونا۔

کوئی مضمون وعظ سے پہلے نہیں سوچتا

حکیم اختر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں کوئی مضمون پہلے سے نہیں سوچتا صرف دعاء کرتا ہوں ۔میرے شیخ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا: کہ تقریر، یا وعظ سے پہلے دو رکعت حاجت پڑھو اور سات مرتبہ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ۔اور یہ اسم اعظم بھی بتایا تھا الھم انک انت اللہ لاالہ الاانت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احدا.

حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی اس کو پڑھ کر دعاء کرے گا اللہ تعالی اس کی دعاء کو رد نہیں فرمائیں گے۔فرمایا کہ اس کے بعد دعاء کرے کہ یا اللہ اپنے نام کی برکت سے اور ہمارے ان بزرگوں کے صدقہ میں جن کا ہم نے دامن پکڑا ہے وہ مضامین بیان کرا دیجئے جو آپ کے بندوں کیلئے مفید ہوں۔

ذکر کا التزام

اللہ والوں سے تھوڑا سا روح کی طاقت کا خمیرہ لے لیجئے یعنی ذکر پوچھ لیجئے اس کے لئے مرید ہونا بھی ضروری نہیں حکیم الامتؒ فرماتے ہیں کہ جو پیر یہ کہے کہ تم جب

تک ہم سے مرید نہیں ہو گے ہم تم کو ذکر نہیں بتائیں گے وہ دنیا دار پیر ہے۔لہذا اللہ والوں سے اپنے خالق و مالک کا نام لینا سیکھ لیجئے ذکر کی برکت سے دل میں ایک کیفیت پیدا ہوگی جس سے گناہوں سے مناسبت ختم ہو جائے گی جیسے
قطب نما کی سوئی میں تھوڑا سا مقناطیس کا مسالہ لگا ہے اس کو کسی طرف کو گھماؤ وہ اپنا رخ شمال کی طرف کر لیتا ہے ذکر اللہ کی برکت سے ہمارے دل کی سوئی میں نور کا ایک مسالہ لگ جائے گا پھر ساری دنیا کے گناہ آپ کو اپنی طرف دعوت دیں تو دل قطب نما کی سوئی کی طرح کانپنے لگے گا اور جب تک توبہ کر کے اپنا رخ اللہ کی طرف صحیح نہیں کرے گا بے چین رہے گا ذکر کی برکت سے آپ کو ساری دنیا مل کر بھی گمراہ نہیں کر سکتی انشاءاللہ۔

ولایت کے تین نسخے

حصول ولایت کے تین نسخے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالی کی ولایت ہمارے اکابر کی تحقیق میں تین عمل سے حاصل ہوتی ہے۔
(ا)صحبت صالحین یعنی اللہ والوں کی صحبت۔بہت سے لوگوں نے بہت عبادت کی لیکن صحبت ہی سے مشرف نہ ہونے سے صحابی نہ ہو سکے۔صحابی وہ ہوئے جو نبیﷺ کے صحبت یافتہ ہوئے تو اللہ تعالی کا ولی بننے کا سب سے پہلا نسخہ ہے یَـاأَیُّهَـا الَّـذِیْنَ آمَـنُـوْ ااتَّـقُـو اللّٰهَ وَ کُوْنُوْ امَعَ الصَّادِقِیْن۔اے!ایمان والوتقوی اختیار کرو لیکن تقوی کے حصول کا طریقہ کیا ہے کونوا مع الصادقین۔ یہاں صادقین معنی میں متقین

کے ہے۔صادق اور متقی دونوں میں نسبت تساوی ہے قرآن پاک میں دونوں لفظ ایک ہی مفہوم میں استعمال کئے گئے ہیں اور یہ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحبؒ کی تحقیق ہے۔اللہ تعالی نے فرمایااولٰئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاولٰئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْن ۔معلوم ہوا کہ جوصادق ہے وہ متقی ہےاور جو متقی ہے وہ صادق ہے۔اسلئے ہمارے بزرگوں نے کونوامع الصادقین کا ترجمہ کونوا مع المتقین سے فرمایاہے ۔یعنی اہل تقوی کی صحبت میں رہوتا کہ ان کے قلب کا تقوی تمہارے قلب میں منتقل ہوجائے۔

علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ والوں کے پاس کتنے دن رہواس کی کیا حد ہونی چاہئے ۔اللہ تعالی جزائے خیر دے۔اس مفسرعظیم کوفرماتے ہیں۔ خَالِطُوْاھُمْ لِتَکُوْنُوْا مِثْلَھُمْ ۔یعنی اللہ والوں کے ساتھ اتنا رہوکہ ان جیسے ہوجا یعنی گناہ سے بچنے میں نظر بچانے میں انہیں جیسے ہوجا جیسے وہ گناہ سے بچتے ہیں تم بھی بچنے لگومثلاً راستہ میں کوئی جارہا ہے کوئی نامحرم لڑکی سامنے آگئی اب اگر وہ نظر بچاتا ہے تو بزرگوں کی صحبت کا اس کو صحیح انعام مل گیا اور یہ لتکونوا مثلھم ہوگیا مثل شیخ کے اس کوتقوی حاصل ہوگیا۔اللہ والا بننے کی شرط اول اخلاص کے ساتھ اللہ والوں کی صحبت ہے۔

کسی شیخ کے پاس جانے کی نیت

دعاءکرلیں کہ اے اللہ صرف آپ کیلئے اس اللہ والے کی خدمت میں جارہا ہوں

ان سے تو میرا کوئی خون کا رشتہ نہیں ہے، خاندانی رشتہ نہیں ہے، وہ میرا بزنس کا شریک نہیں ہے، صرف آپ کیلئے جاتا ہوں آپ کی یہ نیت گھر سے نکلتے ہی آپ کے دل کو نور سے بھر دے گی۔

اللہ تعالیٰ اپنے ولی کے قلب کو ہر وقت لطف وکرم سے دیکھتا ہے

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو کسی اللہ کے ولی سے دوستی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے قلوب کو ہر

وقت لطف وکرم سے دیکھتے ہیں۔ ان اللہ تعالی ینظر الی قلوب أولیاء ہ باللطف والکرم فمن کانت محبتہ فی قلوبھم .ینظر الیھم باللطف والکرم ۔ جن جن کی محبت ان کے دلوں میں ہوتی ہے اللہ کا کرم ان پر بھی ہوتا ہے اسلئے آہستہ آہستہ وہ بھی ولی اللہ ہو جاتا ہے۔

خود کو دیندار سمجھنا حرام ہے

حکیم الامتؒ فرماتے ہیں: ایک شخص بہت دیندار ہے مگر ایک کمی ہے کہ اپنے کو دیندار سمجھتا بھی ہے دیندار ہونا تو فرض ہے مگر خود کو دیندار سمجھنا حرام ہے ۔

کچھ ہونا مرا ذلت وخواری کا سبب ہے ۔ یہ ہے میرا اعزاز کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں

حقوق العباد بھی معاف ہو جائیں گے

علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔ ان اللہ اذا رضی عن عبدہ وقبل توبتہ تکفل برضا خصومہ وارضی عنہ خصومہ ۔ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے خوش

ہوجاتے ہیں اوراس کی توبہ قبول فرمالیتے ہیں تو اس کے تمام فریقوں کو جن کا حق ہوگا قیامت کے دن خود ادا فرمائیں گے۔حضرت حکیم اخترؒ فرماتے ہیں: اور دنیا میں بھی ایسا ہوتا ہے کہ اگر کسی کا بیٹا نالائق ہوا وراس کی فیکٹری فیل ہوگئی اور مقروض ہوگیا مگر وہ ابا کو جا کر راضی کرلے معافی مانگ لے اب قرضے والے اس کو جا کر پریشان کرر ہے ہیں تو ابا جان کہے گا کہ خبردار میرے بیٹے کو کچھ نہ کہو اس نے مجھے خوش کرلیا ہے معافی مانگ لی ہے۔ بتا کتنا قرضہ ہے چیک اٹھالائے گا اور سب کا قرضہ ادا کردے گا تو جب ابا کی رحمت میں یہ جوش ہے جواللہ کی رحمت کا ایک بٹہ سو ہے اور ننانوے رحمت اللہ نے قیامت کے دن کیلئے رکھی ہے مولانا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

مادراں راہ مہر من آموختم۔ چوں بود شمعے کہ من افروختم

اللہ کے یہاں نا امیدی نہیں سینکڑوں موج امید کے چمک رہے ہیں اے !دنیا والواور ماؤں کی محبت پر ناز کرنے والو ماؤں میں محبت تو میں نے پیدا کی ہے یہ میری ادنی بھیک ہے ماں کی محبت تو میری محبت کا سواں حصہ ہے اور وہ بھی آدم علیہ السلام سے قیامت تک تقسیم ہورہی ہے پھر میری رحمت پر کیوں ناز نہیں کرتے؟ میری رحمت کا سورج جب نکلے گا تو دیکھنا۔

اگرادا کرنے کی ہرصورت ختم ہوجائے تو یہ کہئے۔**اللھم اغفر لنا ذنوبنا وتکفل برضا خصومنا۔**

آپ مجھے بخش دیجئے اور قیامت میں صاحب حق کا آپ کفیل بن جائے۔

صحبت کس قدر ضروری ہے

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ ایک چیز ایسی ہے کہ بدون صحبت کے حاصل نہیں ہوتی وہ دین کی مناسبت ہے دین کے ساتھ تعلق اور مناسبت بدون صحبت کے نہیں ہوتی صحبت کا وہ اثر ہے جو کہ شیخ سعدی نے فرمایا۔

جمال ہمنشیں درمن اثر کرد۔ وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم
بگفتا من گل ناچیز بودم۔ ولیکن مدتے باگل نشستم

قوت خیالی کس کی زیادہ

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں مردوں کے سحر سے عورتوں کا سحر زیادہ مؤثر ہے کیونکہ سحر میں قوت خیالی کا زیادہ دخل ہے خواہ وہ سحر حلال ہو یا سحر حرام۔

ایک مقام پر غالباً آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ دم میں بھی قوت خیالی کا ہی دخل ہے۔

ادب

از خدا جوئیم توفیق ادب۔ بےادب محروم ماند از فضل رب
بےادب تنہا نہ خود را داشت بد۔ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد۔ میلش اندر طعنہ پاکاں برد

تصوف کے بنیادی ارکان پانچ ہیں

(۱) صحبت شیخ۔

(۲) علم شریعت۔

(۳)ذکر کی کثرت۔

(۴)فکر کا التزام۔

(۵)امراض نفسانی کا علاج۔تصوف ایک تعارف(اعجاز اعظمیؒ)

فساد کا اصل سبب اخلاص کی کمی اور اخلاق کا بگاڑ

مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں ندویؒ فرماتے ہیں: کہ شیخ عبدالقادر رائے پوریؒ کو مسلمانوں کی حالت کے وسیع مطالعہ اور اپنی زندگی کے اس طویل تجربہ نے آپ کو اس نتیجہ پر پہنچا دیا اور آپ کا یہ یقین اور عقیدہ بن گیا کہ مسلمانوں کی پوری زندگی اور اس کے مختلف شعبوں کے فساد کا اصل سبب اخلاص کی کمی اور اخلاق کا بگاڑ ہے۔اور وقت کا سب سے بڑا ضروری کام اخلاص اور اخلاق کا پیدا کرنا ہے اور اس کا سب سے مؤثر ذریعہ محبت ہے اور اس کا ذریعہ ذکر وصحبت ہے۔

تہجد کا فوری صلہ

جو بندہ ساری رات جاگتا ہے صبح کے وقت اس پر ایک کیف طاری ہوتا ہے اور اللہ سبحانہ اپنے اس بندے کے قلب کی طرف اپنے کریمانہ انداز میں متوجہ ہوتے ہیں اور اس بندے کی طبعی حالت ایسی ہو جاتی ہے جیسے کہ ساری رات نرم و گرم بستر میں سو کر اٹھنے والے کی ہوتی ہے اور اسے طیب رزق مرحمت کیا جاتا ہے۔اس کے دل پہ اللہ کی رحمت کا ہاتھ ہوتا ہے مطمئن ہو جاتا ہے کبھی نہیں ڈولتا اللہ کی رحمت نچھاور کی جاتی ہے اور برکات نازل کی جاتی ہیں۔اللہ کریم کا اپنے کسی بندے کی طرف متوجہ ہونا اللہ کی

بہت بڑی کرم نوازی ہے۔

شہرت کی ملامت

شہرت کوئی چیز نہیں گمنامی میں سلامتی ہے شہرت میں آفت اور ملامت میں سلامتی ہے۔ ملامت گناہوں کو مٹاتی اور درجات کو بڑھاتی ہے۔

درویش کون ہے

فرمایا: کہ درویش اہل عشق ہوتے ہیں اور علماء اہل عقل۔ جب تک اللہ کریم کی محبت قلب کے غلاف میں داخل نہیں ہوتی گناہ صادر ہونا ممکن ہے۔ مگر جب محبت قلب میں سرایت کر جاتی ہے تو گناہ صادر نہیں ہوتا۔

(ملفوظ حضرت نظام الدین اولیاءؒ)

ذکر اللہ سے دل کی سختی نرمی میں بدل جاتی ہے

بندوں کے دل پتھر سے بھی سخت ہوتے ہیں اللہ کے ذکر کے سوا کسی اور چیز سے کبھی نرم نہیں ہوتے بیشک ذکر الٰہی دل کے جملہ امراض کا علاج اور اللہ سے دوستی کی جڑ ہے

اللہ کا تعلق

اللہ سے تعلق ہر تعلق سے مستغنی و بے نیاز کر دیتا ہے۔ جتنا کوئی اللہ کے قریب ہوتا ہے اتنا ہی دنیا سے دور ہوتا ہے۔

ذکراللہ

علامہ شبیرعثمانیؒ ترجمہ شیخ الہندؒ کے تفسیری حاشیہ میں واذکر اللہ کثیر العلکم تفلحون ۔کے تحت فرماتے ہیں کہ: ذکر کی تاثیر یہ ہے کہ ذاکر کا دل مضبوط اور مطمئن ہوتا ہے جس کی جہاد میں سب سے زیادہ ضرورت ہے صحابہ کا سب سے بڑا ہتھیار یہی تھا۔اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب. مثل ہے کہ۔ ہمت کا حامی خدا ہے۔

بابا فریدالدینؒ کی اہم نصیحت

بابا فریدالدینؒ نے شیخ نظام الدین اولیاء کو نصیحت کی تھی ۔ ہمیشہ مجاہدہ میں مشغول رہنا بیکار رہنا درست نہیں۔طریقت میں روزہ رکھنا نصف راہ ہے،اور نماز وحج بقیہ نصف ہے،انہی سے راہ طے ہوتی ہے۔ایسی مسجد میں خلوت کر جہاں جماعت سے نماز ہوتی ہو۔اور خلوت میں اپنے نفس کو کمزور اور حقیر اور خلق کو معدوم سمجھو۔

انسان کا بہترین لقب گناہگار وخطا کار ہے

انسان کا بہترین لقب خطا کار اور خطاب گناہگار ہے گناہگار وخطا کار انسان کے دومقبول الخلاصی القابات وخطابات ہیں لیکن اپنے تئیں گناہگار وخطا کار کہلانا کبھی پسند نہیں کرتا اور جن القابات وخطابات کی بے چارے کو خبر تک نہیں ان سے منسوب ہوکر پھولے نہیں سماتا۔

نیک قدم

بندے نے جتنے قدم اللہ کی راہ میں اٹھائے ہیں وہی قدم اس کی زندگی کے کامیاب قدم ہوتے ہیں۔

بہترین آنکھیں

بہترین آنکھیں وہ ہیں جو اللہ کیلئے رات کو جاگیں۔ اپنے گناہوں پر نادم ہوکر روئیں،

یاساریۃ الجبل

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کی آنکھوں سے دیکھا ساریہ نے اللہ کے کانوں سے سنا عمرؓ کی آواز اللہ کی آواز بن کر گونجی۔

معمولات کی پابندی

تسلسل عمل سے عمل کا وجود قوی ومحکم ہوکر عامل کا معین ومعاون ہوتا ہے۔ ناغہ عمل کو ناقص اور ناغے عمل کو باطل کرتے ہیں۔

دیندار کی حقیقت

دیندار دنیا کو چھوڑ کر پھولے نہیں سمایا کرتے طریقت کی اصل ترک ہے ترک لذت، ترک راحت، ترک زینت، اور ترک شہرت۔

جس نے شیطان کو پہچان لیا اللہ کو پہچان لیا

شیطان قبر تک کسی کا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ اللہ کا شکر واحسان ہے کہ اللہ نے اپنے بندوں

کی حفاظت کا خود ذمہ لیا ہے، ورنہ شیطان سے محفوظ رہنا عقل وہمت سے باہر ہے، جب تک کوئی شیطان کا عارف نہیں ہوتا اللہ کا عارف نہیں ہوسکتا، شیطان اللہ کی راہ کو روکنے والا اللہ کا دشمن ہے، جب تک اس سے کوئی واقف نہیں ہوتا اللہ کی راہ میں سلامتی سے نہیں چل سکتا۔ اس کے مکروفریب، عیاری مکاری کو سمجھنا کافی مشکل ہے بالآخر اس ایک ہی بات پر اکتفاء کریں کہ اس نے پیرانے پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو دھوکا دینے کی پوری کوشش کی ہم اور آپ ہیں ہی کیا۔

شیطان انسان کی ہر شئ پر ہر وقت متوجہ رہتا ہے، اور کسی نہ کسی رنگ میں ہر کسی کو عالم ہو یا جاہل دھوکا دیتا رہتا ہے، کروڑوں میں کسی کو پتہ ہوتا ہوگا کہ اس کے اس قول وفعل میں فلاں چیز شیطان کی طرف سے ہے سالک کے تو یہ ہاتھ دھوکر پیچھے پڑا رہتا ہے اس کی واہیات، حرکات اور بہروپیت پر خوب ہنستا ہے۔

ذکر

ذکر سے اطمینان اور اطمینان سے غنی پیدا ہوتا ہے، اور غنی ہی آدمیت وانسانیت وبشریت کی عزت وآبرو ہے۔ جس دل کو اللہ تعالی غنی سے بھر دیتا ہے، پھر اللہ کے سوا کوئی بھی شئ اس کے دل میں نہ آسکتی ہے نہ سما سکتی ہے۔ اور یہ اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے ماشاء اللہ۔

مایوسی

شیطان کا مہلک ہتھیار ہے۔ اس کے پاس اس سے مہلک اور کوئی ہتھیار نہیں مومن

کبھی مایوس نہیں ہوتا۔کوئی ناکامی مومن کی راہ نہیں روک سکتی ناکامی شاندار کامیابی کا پیش خیمہ ہوتی ہے ۔جب تک کوئی ناکام نہیں ہوتا کامیاب نہیں ہوتا ۔اللہ کی راہ سیدھی راہ ہے ۔سیدھی راہ پر چلتے جو مشکل درپیش ہو اس پر ندامت کر اپنی راہ مت چھوڑ عطاء و بلاء سے بے نیاز ہو کر چل سینہ تان کر دندناتا ہوا چل :اس منزل پہ تدبیر کوئی معنی نہیں رکھتی ۔البتہ عزم اللہ کی تقدیر ہوتا ہے ۔تیرا عزم اللہ کی تقدیر ہو۔

برکت

روزی میں برکت ہوتی ہے ۔کثرت نہیں ہوتی ،جس روزی میں برکت ڈال دی جاتی ہے کبھی کم نہیں ہوتی ،اگرچہ تھوڑی ہو،اور جس روزی میں برکت نہیں ہوتی کبھی پوری نہیں ہوتی ،اگرچہ کثرت ہو۔

مقالات حکمت

خیالات جب پاک ہو جاتے ہیں متحد ہو جاتے ہیں جب متحد ہو جاتے ہیں بلند ہو جاتے ہیں اور خیالات کی بلندی انسانی معراج کا ابتدائی مقام ہے۔

اہل ذکر اللہ کی راہ میں مرتے ہیں اگرچہ اپنے بستر پر مریں انہیں ایک خصوصی زندگی عطاء ہے جو عام مردوں کو حاصل نہیں ۔پس ہم انہیں عام مردوں میں کیوں کر شمار کر سکتے ہیں ۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَن يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَات بَلْ اَحْيَـاءٌ وَّلٰكِـن لَّاتَشْـعُـرُوْن ۔کبھی مردوں کو بھی کسی نے یاد کیا ہے اگر وہ زندہ نہ ہوتے ان کی یاد زندہ نہ رہتی صدیاں گزرنے کے باوجود کسی بھی دل سے ان کی یاد

فراموش نہ ہوئی ہر دل ان کی یاد میں مسرور اور ان کی محبت میں مخمور ہے۔ پھر کیوں کر انہیں ہم عام مردوں میں شمار کر سکتے ہیں۔

صبر

اللہ کی رحمت کو کھینچ کر لاتا ہے نہ مانو تو کر کے دیکھو۔

تسخیر حقیقی

بہترین تسخیر یہ ہے کہ تو خلق کو نفع پہنچا لیکن خلق سے نفع کی امید مت رکھ ہر کسی کی خدمت کر لیکن کسی سے بھی خدمت کی امید مت رکھ۔

صبر وہ ہتھیار ہے جس کا وار کبھی خالی نہیں جاتا، اور وہ حصار ہے جسے کبھی کوئی پھاند نہیں سکتا، صبر کے تیر جب چل جاتے ہیں بس چل جاتے ہیں۔ پھر کبھی واپس نہیں مڑتے سائے ڈھل جاتے ہیں پہاڑ مل جاتے ہیں رستم جیسوں کے پاؤں بھی اکھاڑ دیتے ہیں، اور پچھاڑ دیتے ہیں۔

تیرا کچھ نہ بننا تیرا سب کچھ بننا ہے

جو ناحق کسی سے بیزار ہوتا ہے وہی اس کیلئے بے قرار ہوتا ہے تو کچھ مت بن نہ ہی کچھ بننے کی آرزو رکھ تیرا کچھ نہ بننا تیرا سب کچھ بننا ہے۔ کسی سے داد کی خواہش مت رکھ نہ ہی کسی منصب کی کوئی طلب رکھ، جس کی کوئی طلب نہیں میرا طالب ہے۔ وہ صاحب ولایت جو ولایت سے بے خبر ہے سیف زبان ہے۔

ذکر

ذکر کے تیر غفلت کے پردوں کو چھلنی کر دیتے ہیں۔

ہر شئ سے افضل ذکر ہے

جو شئ ذکر کیلئے وقف ہے وہ بھی افضل ہے زمین کا جو خطہ ذکر کیلئے وقف ہے مسجد ہے اور مسجد سے مقدس اور کوئی مقام نہیں نہ محل نہ دربار۔ جو دل ذکر کیلئے وقف ہے اہل ذکر ہے اور اہل ذکر سے بہتر کوئی درجہ نہیں۔

جرم کا اقبال

جرم کا اقبال مالک کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے، ہر مجرم جو جرم کا اعتراف کرے قابل معافی ہے۔

کونسا عالم اور کونسا عمل بانجھ ہے

عالم کا علم اور عامل کا عمل اگر نسبت سے خالی ہے عقیم ہے۔ نسبت سے محروم ہر شی سے محروم ہے۔

طریقت جلد بازوں کیلئے نہیں

عاشق کی آہ معشوق کے سوا ہر شئ کو جلا دیتی ہے۔ یہ مقام جلد بازوں کا نہیں، جان بازوں کا ہے۔

بغیر راہبر کے منزل پہ نہیں پہنچ سکتے

یہ راہ ایسی پیچیدہ ہے کہ کوئی راہی رہنماں کی رہبری کے بغیر کبھی منزل پہ نہیں پہنچ سکتا اس راہ میں اتنی پگڈنڈیاں ہیں کہ رہنما تک راہ کھو بیٹھتے ہیں۔

پہلے راہبر ڈھونڈو

رب مت ڈھونڈ پہلے راہبر ڈھونڈ رب دور نہیں راہبر دور ہے جب تک تجھے راہبر نہیں ملتا، اس راہ میں مت چل۔

یقین کی طاقت

یقین وہم کو کھا جاتا ہے۔

ہر عمل نور، نور قوت اور قوت معراج ہے۔

عامل

ہر عامل منور نہیں ہوتا لیکن ہر منور عامل ہوتا ہے۔

معرفت کی ابتداء

جو دنیا کی حقیقت سے واقف ہوا دنیا سے متنفر و بیزار ہوا یہ معرفت کی ابتداء ہے۔

جو ان کی حقیقت سے واقف ہوا چپ ہوا یہ معرفت کی انتہاء ہے۔

کام لیا جاتا ہے

تو اپنے کسی کام پہ نازاں مت ہو کام لیا جاتا ہے کیا نہیں جاتا۔

اللہ کس کی اصلاح کرتا ہے

جب کوئی آدمی یا قوم اپنی اصلاح کا تہیہ کر لیتی ہے اللہ اسے اسی وقت ضروری اسباب عنایت فرماتے ہیں، جب تک کوئی آدمی یا قوم اپنی اصلاح کا عزم بالجزم نہیں کرتی کوئی دوسرا کبھی کچھ نہیں کر سکتا۔ اصلاح میں جو اہمیت جذبے کو حاصل ہے کسی اور عمل کو نہیں۔

طریقت کو تمام علوم پر ترجیح

اگر کسی نے کسی اور علم کو اس علم پر ترجیح دی عمر بھر بھٹکتا رہا فیض سے محروم رہا کہیں اماں نہ ملی اور نہ ہی اس علم نے اسے کوئی فیض دیا یہ علم ہر علم کی ماں اور ہر علم اس علم ہی سے زندہ اور جاری ہے اس علم کے بے ادب کو کسی علم نے کوئی فیض نہ دیا۔ جو مراد اس سے نہ ملی کہیں سے نہ ملی یہ سمندر ہے جس کی پیاس یہاں نہ بجھی کہیں نہ بجھی۔

نماز میں دل نہیں لگتا

ایک صاحب نے سوال کیا کہ حضرت بہت کوشش کرتا ہوں کہ نماز میں یکسوئی ہو مگر دل میں طرح طرح کے وساوس وخیالات آتے رہتے ہیں۔ حضرت مفتی شعیب اللہ صاحبؒ نے پہلے خواجہ مجذوب الحسن خلیفہ حکیم الامتؒ کا شعر سنایا جو ملفوظ حکیم الامتؒ کا منظوم ہے۔

دل کیوں نہیں لگتا طاعتوں میں اس فکر کے پاس بھی نہ جانا
دل لگنا کہاں ہے فرض تجھ پر تیرا فرض تو ہے دل لگانا

پھر ارشاد فرمایا: پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کیوں کہ جب ہم بالقصد کسی چیز کی طرف دیکھتے ہیں تو بالتبع اس کے آس پاس کی چیزیں بھی نظر آنے لگتی ہیں۔ حالانکہ ان کو دیکھنا ہمارا مقصد نہیں ہوتا اسی طرح نماز میں ہمارا مقصد صرف اللہ تعالی کو یاد کرنا اور اس کی طرف توجہ مبذول کرنا ہوتا ہے۔ مگر پھر بھی دل میں دوسروں کی یاد اور وساوس آتے جاتے رہیں تو یہ نماز کیلئے مضر نہیں اور خشوع کے خلاف بھی نہیں۔ ہمارا کام تو صرف دل لگانا ہے ہاں اپنے مقصد وارادے سے کسی اور طرف توجہ کرنا اور ادھر ادھر کی باتیں سوچنا خلاف خشوع ہے۔

ذکر

غفلت ذکر کی ضد ہے غفلت حرام ہے اور ذکر فرض ہے جس قدر اللہ کا ذکر کیا جائے گا اسی قدر اللہ سے محبت ہوگی اور محبت کے بعد خدا کی طاعت وبندگی پر دوام حاصل ہوگا اور اس کے نتیجے میں خدا کا قرب حاصل ہوگا۔

شغل

اس کا مطلب یہ ہے کہ دل کی توجہ کو کسی ایک نقطہ پر مرکوز کرنے کیلئے کوئی عمل کیا جائے؟ تا کہ اس سے یکسوئی پیدا ہو مثلاً لفظ اللہ موٹے حرفوں میں لکھ کر اس پر نگاہ جمائی جائے کہ پلک تک نہ جھپکے اس سے قلب میں یکسوئی حاصل ہوتی ہے۔ اور اس پر کچھ ایسے اثرات بھی طاری ہوتے ہیں جن سے ذوق وشوق پیدا ہوتا ہے پھر قلب تشویشات سے خالی ہوکر ہمہ وقت متوجہ بحق رہتا ہے۔

نماز میں سترہ کا حکم اسی عمل کا مأخذ ہو سکتا ہے کیوں کہ بتصریح علماء اسرار مقصود سترہ سے بھی جمع خاطر اور ربط خیال و نفی انتشار ہے۔ جیسا کہ ابن ہمام نے شرح ہدایہ میں لکھا ہے اور سترہ اس کی تدبیر ہے (شریعت و طریقت)

حبس دم

صرف معمولی درجے میں سانس روکنے کا عمل کیا جاتا ہے تا کہ کسی قدر گرمی پیدا ہو کر فاسد رطوبات جل جائیں اور اس سے یکسوئی پیدا ہو پھر یہ کہ وہ بہت ناگزیر ضرورت کے وقت اختیا کئے جاتے ہیں۔ اور ہمارے مشائخ دیوبند نے تقریباً اسے بالکل ہی حذف کر دیا ہے۔

مفکر اسلام حضرت علی میاں ندویؒ سوانح شیخ عبدالقادرؒ میں بحوالہ مولانا منظور نعمانیؒ رقم طراز ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادرؒ نسبت اور تعلق مع اللہ کے حصول کے لئے بقدر امکان یکسوئی کے ساتھ کثرت ذکر و فکر پر عموماً زور دیتے تھے اور اس کو گویا اس دروازے کی کنجی سمجھتے تھے۔

سفید لباس کی فضیلت

غزوۂ احد کے متعلق حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے غزوۂ احد میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے دائیں بائیں دو شخص سفید لباس پہنے سخت لڑائی لڑ رہے تھے، میں نے ان کو نہ اس سے پہلے دیکھا تھا اور نہ بعد میں دیکھا، یعنی جبرئیل و میکائیل علیہما السلام۔ (بخاری و مسلم)

تصوف کیا بلاء ہے

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمان لدھیانویؒ کے سوال پر مصافحہ کرتے ہوئے فرمایا: صرف تصحیح نیت اس کے سوا کچھ نہیں جس کی ابتداء۔ انما الاعمال بالنیات ۔ سے ہوتی ہے اور انتہاء۔ ان تعبداللہ کأنک تراہ ۔ ہے۔ دوسری ملاقات میں مولانا احرار کو حضرت شیخ الحدیثؒ نے فرمایا: انما الاعمال بالنیات. سارے تصوف کی ابتداء ہے ان تعبدالله کأنک تراہ ۔ سارے تصوف کی انتہاء ہے اسی کو نسبت کہتے ہیں، اسی کو یاداشت کہتے ہیں، اسی کو حضوری کہتے ہیں ۔

میدان جنگ میں حوریں شہیدوں کو شربت پلا رہی ہیں

حضرت مفتی محمود صاحب گنگوہیؒ فرماتے ہیں: مجھ سے ہردوئی میں ایک شخص نے بیان کیا کہ حضرت مولانا مظہر صاحب (بانی مظاہر العلوم) بہت کثرت سے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے رہتے تھے کسی کے اصرار کے ساتھ دریافت کرنے پر فرمایا کہ: میں میں بھی جہاد میں شریک تھا مجھے گولی لگی اور میں گر گیا اسی حال میں دیکھا کہ حوریں شربت کا گلاس لئے ہوئے آئیں اور شہیدوں کو پلانا شروع کر دیا ایک گلاس میرے سامنے بھی لایا گیا میں نے جس وقت اس کو منہ لگایا اور میرا لب تر ہوا تو دوسری نے یہ کہہ کر وہ گلاس ہٹا لیا کہ ابھی اس کی حیات باقی ہے یہ ان میں سے نہیں ہے وہ لذت ہونٹوں پر اب بھی باقی ہے جو مجھے چین نہیں لینے دیتی (علماء مظاہر جلد ۱۔ ۴۶)

اللہ اللہ ہے تو گویا جان ہے * ورنہ یا رو جان بھی بے جان ہے

شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ پر یہ شعر سنکر رقت طاری ہوجاتی تھی۔

فریاد کی کوئی لے نہیں * نالہ پابند نے نہیں ہے۔(ابوالحسن ندویؒ)

صبا یہ جاکے کہو مرے سلام کے بعد۔ کہ ترے نام کی رٹ ہے خدا کے نام کے بعد

دلم زندہ شد از وصال محمد * جہاں روشن است از جمال محمد

حضرت علی میاں ندویؒ فرماتے ہیں

ایک مرتبہ حضرت عبدالقادر رائے پوری مسجد نبوی ﷺ میں تشریف رکھتے تھے۔ اس خادم نے عرض کیا کہ حضرت اس مسجد میں بعد کے لوگوں نے بڑی زیب و زینت پیدا کر دی ہے اور قیمتی قالین بچھائے کاش یہ مسجد اپنی پہلی سادگی پر ہوتی، معلوم نہیں اس وقت حضرت کس حال میں تھے جوش آ گیا فرمایا: حضرت اور زیب و زینت ہو دنیا میں جہاں کہیں جمال اور زیب و زینت ہے انہیں کے صدقے میں تو ہے، مجھے شرمندگی ہوئی اور احساس ہوا کہ یہ حضرات کس قدر محبت سے بھرے ہوتے تھے۔

مقالات حکمت

جو قال حال کے تحت ہو تیر کی طرح ہوتا ہے کبھی خالی نہیں ہوتا استقامت نبوت کی سب بڑی خصلت ہے ہر کسی کو کیسے دی جا سکتی ہے۔

استقامت کے ساتھ حال اور حال کے ساتھ مقام ہوتا ہے، جس میدان میں استقامت اترتی ہے فتح ہو جاتی ہے (فتح)۔

گمنامی کا فائدہ

گمنامی میں امن، اور شہرت میں فتنہ ہے۔

قرآن شریف شیطان کو کیسے جلاتا ہے

سالک جب قرآن شریف کی تلاوت میں محو ہوتا ہے قرآن مجید کے نور کے جلال سے ہمزات اشیاطین لاغر نحیف اور بے بس ہو کر توبہ توبہ کرنے لگتا ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت کے نور کا جلال شیطان کو جلا دیتا ہے۔ تلاوت قرآن، نماز، ذکر ان تینوں میں ہر مرض سے کلی شفا ہے ان تینوں کی کثرت مساوی ہو یہی سلف صالحین کا نسخۂ کیمیاء ہے۔

(قبض) حکیم الامتؒ فرماتے ہیں: حضرت حاجی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ قبض حقیقۃً بصورت قہر لطفِ الٰہی ہے۔

بسط کی تعریف

حالت بسط یعنی آثار لطف وفضل کے ورود سے قلب کو سرور وفرحت ہونا بسط ہے۔

مشاہدہ

کسی امر کے استحضار اور خیال کا قلب پر غالب اور قوی ہو جانا مشاہدہ کہلاتا ہے۔
(حضرت مسیح اللہ جلال آبادیؒ)

رقص

حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ پر شورش غالب تھی، مطلق آواز پر حتی کہ چکی کی آواز پر رقص کرتے تھے اہل محبت کی یہی حالت ہوتی ہے۔

کسانیکہ ایزد پرستی کنند * برآواز دولاب مستی کنند

انبیاء کرام علیہم السلام ہمیشہ شکستہ حال رہے ہیں قرب خدا کو کچھ شکستہ حال سے زیادہ مناسبت ہے۔انبیاء کے نائب یعنی مشائخ اوراہل اللہ بھی ہمیشہ شکستہ حال رہے ہیں اورانہیں سے حاصل ہے جو کچھ کسی کو حاصل ہوا ہے۔

سنت کی تحقیق

آپ ﷺ کا ہر عمل سنت نہیں بلکہ سنت وہی ہے جو حضور ﷺ کی عادت غالبہ ہو۔

جنات کیسے بھاگتے ہیں

سالک طریقت کی پیشانی کے نور سے مومن جنات گرویدہ ودیگر جنات وشیاطین بھاگ جاتے ہیں۔

یہ نور ازلی ہوتا ہے ہر پیشانی میں موجود ہوتا ہے لیکن مستور ہوتا ہے نفس کی کدورت کی جھلی اس نور کو محجوب کئے ہوتی ہے۔

نفس جب کدورت سے پاک ہوتا ہے یہ نور منور ہوجاتا ہے، جگمگا اٹھتا ہے، ورنہ کسی اورطرح یہ حجاب نہیں اٹھ سکتا۔ بھاویں سوسو حیلے کرو۔قرآن کریم کی تلاوت کے نور کا جلال جنات وشیاطین کو جلادیتا ہے کوئی بھی تاب نہیں لاسکتا۔

علاّمہ سید سلیمان ندویؒ کی خلافت پر اعتراض کا جواب

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن ندویؒ ارشاد فرماتے ہیں: مجھے یاد ہے کہ حضرت مولانا سید سلیمان ندوی نے جب حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے رجوع کیا تو ان کے بہت سے غالی معتقدین کو ناگوار ہوا اور سید صاحب سے احتجاج کیا کہ ہماری جماعت کی ایک طرح کی سبکی ہوئی کہ ہم نے آپ کو اپنا بڑا بنایا تھا آپ شیخ الکل تھے اور ہر چیز میں آپ امام کا درجہ رکھتے تھے اور آپ نے دوسرے کا دامن پکڑ لیا تو اس سے ہماری خفت ہوئی۔ اس پر ایک دن سید صاحب نے فرمایا یہ عجیب لوگ ہیں ایک طرف تو میرے معتقد بنتے ہیں دوسرے طرف مجھ پر اعتماد نہیں کرتے ہیں یعنی میں اپنا فائدہ سمجھ کر وہاں گیا تو ان کو اس سے اختلاف ہے گویا میرے استاد بنکر مجھے مشورہ دیتے ہیں، کہ آپ کہاں چلے گئے؟ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ میں ان سے پوچھ کر وہاں جاتا میں تو اپنا فائدہ اس میں دیکھتا ہوں اور آپ کی خاطر وہاں نہ جاؤں، گویا اس دولت سے میں محروم ہوں ۔ جناب ڈاکٹر غلام صاحب تحریر فرماتے ہیں ان سارے اعتراجات کے جوابات میں حضرت اکثر یہی فرماتے رہے کہ وہ لوگ مجھ کو زبان سے تو فاضل محقق کہتے ہیں مگر درحقیقت مجھ کو بے عقل جانتے ہیں آخر اس بات پر کیوں نہیں غور کرتے کہ ان کے خیال کے مطابق اگر میں واقعی علامہ اور محقق ہوں تو بلاوجہ میں نے مولانا تھانویؒ کا دامن تھاما ہے میں نے اپنے اندر، کوئی کمی پائی جس کی تکمیل کیلئے میں وہاں آ گیا۔ اس کے باوجود جب بعضوں نے گلہ کیا کہ ہم نے

تو آپ کو اپنا قبلہ بنایا تھا آپ کو کسی کے آگے جھکنے کی کیا ضرورت تھی ؟ تو صاف یہ جواب باصواب لکھ دیا کہ جن کمالات کی بناء پر آپ نے مجھے قبلہ بنایا تھا انہی کمالات نے مجھ کو مولانا تھانویؒ کے آگے جھکا دیا۔ میں نے اپنے انجام کی فکر کر لی اب آپ کو اختیار ہے کہ آپ اپنا قبلہ کوئی اور تجویز کر لیں۔

قبض کو ختم کرنے کا طریقہ

''یَابَاسِطُ'' کے ورد سے قبض ختم ہو جاتا ہے۔

دس عیوب مجھے پیش نظر ہو جاتے ہیں

فرمایا: کہ میں تو بقسم کہتا ہوں کہ میں اپنے اندر کوئی کمال نہیں پاتا۔ نہ عملی، نہ حالی، نہ قالی، بلکہ مجھ میں تو سراسر عیوب بھرے پڑے ہیں۔ میری اگر کوئی برائی کرتا ہے تو یقین جانئے مجھے کبھی وسوسہ بھی نہیں ہوتا، کہ میں برائی کا مستحق نہیں۔ بلکہ اگر کوئی تعریف کرتا ہے تو واللہ تعجب ہوتا ہے کہ مجھ میں بھلا کونسی تعریف کی بات ہے جو اس کا یہ خیال ہے اس کو دھوکہ ہوا ہے، حق تعالیٰ کی ستاری ہے کہ میرے عیوب کو پوشیدہ کر رہا ہے، اس لئے مجھے کسی کا برا بھلا کہنا مطلق ناگوار نہیں ہوتا۔ اور اگر کوئی میری ایک تعریف کرتا ہے تو اسی وقت دس عیوب مجھے پیش نظر ہو جاتے ہیں۔

یک من علم را دہ من عقل باید

فرمایا: کہ مشہور ہے کہ یک من علم را دہ من عقل باید۔ اس پر ایک حکایت بیان کی کہ۔

ایک مشہور مولوی صاحب نے جو بہت موٹے تھے اور جن کا پیٹ آگے کو بہت بڑھا

ہوا تھا یہ پوچھا کہ موئے زیر ناف کس طرح لیا کروں؟ کیونکہ پیٹ بڑھ جانے سے وہ موقع نظر نہیں آیا اور بدون دیکھے اندیشہ ہے، استرہ لگ جانے کا۔ اس پر مولوی صاحب نے بتلایا کہ بیوی سے بال اتروالیا کرو، پھر انہوں نے مجھ سے یہی سوال کیا لیکن ان مولوی صاحب کا جواب مجھ کو نہیں بتلایا تھا، میں نے کہا کہ چونا ہڑتال لگا کر نورہ کرلیا کرو بال خود بخود جھڑ جائیں گے۔ اس جواب کو سن کر بہت خوش ہوئے پھر انہوں نے کہا کہ ان مولوی صاحب نے تو یہ بتلایا تھا کہ بیوی سے بال اتروالیا کرو۔ میں سخت پریشان تھا کہ بیوی سے یہ کام کیسے لوں گا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے بڑی مصیبت سے نجات دی، پھر فرمایا کہ واقعی بالکل سچ ہے کہ۔ یک من علم را دہ من عقل باید۔

دفع ظلم کی خاطر تعظیم جو ہے ذلت ہے

فرمایا: کہ جو تعظیم دفع ظلم کیلئے کی جاتی ہے، وہ درحقیقت ذلت ہی کہلاتی ہے ۔حقیقی تعظیم تو یہ ہے کہ دل میں وقعت وعظمت ہو، گو بظاہر تعظیم نہ ہو۔ محض ظاہری تعظیم کی حقیقت اس مثال سے سمجھ میں آجائے گی۔ مثلاً خدانہ کرے یہاں پر اس مجلس میں سانپ نکل آئے تو سب تعظیم کیلئے کھڑے ہو جائیں گے مگر اس کے ساتھ ہی جوتا کی تلاش ہوگی، پس اس سے زیادہ وقعت نہیں ظاہری تعظیم کی۔

مناسب مصلحت کی چیز طلب کرنا حب دنیا نہیں

حدیث میں ہے: مِنْ فِقْهِ الرَّجُلِ اَن يُّصْلِحَ مَعِيْشَتًا وَلَيْسَ مِنْ حُبِّ الدُّنْيَا

طَلَبُ مَایُصْلِحُکَ۔
ترجمہ: آدمی کی خوش فہمی کی بات ہے کہ اپنے معاش کا انتظام کرے اور جو چیز تمہارے مصلحت کی ہو اس کی طلب کرنا حب دنیا میں داخل نہیں۔فرمایا: اس حدیث سے ان لوگوں کا جہل ظاہر ہوگیا، جو اہل اللہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ، درویش ہو کر کیوں تجارت کرتے ہیں، یا جائداد کیوں خریدتے ہیں، ملازمت کیوں کرتے ہیں؟

رات کی نیند نیکی ہوگئی

مَنْ اَتٰی فِرَاشَہٗ وَھُوَ یَنْوِیْ اَنْ یَّقُوْمَ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ فَغَلَبَتْہُ عَیْنُہٗ حَتّٰی یُصْبِحَ کُتِبَ لَہٗ مَانَوٰی وَکَانَ نَوْمُہٗ صَدَقَۃٌ عَلَیْہِ مِنْ رَبِّہٖ۔الحدیث۔
ترجمہ: یعنی جو شخص سونے کیلئے اپنے بستر پر آنے کے وقت یہ نیت رکھے کہ، بیدار ہو کر رات کی نماز پڑھوں گا پھر صبح تک اس کی آنکھ لگ گئی تو اس کیلئے اس کی نیت کئے ہوئے عمل کا یعنی صلوۃ اللیل کا اجر لکھا جائے گا اور اس کا وہ سونا اس کے رب کی طرف سے انعام ہوگا۔
فرمایا: کہ اس سے یہ معلوم ہوا کہ ایسی معذوری کے ناغہ پر زیادہ قلق نہ کرے، کیونکہ اصل مقصود یعنی ثواب سے محرومی نہیں ہوئی، اور یہی مذاق ہے محققین کا، اور عام سالکین حد سے زیادہ پریشان ہوجاتے ہیں، جو ظاہراً علامت ہے حب دین کی جو نافع ہے، لیکن یہ پریشانی مفرط اپنے اثر کے اعتبار سے مضر ہوتی ہے، کہ قلب میں ضعف ہو کر تعطل اعمال کے طرف مفضی ہوجاتی ہے۔

متقی طاقت ور اور باہیبت رہتا ہے

مَنِ اتَّقَی اللّٰہَ عَاشَ قَوِیًّا وَسَارَ آمِنًا فِی بِلَادِہٖ۔الحدیث۔

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالی سے ڈرتا ہے وہ قوی رہ کر زندہ رہتا ہے، اور خدائے تعالی کے ملک میں بےفکری سے چلتا پھرتا ہے، اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اپنے دشمن کے ملک میں بےفکر پھرتا ہے۔

فرمایا: جس کا دل چاہے مشاہدہ کر لے اہل اللہ پر کسی کی ہیبت نہیں ہوتی، جس سے وہ پریشان ہوجائیں، اور ان کی ہیبت سب پر ہوگی، الا لعارض نادر

اس طرح تو قیامت تک بھی رسمیں نہ چھوٹینگی

فرمایا: کہ بعض لوگ کہتے ہیں سب مل کر چھوڑیں تو اس میں چھوٹ سکتی ہیں، یہ بھی ایک شیطانی دعوی ہے، تم تنہا ہی سب رسمیں ایک دم چھوڑ دو، برادری کا انتظار مت کرو، کیونکہ اس طرح تو قیامت تک بھی رسمیں میں نہیں چھوٹینگی، برادری میں مختلف مزاج اور مختلف خیال کے لوگ ہوتے ہیں۔سب کا اجتماع ایک بات پر نہیں ہوسکتا، خصوصاً امر خیر شرک کی بات پر اجتماع ہوجاتا ہے، جیسا کہ آجکل موجود ہے کہ عاقل، وغیر عاقل، ادنی، واعلی، ان رسموں میں متفق ہیں، جن کے بری ہونے کے خود بھی قائل ہیں۔

خیالات کا جب ہجوم ہو تو کیا کریں

حضرت نے فرمایا: اس کا سہل علاج یہ ہے کہ جب تخیلات کا ہجوم ہو اپنے قصد واختیار

سے کسی نیک خیال کی طرف فوراً متوجہ ہو جانا، اور متوجہ رہنا چاہئے، اس کے بعد اگر پھر تخیلات باقی رہیں یا نئے آویں ان کا رہنا یا آنا غیر اختیاری ہے کیونکہ مختلف قسم کے دو خیال ایک وقت میں اختیاراً جمع نہیں ہو سکتے، پس اشتباہ رفع ہو گیا، اور اگر بلا اختیار اچھے خیال کی طرف توجہ کرنے میں ذہول ہو جاوے، اور جب تنبہ ہو ذہول کا تدارک تو استغفار سے پھر اسی تدبیر پر استحضار سے کام لیا جائے۔

حضور قلب کی حقیقت

فرمایا: کہ لوگ وساوس کو حضور قلب میں مخل سمجھتے ہیں، لیکن میں کہتا ہوں کہ خود حضور قلب ہی مقصود نہیں صرف احضار قلب مقصود ہے، حضور ہو یا نہ ہو جب ہم اس کے شرعاً مکلّف ہی نہیں پھر شرع پر زیادت چہ معنی۔

لذت مقصود نہیں

فرمایا: بس حقیقت یہ ہے کہ لذت مقصود ہی نہیں، مقصود نصب و وصب ہے۔

فرمایا: وساوس کی طرف سے ہم کو بالکل مطمئن کر دیا گیا ہے، حضرات صحابہؓ کو بھی ایسے ایسے وسوسے آتے تھے کہ جن کے بارے میں انہوں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ ان کو ظاہر کرنے سے جل کر کوئلہ ہو جانا سہل ہے، تو دیکھئے ان کو بھی کیسے کیسے خوفناک وسوسے آتے تھے، مگر حضور ﷺ نے جواب میں ذاک صریح الایمان۔ فرمایا: ظاہر کفر کے وسوسے سے بڑا کوئی وسوسہ نہیں ہوسکتا اس کا بھی یہی حکم ہے (جلد اول ختم شد)

جلد۲

جاہ کا مرض

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ ہمارے یہاں لوگوں میں جاہ کا مرض عالمگیر ہو گیا ہے، عرب میں اس وقت تک بے تکلفی اور سادگی ہے، اور جاہ کا مرض اس وقت تک ان لوگوں میں کم پایا جاتا ہے، ایک بدوی آ کر شریف مکہ کو بے تکلف پکارتا ہے یا حسین یا حسین اگر جاہ کا مرض ہوتا تو صرف سیدنا کہہ کر پکارتے، مگر دونوں طرح کی عادت ہے۔

ہر نا اتفاقی مذموم نہیں

مدرسہ دیوبند کے واقعات و اختلافات کا اور معترضین کے اس اعتراض کا کہ یہ کیسے مولوی ہیں کہ آپس میں لڑتے ہیں ذکر فرماتے ہوئے فرمایا: کہ اس پر میں نے ایک رسالہ لکھا ہے اس میں یہ ثابت کیا ہے کہ ہر نا اتفاقی مذموم نہیں ہے، ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت اس پر کچھ تقریر فرمادیں، فرمایا: کہ رسالہ ہوتے ہوئے تقریر کی کیا ضرورت ہے رسالہ دیکھ لیا جائے، جس قدر اس میں وضاحت سے مضمون ملے گا میں اس وقت اس کا احاطہ بھی نہیں کرسکتا، اور اس میں ایک اور حکمت بھی ہے وہ یہ کہ اس میں بلاضرورت کیوں وقت صرف کیا جائے، یہ بھی ایک کام کی بات ہے جو میں اس وقت بیان کررہا ہوں یعنی لایعنی بات میں مشغول نہ ہونا چاہئے، گو اس وقت مضمون میں یا بیان سے عذر کردینے میں ایک گنا تلخی معلوم ہوگی، مگر

مرض کا ازالہ ہمیشہ کیلئے ہو جائے گا ،بس اہل فہم کیلئے ارشاد کافی ہے، یہ اسلئے فرمایا کہ مولوی صاحب ہیں بے ضرورت کاوش کا مرض تھا امید ہے کہ آپ سمجھ گئے ہوں گے،ان مولوی صاحب نے عرض کیا کہ اس وقت بہت بڑا نفع ہوا،حق تعالی حضرت کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔

اس اپنے مرض کی طرف مجھ کوالتفات بھی نہ تھا فرمایا کہ میرا بھی جی اس وقت خوش ہو اکہ آپ نے قدر کی اور سمجھ گئے۔

جن کے دفع میں قوت خیالیہ کا اثر

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت یہ جو عامل جن کو دفع کر دیتے ہیں، یہ کس چیز کا اثر ہوتا ہے،فرمایا: کہ قوت خیالیہ کا اثر ہوتا ہے،اسی کا تصرف ہوتا ہے،عرض کیا کہ اگر وہ جن بھی اپنی قوت خیالیہ سے کام لے تو فرمایا: ممکن ہے۔مگر انسان کی قوت دافعہ کا مقابلہ جن نہیں کر سکتے ان کی قوت دافعہ ایسی قوی نہیں ہوتی۔

جھوٹ سے شدید نفرت

فرمایا: کہ آج صبح جس نالائق کو نکالا ہے اس نے بہت ستایا،ایسے جھوٹے شخص سے کیا خیر کی توقع ہوسکتی ہے،ایک چھوٹے سے معاملہ میں اس قدر جھوٹ پھر جھوٹ ،پر جھوٹ ،مکان کے دروازہ پر سوتا تھا ایسے مکار شخص کا کیا بھروسہ،ایسا شخص خطرناک ہے،اوراگر دروازہ پر بھی نہ رہے مدرسہ ہی میں رہے تو کیا مدرسہ کے لوگ مفت کے ہیں ،کہ ان کو دھوکہ دیتے رہو ستاتے رہو ۔فرمایا کہ مجھے جھوٹ سے بڑی نفرت

ہے، اور کاذب سے نفرت ہونا بھی چاہئے، اسلئے کہ اس سے تو کچھ امید نہیں، نہ معلوم کس وقت دھوکہ دے

آجکل کے اخبار فساد کی جڑ ہیں

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ: آجکل اخباروں میں بڑی گڑبڑ ہے قریب قریب عدل کا تو نام ہی نہیں ملک میں فساد کا اصل ذریعہ یہی اخبار بنے ہوئے ہیں، بلا تحقیق واقعات کا مشتہر کر دینا تو ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے، ایک صاحب کہنے لگے اخبار اگر حدود میں رکھا جائے، تو خبریں سب حذف ہو جائیں، میں نے کہا کہ غلط ہے، اگر ہمارے سپرد کر دیا جائے تو حدود ہی میں رہے گا صرف ایک دو خبر الگ کر دینی پڑے گی، مگر اکثر کو باقی رکھیں گے، اس پر ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت آجکل تو خریدار اسی مذاق کے ہیں، اگر حدود کی رعایت کے ساتھ اخباری خبریں شائع ہوں تو غالبًا پسند بھی نہ کریں، اس پر فرمایا کہ واقعی اکثر خریدار از خردار بالدال ہو گئے۔ اس ہی لئے خردار بالواؤ بن گئے۔

رزق کفاف

حدیث پاک میں ہے۔ قَدْاَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ كِفَافاً وَقَنَّعَهُ اللهُ بِمَااٰتَاهُ

ترجمہ: وہ شخص مراد کو پا گیا جو مسلمان ہوا اور جسے رزق کفاف مل گیا، اور اللہ نے جو نعمتیں عطاء کی ہیں اس پر اس کو قناعت دے دی۔ (ابن کثیر)

علم خشیت کا نام ہے نہ کہ کثرت کا

علامہ ابن کثیرؒ آیت ۔اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاء . کے تحت فرماتے ہیں ای انما یخشی هو حق خشیته العلماء العارفون به کلما کانت المعرفة به اتم والعلم به اکمل کانت الخشیة له اعظم واکثر. وعن ابن مسعود رضی الله عنه انه قال لیس العلم عن کثرة الحدیث ولکن العلم عن کثرة الخشیة۔

اللہ سے اس کے بندوں میں سے علماء ہی صحیح معنی میں ڈرتے ہیں۔یعنی اس سے ڈرنے کا حق علماء ہی ادا کرتے ہیں، وہ علماء جن کو اللہ کی معرفت حاصل ہے، جب اللہ کی معرفت مکمل حاصل ہو جاتی ہے، تو خشیت بھی سب سے زیادہ حاصل ہو جاتی ہے،اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت ہے کہ علم کثرت حدیث کا نام نہیں بلکہ کثرت خشیت کا نام ہے۔

اتفاق کا طریقہ

فرمایا: کہ اتفاق ہوتا ہے دوسرے کو آرام پہنچانے سے اگر مسلمان یہ طے کرلیں کہ دوسروں کو آرام پہونچانا ہے تو سب متفق ہو جائیں ،اب تو اپنی اپنی ڈفلی اور اپنا اپنا راگ ہے۔

مؤذن حضرات کی فضیلت

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِمَّنْ ا دَعَا اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا۔ کے تحت علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں یہ آیت عام ہے ہراس شخص کیلئے جو خیر کی دعوت دے اور وہ خود بھی ہدایت پر ہو بعض حضرات فرماتے ہیں اس سے مراد صلحاء مؤذنین ہیں، جیسا کہ مسلم شریف میں ہے۔ والمؤذنون اطول الناس اعنا قا یو م القیامۃ ۔قیامت میں سب سے لمبی گردنیں مؤذنوں کی ہوں گی، حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں۔ لو کنت مؤذنا لکمل امری وما بالیت ان لا انتصب لقیام اللیل ولصیام النھار ۔ سمعت رسول اللہ ﷺ یقول اللھم اغفر للمؤ ذنین ثلاثا۔

ترجمہ: اگر میں مؤذن ہوتا تو میرا کام پورا ہو جاتا، اور مجھے رات میں تہجد پڑھنے کیلئے اٹھنے اور دن کا روزہ رکھنے کیلئے کوئی پرواہ نہ ہوتی، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: یا اللہ مؤذنوں کی مغفرت فرما۔ تین بار فرمایا۔

اذان اور اقامت کے درمیان کی دعاء رد نہیں ہوتی

عن انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ قال الثوری لا اراہ الا قد رفعہ النبی ﷺ الدعاء لا یرد بین الآذان والاقامۃ۔

ترجمہ: سفیان ثوریؒ ایک مرفوع روایت میں فراتے ہیں کہ: حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا اذان اور اقامت کے درمیان کی

دعاء رد نہیں ہوتی۔

ہر چیز اللہ سے مانگو

آپ علیہ السلام نے فرمایا: لیسئل احدکم ربه حاجته کلها حتی شسع نعله ۔چاہیئے کہ تم میں سے ہر کوئی اپنے رب سے ہی اپنی تمام حاجتوں کا سوال کرے، حتی کہ اپنے جوتے کا تسمہ بھی۔اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالی نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی اے! موسیٰ مجھ سے ہر چیز مانگو. سلنی حتی ملح قدرک وشراک نعلک ۔اے موسیٰ مجھ سے مانگو یہاں تک کہ اپنی ہانڈی کا نمک اور جوتے کا تسمہ بھی مجھ سے ہی مانگو۔

یٰسین شریف کی فضیلت

عن ابی هريرة رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله ﷺ ان لكل شئ قلب وقلب القرآن یٰسین .وعنه رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من قرأ یٰسین فی لیلة اصبح مغفورا له وقال ابن عباس قال النبی ﷺ لوددت انها فی قلب كل انسان من امتی ۔ لذا قال بعض العلماء من خصائص هذه السورة انها لاتقرأ عند امر عسير الا يسره الله تعالى وكان قرأتها عند الميت لتنزل الرحمة والبركة وليسهل عليه خروج الروح ۔وقال رسول الله ﷺ واقرؤا على موتاكم ۔(ابن کثیر)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلا شبہ ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے، اور قرآن کا دل یٰسین شریف ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے کسی روز یٰسین شریف پڑھی تو اس کی مغفرت ہوگئی۔ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری تمنا ہے کہ یٰسین شریف میری امت کے ہر انسان کے دل میں ہو۔ اسی لئے بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس صورت کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ جس مشکل کام کیلئے اس کو پڑھا جائے گا اس کو اللہ آسان کر دے گا۔ اور جب میت پر پڑھی جاتی ہے تو رحمت اور برکت نازل ہوتی ہے اور میت کی روح آسانی سے نکلتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اپنے مردوں پر پڑھو۔

خاکپائے اسلاف

علاءالدین قاسمی

(خلیفہ ومجاز حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم ادریس حبان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ)

خلیفہ ومجاز حاذق الامت حضرت مولانا حکیم ذکی الدین احمد صاحب نور اللہ مرقدہ پرنامبٹ

(خلیفہ ومجاز مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان حب جلال آبادی رحمۃ اللہ علیہ)

(خلیف ومجاز حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

شجرہ : سلسلۂ چشتیہ (منظومہ: حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ)

حمد ہے سب تیری ذات کبریا کیواسطے
اور درودونعت ختم الانبیاء کیواسطے

اور سب اصحاب وآل مجتبیٰ کے واسطے
رحم کر مجھ پر الٰہی اولیاء کے کے واسطے

بالخصوص ان اولیائے باصفا کے واسطے
مولوی اشرف علی شمس الہدیٰ کے واسطے

حاجی امداداللہ ذوالعطا کے واسطے
حضرت نور محمد پرضیاء کے واسطے

حاجی عبدالرحیم اہل غزا کے واسطے
شیخ عبدالباری شہِ بے ریا کے واسطے

شاہ عبدالہادی پیر ہدے کے واسطے
شاہ عضدالدین عزیز دوسرا کے واسطے

شہ محمد اور محمدی اتقیا کے واسطے
شہ محبّ اللہ شیخ باصفا کے واسطے

بوسعید اسد اہل ورا کے واسطے
شہ نظام الدین بلخی مقتدا کے واسطے

شہ جلال الدین جلیل اصفیا کیواسطے
عبدقدوس شہ صدق وصفا کیواسطے

اے خدا شیخ محمد راہنما کے واسطے
شیخ احمد عارفِ صاحب عطاء کیواسطے

احمد عبدالحق شہ ملکِ بقا کیواسطے
شہ جلال الدین کبیر اولیاء کے واسطے

شیخ شمس الدین ترک باضیا کیواسطے
شیخ علاالدین صابر بارضا کیواسطے

شہ فریدالدین شکر گنج بقا کے واسطے
خواجہ قطب الدین مقتول دلا کیواسطے

شہ معین الدین حبیب کبریاء کے واسطے
خواجہ عثمان باشرم وحیا کے واسطے

شہ شریف زندنی بااتقا کے واسطے
خواجۂ مودود چشتی پارسا کے واسطے

شاہ بویوسف شہ شاہ وگدا کیواسطے
بومحمد محترم شاہِ وِلا کے واسطے

احمد ابدال چشتی باسخا کے واسطے
شیخ ابواسحاق شامی خوش ادا کیواسطے

خواج ممشاد علوی بوالعلا کیواسطے
بوہبیرہ شاہ بصری پیشوا کیواسطے

شیخ حذیفہ مرعشی شاہِ صفا کیواسطے
شیخ ابراہیم ادہم بادشاہ کیواسطے

شیخ حسن بصری امام اولیاء کیواسطے
ہادی عالم علی شیر خدا کیواسطے

سرور عالم محمد مصطفی کے واسطے
یاالٰہی اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے

یاحق اپنے عاشقان باوفا کیواسطے

یارب اپنے رحم واحسان وعطا کیواسطے

کر رہائی کا سبب اس مبتلا کیواسطے

کون ہے تیرے سوا مجھ بےنوا کیواسطے

ہے عبادت کا سہارا عابدوں کیواسطے

ہے عصائے آہ مجھ بے دست و پا کیواسطے

بخش وہ نعمت جو کام آوے سدا کیواسطے

اپنے لطف ورحمت بے انتہا کیواسطے

شجرہ: سلسلۂ چشتیہ ختم شد

﴿نوٹ﴾
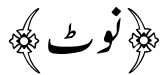
حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: کہ میں نے بہت سے درویشوں سے سنا ہے کہ بزرگوں کے نام کے شجرے تو لوگوں نے بہت لکھے ہیں، لیکن کوئی شجرہ حضرت حاجی صاحبؒ کے شجرہ سے بہتر نہیں۔ اس میں خاص درد ہے اگرچہ شاعری کے اعتبار سے بلند پایہ نہ ہو۔

معمولات

صبح و شام

معمولات اوران کی تعداد کم ہوں یا زیادہ مشائخ اپنے مریدین ومتوسلین کوان کے حسب احوال ارشاد فرماتے ہیں ۔راقم السطور مندرجہ ذیل طریقے پر سالکین طریقت وعاشقان حق کی رہنمائی کا ادنی فریضہ انجام دیتا ہے۔

(طبقۂ اولیٰ)

حضرت مولانا شاہ وصی اللہ الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت حکیم الامتؒ کے بعض ذاتی

معمولات یہ تھے ۔تہجد کے بعد آپ اس طرح معمولات کوشروع فرماتے:

أَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِی عَنْ غَیْرِکَ وَ نَوِّرْقَلْبِی بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ (۳)

اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْه (۱۰)

درودشریف (۱۰)

لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰه (۲۰۰)

اِلَّا اللّٰه (۴۰۰)

أَللّٰهُ أَللّٰهُ (۶۰۰)

أَللّٰه (۱۰۰)

درودشریف۔ (۱۰۰)

استغفار۔ (۱۰)

تلاوت قرآن پاک۔ کم از کم ایک پارہ (مع) سورہ یٰسین۔

مناجات مقبول حضرت حکیم الامتؒ ہر روز۔ ایک منزل۔

راقم کے یہاں اس طبقہ کیلئے شام کے معمولات صرف یہ ہیں۔

شام کے معمولات

استغفار (۱۰۰)

لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ (۱۰۰)

درودشریف (۱۰۰)

(طبقۂ ثانیہ)

راقم کے یہاں اس طبقہ کے مریدین کیلئے تہجد کے بعد یہ معمولات ہیں۔

أَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِی عَنْ غَیْرِکَ وَ نَوِّرْقَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ (۱۰۰)

أَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّأَ تُوْبُ اِلَیْه (۱۰۰)

درودشریف۔ (۱۰۰)

لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہ (۱۰۰)

اَللّٰہُ اَللّٰہ۔ (۱۰۰)

أَللّٰہُ۔ (۱۰۰)

درودشریف۔ (۱۰)

استغفار ۔ (۱۰)

کم از کم یٰسین شریف کی تلاوت

مناجات مقبول ہر روز۔ ایک منزل

شام کے معمولات

استغفار۔ (۱۰۰)

لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ (۱۰۰)

درود شریف۔ (۱۰۰)

نوٹ

(طبقہ اولی) کیلئے حسب طاقت صبح میں

سورہ اخلاص۔ (۱۰۰)

تیسرا کلمہ :سُبُحَانَ اللّٰہِ وَالُحَمُدُ لِلّٰہِ وَلا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکُبَرُ (۱۰۰)

طبقہ اخیر کیلئے صبح کے معمولات

استغفار۔ (۳)

درود شریف۔ (۳)

لَااِلٰہَ اِلّا اللّٰہ (۳۳)

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّأَتُوْبُ اِلَيْه (۳۳)

درودشریف أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدِ نِ النَبِيِّ الاُمِّیِ وَآلِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ . (۳۳)

قرآن شریف کی تلاوت کم ازکم ۔ دس آیتیں ۔

شام کے معمولات:

لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰه. (۳۳)

استغفار ۔ (۳۳)

درودشریف۔ (۳۳)

عشاء کی نماز کے بعد وتر سے قبل دو یا چار رکعت تہجد ہر طبقہ کیلئے۔

التماس اخیر

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ کتاب ہذا میں کہیں کوئی حذف یا اضافہ نظر آئے ،تو راقم کی اصلاح فرمانے کی زحمت گوارہ کریں، تاکہ دوسرے ایڈیشن میں کوتاہی نہ رہے، ان تمام مشائخ و بزرگان دین کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنے دعائیہ اور بابرکت کلمات سے صاحب کتاب، اور کتاب کو نوازا،اور ہمت افزائیاں فرمائیں۔ اللہ تعالی سب کے درجات کو بلند فرمائے اور اجر عظیم عطا فرمائے۔(آمین)

مؤلف کی مشہور کتابیں

۱۔ رمضان المبارک سے محرم الحرام تک۔
۲۔ اپنے عقائد کا جائزہ لیجئے۔
۳۔ نکاح اور طلاق۔
۴۔ حج گائیڈ۔
۵۔ چالیس حدیثیں۔
۶۔ جادو ٹونا، اور کہانت کا حکم۔
۷۔ دس عظیم صحابہ کرامؓ کے ایمان افروز واقعات۔
۸۔ وعظ وادب کا خزانہ۔
۹۔ عظمت قرآن۔
۱۰۔ مسائل حاضرہ۔
۱۱۔ قربانی کے ضروری مسائل۔
۱۲۔ اصلاح کا تیر بہدف نسخہ ۔